

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelzone.com>

<https://www.znzlibrary.com/>

<https://www.znz.today>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں سب سے پہلے رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10)

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

باس میں موجود ناولز پاکستانی لکھنے والے ناولز ہونے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

[Novel Name : Yaar E Sitamgar](#)

[Jaan E Aziz Novel By Dua Khan](#)

[Lams E Junoon By Zoya Ali Shah](#)

[Teri Rahguzar Novel By Kitab Chehra](#)

[Bismil Novel By Mehrunnisa Shahmeer](#)

[Shiddat E Yaar Novel By Zoya Ali Shah](#)

[Ishq E Maknoon Novel By Maryam Jutt](#)

[Saza E Ishq Novel By Shahzmeen Mehdi](#)

[Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal](#)

Novels Categories

[Web Special](#)

[Short Novels](#)

[Long Novels](#)

[Digest Novels](#)

[Romantic Novels](#)

[Facebook Novels](#)

[Ebook Novels PDF](#)

[Youtube Novels PDF](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>

ہارا جنون

ہماقریشی

PART 1

آجا ہمارا یار! مجھے پتہ تھا یہ ریس تو ہی جیتے گا۔۔۔“ وہ اس وقت ریس ”
ٹریک پر موجود تھے۔۔ جبکہ منزل مسکراتا ہوا، ریس لگا کر لوٹا تھا۔۔۔ جبھی
اُسکے دوست نے گلے میں بائیں ڈال کر پر جوش لہجے میں سراہا تھا۔۔
ہا ہا ہا ہا! شارق کی شکل دیکھ یار!“ اس نے دور کھڑے شارق کی جانب اشارہ
کیا تھا جو ریس ہارنے کے بعد غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ صرف
ریس نہیں ہارا تھا بلکہ اپنی فیورٹ کار بھی ہار گیا تھا۔۔۔۔۔

ابے چھوڑ! تو یہ بتا کہ اب ہمیں ٹریٹ کیا دے رہا ہے۔۔“ عاطف نے ”
مزید کہا۔

تو بتا کہاں چلیں۔۔ آج جو تو بولے گا بس ہم وہیں کریں گے۔ منزل اپنی ”
ہی خوشی سلبریت کرنے میں لگا تھا۔۔ جبھی کسی نے اُسے گریبان سے پکڑ
کر اسکا رخ اپنی جانب کیا تھا۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔“ شارق نے منزل کا گریبان پکڑ کر اس قدر ”
شدت سے مکا بنا کر چہرے پر جڑا تھا کہ اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے
تھے۔۔

شارق دیکھ ہلکا ہو جا۔۔ میں تیری کار کی چابی منزل کے حوالے کر رہا”

ہوں کہ جیتنے کے بعد اب یہ اس کی ملکیت ہے۔“ مینجمنٹ کے بندے کی

آواز پر وہ خون کے گھونٹ بھر کر رہ گیا تھا۔

ہاہاہاہاہا! حامد بھائی لگتا ہے آپ کے شیر سے ہار ہضم نہیں

ہو رہی۔۔“ منزل کی آواز پر ایک بار پھر سب کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔ جبکہ وہ دو

قدم نزدیک آیا۔

جتنا مسکرا نا ہے مسکرا لے کیونکہ اب تیرے رُونے کے دن شروع”

ہونے جا رہے ہیں۔۔“ وہ درشتگی سے چنگھاڑا۔

ابے جا! کمینے انسان۔۔“ اس نے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر پرے دھکیلا”

تھا۔ ساتھ ہی چابی انگلی پر گھماتا اسکی فیورٹ کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا

زن سے گاڑی بھگالے گیا تھا۔۔

ہم بنے ہی تھے تباہ ہونے کے لئے۔۔

تیرا ملنا تو محض ایک بہانہ تھا

(جون ایلیا)

ڈھلتا سورج اپنی کرنیں سمیٹ رہا تھا، وہ روم ونڈو کے پاس فلور کشن سے ٹیک لگائے بیٹھی، گہری سُچوں میں غوطہ زن ہاتھ میں کتاب تھامے، یک ٹک ڈوبتے سورج کو تک رہی تھی۔ جبھی سماعتوں سے کسی کی آواز ٹکرائی تھی۔۔ جس نے سُچوں میں خلل ڈالنے کا کام کیا تھا۔۔

ثمرہ بی بی!“ وہ یکدم چونکی تھی۔۔ پھر گہری سیاہ آنکھیں موند کر خود کو ”تسلی کرائی۔۔

جی!“ وہ دھیمی سی آواز میں سوالیہ گویا ہوئی۔۔ رُخ پلٹ کر ترچھی نگاہ سے سامنے کھڑی شکورن بی کو دیکھا تھا۔۔

سرنے آپ کو نیچے بلایا ہے۔۔“ اس نے گہری سانس بھری۔۔

آپ چلیں میں آتی ہوں۔۔۔“ وہ جواب دیتی دُوپٹہ درست کرتی فوراً سے ”
 بیشتر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔ اور اب اسکا رخ نیچے کی جانب تھا، جہاں اسکا
 باپ اسکا منتظر تھا۔۔۔۔۔

کتابی چہرہ، گندمی رنگت، بڑی بڑی گہری سیاہ آنکھیں، مغرور ناک، کمان
 کی طرح بنے آبرو، بھرے بھرے سے رُخسار، اور ساری شام کی اُداسی
 سمیٹی آنکھوں پر سجدہ ریز گھنی پلکیں، شولڈر کٹ سلکی بالوں کی چہرے پر
 آتی لٹوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتی وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی نیچے
 کی سمت قدم بڑھا رہی تھی۔۔۔۔

جی بابا آپ نے مجھے بلایا!“ انہوں نے دھیمے سے لہجے میں سوالیہ انداز میں ””
 پوچھا تھا۔ وہ جولاؤنج میں موجود گلاس ونڈوسے باہر کے مناظر پر نظریں
 جمائے کھڑے سگار پھونک رہے تھے، بیٹی کی دھیمی سی آواز پر چونک گئے
 تھے۔۔۔ جبکہ بیگم نے ذرا نخوت سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔۔

ہمم!“ اس کی جانب رخ پلٹتے انہوں نے ہنکار بھرا۔۔۔ اسکی شکل دیکھتے ہی ”
 انہیں اپنی بے وفابی کی یاد ستانے لگتی تھی۔۔۔ جو مشکل وقت میں دو بچوں
 سمیت انہیں تنہا کر گئیں تھیں۔۔۔ وہ بالکل اپنی ماں کا عکس تھی۔۔۔

آپ نے اپنی مام سے بد تمیزی کی تھی؟؟“ اس بار وہ سختی سے بولے، تو ”
 ثمرہ کے لبوں پر قفل پڑا تھا۔۔۔

بس رہنے بھی دیں جبران! میں نے کہا بھی تھا بچی ہے۔۔۔ اس میں اتنا ”
 سین کر سیٹ کرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔“ اپنی عمر سے کم نظر آنے
 والی فرناز نے ان کے نزدیک آکر نزاکت سے کہا تھا۔۔۔

پہلے تو آپ نے ڈیڈ سے میری شکایت لگا دی۔۔۔ اب کیوں اچھی بننے کا”
 ڈرامہ کر رہی ہیں۔۔۔“ وہ بغیر لحاظ کئے غصے سے پھنکاری تھی۔۔۔۔۔
 ثمرہ! یہ کس انداز میں بات کر رہی ہو تم اپنی ماں سے۔۔۔“ وہ درشتگی سے
 سے چنگھاڑے۔۔۔

بس جبر ان کیا ہو گیا ہے جو ان بیٹی ہے۔۔۔“ ان کے کندھے پر ہاتھ
 دھرتے انہوں نے نزاکت سے کہا تھا۔۔۔
 اس کو بیٹی ہونے کا لحاظ ہے۔۔۔ جب سے ہم نے اس لڑکے کے رشتے سے
 انکار کیا ہے، یہ تو بالکل ہی باغی ہو کر رہ گئی ہے۔۔۔“ انہوں نے باپ ہو کر
 اسکے زخموں پر نمک چھڑکنے کا کام کیا تھا۔۔۔ پلکیں جھپک کر بمشکل آنسو
 ضبط کئے تھے۔۔۔

صحیح کہہ رہے ہیں اتنی پیاری بچی تھی ہماری، پتہ نہیں کیا جادو کیا تھا اس
 بد بخت نے اس پر۔۔۔“ انہوں نے ذرا افسوس بھرے لہجے میں کہا

تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے سفید چمچماتے ٹائلز کو گھورتی لب دانتوں تلے دبائی گئی۔۔۔

باپ کی عزت تو پہلے ہی خاک میں ملا دی۔۔۔ اب پتہ نہیں کیا چاہتی ”
 ہے۔۔۔ ہر وقت گھر میں مظلومیت کی تصویر بنی گھومتی ہے جیسے پتہ نہیں
 کونسا ظلم کا پہاڑے توڑ دیا ہو ہم نے اس پر۔۔۔“ اس بار وہ لہجے میں شدید
 ناگواری سمو کر بولے تھے۔۔۔ جبکہ وہ اب بھی خاموش رہی۔۔۔
 اب جاؤ کھڑی کھڑی شکل کیا تک رہی ہو۔۔۔۔۔ باپ کا بلڈ پریشر ہائی کرا ”
 کر ہی سکون ملتا ہے تمہیں۔۔۔ بالکل اپنی ماں پر گئی ہے۔۔۔“ فرناز نے
 ناگواری سے کہتے جبران کے سینے پر ہاتھ رکھتے ٹھنڈا کرنا چاہا۔۔۔ جو
 باقاعدہ ہانپنے لگے تھے۔۔۔ اس بار ثمرہ کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر
 گالوں پر پھسل گیا تھا۔۔۔ اور وہ رخ پلٹ کر بھاگتے قدموں سے سیڑھیاں
 چڑھنے لگی تھی، کہ جبھی ایک دلکش اور معصوم سی آواز اسکی سماعتوں سے
 ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔

سرپر انز! اس کی سوتیلی چھوٹی بہن قصویٰ تھی۔۔ جو ماں، باپ کی لاڈلی ”
اور انتہا کی حسین صورت لڑکی تھی۔۔۔
اوہ مائی ڈاٹر! واٹ آپلیزنٹ سرپر انز!“ انہوں نے آگے بڑھ کر بیٹی کو سینے
سے لگایا تھا۔۔ جو آج پورے ایک ماہ بعد پاکستان ٹور سے واپس لوٹی
تھی۔۔۔

آپ کو میرا سرپر انز اچھا لگا۔۔۔“ وہ گلابی گڑیوں جیسی خوبصورت، اور ”
نازک تھی۔ جھیل جیسی آنکھیں اشتیاق سے بڑی کتے وہ مزے سے سوال
کر رہی تھی۔۔ جبکہ وہ دونوں ہی اسے پیار کرنے میں مصروف
تھے۔۔۔ ثمرہ کو اپنا آپ بہت بے مول اور غیر ضروری لگا تھا۔
بہت۔۔۔ سرپر انز ہو اور وہ بھی ہماری بیٹی کا۔۔۔ تو بھلا کسے نہ پسند
آئے گا۔۔۔“ انہوں نے محبت سے اسکا ماتھا چوما تھا۔۔۔ سیڑھیوں پر کھڑی
یہ منظر دیکھتی ثمرہ کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔ جب وہ مزید اس منظر کی
تاب نہ لاسکی تو بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

علوی ہاؤس میں جبران صاحب اپنی تین اولادوں اور شریکِ حیات کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔۔۔ شارق اور ثمرہ انکی پہلی بیوی سے تھے جو علیحدگی کے بعد کسی دوسرے ملک جا بسی تھیں، جبکہ قصویٰ جبران صاحب اور فرناز کی سب سے چھوٹی اور اکلوتی بیٹی تھی۔۔۔ جو ثمرہ اور شارق سے عمر میں کافی چھوٹی تھی۔۔۔ شارق کے لئے تو اسکی دونوں بہنیں ہی برابر تھیں مگر باپ کے لئے بڑی کے لئے دل میں ہمیشہ سے تنگ جگہ پانچ سال قبل ہوئے واقعہ کے بعد سے مزید تنگ ہو گئی تھی۔۔۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب ثمرہ نے اپنی پسند کا اظہار کیا تھا۔۔۔ یونیورسٹی کے زمانے میں وہ جس کمپنی کے ساتھ انٹرن شپ کر

رہی تھی، وہاں کے سی ای او نے اسے پریوز کیا تھا اور پھر باقاعدہ طور پر اسکا
 رشتہ لے کر آیا تھا۔ مگر پھر معلوم ہوا کہ وہ اسکی سوتیلی ماں کے کوئی دور
 کے جاننے والے تھے، جن کے خاندان سے ان کا ماضی میں کبھی جائیداد کا
 تنازعہ رہا تھا۔۔۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ اسکی سو کالڈ ماں اسے اسکی مرضی
 چلانے دیتیں۔۔۔ وہ تو ویسے بھی اس سے بلا وجہ کی کھار کھاتی تھیں۔۔۔ جبکہ
 شارق پر وہ ہمیشہ واری قربان رہتی تھیں۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ گھر میں سب
 کو ثمرہ ہی غلط لگتی تھی۔۔۔ جبکہ اب وہ سب کی برداشت کرتے کرتے
 اب ذرا باغی ہو گئی تھی۔۔۔۔

مصطفیٰ پیلس میں اس وقت افراتفری کا عالم تھا۔۔۔ آج مصطفیٰ پورے پانچ
 سال بعد پاکستان واپس لوٹ رہا تھا۔ وہ گزشتہ پانچ سال کے عرصے میں
 ان سے دوبار ملنے دہائی تک ضرور آیا تھا مگر پاکستان وہ آج لوٹ رہا

تھا۔۔۔ زنیرہ بیگم تو بیٹے کی واپسی پر خوشی سے پھولے ہی نہیں سمار ہی تھی۔۔۔ گھر میں سب کی دوڑے لگی ہوئی تھیں۔۔۔۔

زنیرہ بیگم اور وجدان مصطفیٰ کے دوہی بیٹے تھے۔۔۔ بڑا بیٹا احد مصطفیٰ اور "چھوٹا بیٹا مزمل وجدان مصطفیٰ"۔۔۔ دس سال قبل شوہر کے گزر جانے کے بعد انکی کل کائنات انکے دونوں بیٹے ہی تھے۔ جن میں انکی جان بستی تھی۔۔۔۔ بڑا بیٹا پانچ سال قبل آسٹریلیا جا بسا تھا۔۔۔ جبکہ چھوٹا تھا جو یونیورسٹی ختم ہونے کے بعد ماں کے پاس ہی تھا۔۔۔ آج سالوں بعد انکا بیٹا اپنا بزنس وائینڈاپ کرتا واپس آ رہا تھا۔۔۔ بھلا اس سے زیادہ اچھی اور کیا بات ہو سکتی تھی۔۔۔

ماما یہ ثمرہ کہاں غائب ہے۔۔۔۔ میں جب سے آئی ہوں ایک بار بھی مجھ سے ملنے نہیں آئی؟“ قصویٰ نے بہن کی غیر موجودگی محسوس کر پوچھا۔۔ وہ سب اس وقت کھانے کی میز پر موجود تھے۔۔۔

اپنے روم میں ہے۔۔۔ پتہ تو ہے تمہیں، اس کا ہر وقت کسی نہ کسی بات پر ”منہ ہی بنا رہتا ہے۔۔“ انہوں نے ذرا ناگواری سے کہا۔۔

شائستہ۔۔۔ شائستہ!“ اس نے ملازمہ کو آواز دی۔۔ جبکہ جبران لا تعلق ”کا مظاہرہ کرتے کھانے میں مگن تھے۔۔ شارق آج بھی ابھی تک گھر نہیں لوٹا تھا۔۔

جی بی بی!“ وہ بوتل کے جن کی مانند غائب ہوئی تھی۔۔۔

ثمرہ بی بی کو بلا کر لاؤ۔۔“ وہ آپی بولنے کا تکلف ہر گز نہیں کرتی تھی۔۔

وہ بی بی۔۔۔ بڑی بی بی نے کہا ہے انکے سر میں درد ہے اس لئے انہیں ”کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔“ ملازمہ نے سر جھکا کر اس کا پیغام دیا۔۔

اہم! اچھا جاؤ تم۔۔“ اس نے اسے چلتا کیا۔۔ جو سر ہلاتی مودب سی کچھ ”
 قدم دور ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔
 بابا آج کچھ ہوا تھا کیا گھر میں؟“ اس نے ماں کے بجائے باپ کو مخاطب ”
 کیا۔

کچھ نہیں ہوا قصویٰ تم اپنا کھانا کھاؤ بیٹا۔۔“ فرناز نے بیٹی کو باز رکھا۔۔
 مگر ماما!“ اس نے باپ کو خاموشی سے رغبت سے کھانا کھاتا دیکھ کچھ ”
 نا سمجھی سے کہنا چاہا۔۔

بس بچے خاموش ہو جاؤ۔۔۔“ اس بار وہ سر جھٹکتی خاموش ہو گئی، جبکہ ”
 کھانا بہت خاموشی سے کھایا گیا تھا۔۔

یار بس میں اب نکلوں گا۔۔۔ آج بھائی واپس آرہے ہیں۔۔۔ انکے لوٹنے سے قبل مجھے گھر پہنچنا ہے۔۔۔“ منزل جو شام سے ٹریک پر ہی موجود تھا، اب گھڑی میں رات کے آٹھ بجتے دیکھ بولا۔۔۔

چل ٹھیک ہے۔۔۔ ویسے میں سوچ رہا تھا کہ شارق کی گاڑی پر ایک چکر لیا جائے۔۔۔ بہت مزہ آئیگا یار!“ اس کے دوستوں نے اکسایا۔۔۔

ہا ہا ہا ہا! ضرور کیوں نہیں۔۔۔ مگر آج نہیں۔۔۔ پھر کبھی۔۔۔ ابھی بس میں“ گھر کے لئے نکل رہا ہوں۔۔۔ ویسے بھی اب گاڑی تو ہماری ہی ہے۔۔۔“ اس نے نرم لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اچھا چل ٹھیک ہے۔۔۔ پھر تو نکل ہم بھی چلتے ہیں۔۔۔“ وہ زن سے گاڑی بھگالے گیا تھا۔۔۔

چھٹ فٹ قد، کسرتی وجود، تواناسینہ، گہری ذہین آنکھیں، اٹھی مغرور ناک، سنجیدہ وجیہہ جاذب نظر چہرہ، پولو کے ٹراؤزری ٹی شرٹ میں ملبوس وہ ڈرائیور کی ہمراہی میں سیدھا ایرپورٹ سے مصطفیٰ پبلس پہنچا تھا۔۔۔ جہاں سناٹے میں ڈوبے گھر میں زنیہ بیگم کی نم آنکھوں نے اسکا استقبال کیا تھا۔۔۔

میرا بچہ! اتنے سالوں میں تمہیں ماں کی ذرا بھی یاد نہیں آئی۔۔۔ ایک ”بار بھی نہیں سوچا کہ تمہاری بیوہ ماں تمہاری کمی کس حد تک محسوس کرتی ہے۔۔۔“ وہ کتنی ہی دیر سے مصطفیٰ کو سینے سے لگائے بیٹھی تھیں۔۔۔ جو ماں کا ماتھا چومتا بارہا نہیں خاموش کراچکا تھا۔ مگر آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔

اب تو میں واپس آگیا ہوں ناں مُمی! پلیز خاموش ہو جائیں۔۔۔“ وہ ”انہیں چپ کراتا صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔“

ایسی بھی کوئی سزا سناتا ہے اپنی ماں کو۔۔۔“ انہوں نے دوپٹے سے آنسو ”
پونچھتے ایک بار پھر شکوہ کیا تھا۔

اچھا بس اب پلیر معاف کر دیں۔۔۔“ اس کے ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا ”
گئیں تھیں۔۔۔

ویسے یہ آپ کا لاڈلا کہاں ہے۔۔۔ اتنی رات ہو رہی ہے، ابھی بھی گھر ”
سے باہر ہے۔۔۔ میری واپسی کا سن کر بھی جلدی گھر آنے کی زحمت نہیں کی
لاڈلے نے؟“ اس نے ذرا خفگی سے استفسار کیا۔۔۔

تمہارے بھائی کو کار ریسنگ کا شوق چڑھا ہوا ہے کچھ سالوں سے۔۔۔ بس ”
اس چکر میں رات کو دیر تک باہر رہتا ہے۔۔۔ میں تو سمجھا سمجھا کر تھک چکی
ہوں۔۔۔ اب تم واپس آگئے ہونا۔۔۔ اب تم خود ہی سنبھالنا سب۔۔۔“
انہوں نے ذرا تاسفی انداز میں کہا تو وہ لب بھینچ گیا۔۔۔

آپ فکر نہ کریں۔۔۔ اب میں واپس آگیا ہوں ناں۔۔۔ سب سنبھال ”
لو نگا۔۔۔“ وہ بیٹے کی تسلی پر دھیرے سے مسکرائیں۔۔۔

میڈم آپ کے لئے فون ہے۔“ وہ دونوں ماں بیٹا بھی باتوں میں ہی مگن ”
تھے کہ ملازمہ زنیرہ بیگم کا موبائل اٹھائے قریب چلی آئی تھی۔
لاؤ مجھے دو۔“ انہوں نے موبائل لے کر کان سے لگایا تھا۔“
”!ہیلو“

”جی کون بات کر رہا ہے؟“

جی میں منزل کی والدہ بات کر رہی ہوں؟“ مصطفیٰ نے نا سمجھی سے ماں ”
کی جانب دیکھا۔ جن نے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔
ماں! کیا ہوا؟“ اس نے ماں کو سکت میں دیکھ موبائل لے کر کان سے لگایا ”
تھا۔ جبکہ دوسری جانب سے جو خبر سنائی گئی تھی۔ وہ اسکے پاؤں تلے
زمین کھینچ گئی تھی۔۔۔ جبکہ زنیرہ بیگم لہرا کر اسکے بازوؤں میں جھول سی
گئیں تھیں۔۔۔

ماما!!! ماما! کیا ہو گیا آپ کو۔۔۔۔ شفیق۔۔۔ شفیق جلدی سے گاڑی ”
نکالو۔“ دوسری جانب سے ملنے والی خبر نے اسکے حواس تک جھنجھوڑ کر

رکھ دیئے تھے۔۔۔ مگر فی الحال ماں کی غیر ہوتی حالت نے اسکے ہاتھ پاؤں
پھولا دیئے تھے۔۔۔۔۔

مزل اس وقت تیز رفتاری سے گانے گنگنا تافل مستی میں جھومتا ہوا اپنے
گھر کے راستے کی جانب گامزن تھا۔ جی اُسے محسوس ہوا کہ کوئی گاڑی
اس کے تعاقب میں آرہی تھی۔۔۔ سائیڈ مرر سے غور کیا تو اسے اندازہ ہوا
یہ شارق کی گاڑی تھی۔۔۔ جو بہت اسپید میں اسکی جانب آرہی تھی۔۔۔ وہ
فوری الرٹ ہوا۔۔۔ اور گاڑی کی اسپید بڑھادی تھی۔۔۔ جبکہ وہ بھی اسپید
بڑھا چکا تھا۔۔۔ سن سان سڑکوں پر ان دونوں کی گاڑیاں ہوا کی سی رفتار سے
دوڑ رہی تھیں۔۔۔

اب اُسے کون سا دورہ پڑ گیا ہے۔۔۔“ وہ گاڑی بھگتا سن سان گلیوں میں ”
گھس گیا تھا۔۔۔ ساتھ ہی گاڑی گول گول گھماتے سڑک کنارے لگائی
تھی۔۔۔

کیا مسئلہ ہے بھی تیرے ساتھ! میرا پیچھا کیوں کر رہا ہے۔۔۔“ ان دونوں ”
کی ہی گاڑیاں آنے سامنے لگی ہوئی تھیں۔۔۔ جبھی منزل نے گاڑی سے باہر
آتے سوال کیا۔۔۔ ایک پاؤں ابھی بھی گاڑی میں ہی تھا۔۔۔

ابھی بتاتا ہوں کیا مسئلہ ہے میرے ساتھ۔۔۔“ اس نے یکدم ہی ڈیش ”
بورڈ پر پڑی اپنی گن نکل کر اس پر تان لی تھی۔۔۔ منزل نے حیرت سے اسکی
جانب دیکھا۔

یہ کیا کر رہا ہے شارق۔۔۔ اب آگر توریس ہار گیا تو، اپنی خار اس طرح ”
نکالے گا۔“ منزل طیش سے چیخا تھا۔۔۔

بہت غرور ہے ناں تیرے اندر۔۔۔ بہت اُچھل رہا تھا تو شارق علوی کو ”
ہارا کر۔۔۔ تیزی یہ آکڑ تو آج میں نکالوں گا۔۔۔“ اس نے ایک لمحے میں آؤ

دیکھا تھا نہ تاؤ اور چار گولیاں منزل کے سینے کے پار اُتار دی تھیں۔۔۔ وہ
یکدم ہی لہرا کر زمین بوس ہوا تھا۔۔۔ رات کی پُر سکون فضا میں آرتعاش
برپا کرتی گولیوں کی آواز نے ارد گرد میں آباد سوسائٹی میں ہلچل سی مچادی
تھی۔۔۔

جبکہ وہ اب حواس باختہ ساجلدی سے گاڑی میں بیٹھتا زن سے کار بھگالے
گیا تھا۔۔۔ جبکہ آخری سانسیں بھرتے منزل کی آنکھوں کے سامنے اپنی
ماں کو روتا بلکتا چہرہ گھوم گیا تھا۔۔۔۔۔

کہاں ہے میرا بھائی؟؟ کیا ہوا اسے؟؟ انسپیکٹر کچھ بولتے کیوں نہیں ”
ہو۔۔۔“ احد مطلوبہ ہسپتال میں پہنچتے ہی وہاں موجود پولیس ڈیپارٹمنٹ
کے لوگوں پر چلایا تھا۔۔۔ جبکہ زنیہ بیگم اس تک بے ہوش دوسرے روم
میں تھیں۔۔۔

احد صاحب۔۔۔“ ایس ایچ او نے آگے بڑھ کر اسے تسلی دینی چاہی۔۔۔“

میرا بھائی؟؟؟ میرا بھائی کیسا ہے۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔“ اس کی دھاڑ
سے ہسپتال کے در و دیوار تک ہل گئے تھے۔

احد صاحب! ریلیکس!“ اس نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا تھا۔

کیسے ریلیکس کروں۔۔۔ تم مجھے میرے بھائی کے بارے میں بتا کیوں
نہیں رہے۔۔۔“ جبھی آئی سی یو سے ڈاکٹر زباہر آئے تھے۔

ائی ایم ریٹلی سوری مسٹر احد! گولیاں دل کے بے حد نزدیک لگی

تھیں۔۔۔ ہم نے ہر ممکن کوشش کی تھی انہیں بچانے کی۔۔۔ مگر جو اللہ کی

مرضی!“ ڈاکٹر کے اس قدر سخت لفظوں پر احد کو لگا وہ دوسرا سانس نہیں

لے سکے گا۔۔۔ وہ چھ فٹ کا لمبا چوڑا مرد ایک دم لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا

تھا۔۔۔

احد صاحب سنبھالیں خود کو۔۔۔“ ایس ایچ او نے اسے پکڑ کر کرسی پر

بیٹھایا تھا، جو پتھر کا ہو گیا تھا۔ اسکا لاڈلا چھوٹا بھائی یوں اسے تنہا کر گیا تھا، وہ

بابا۔۔۔ مجھ سے۔۔۔ مجھ سے قتل ہو گیا ہے۔۔۔“ بمشکل لبوں سے لفظ ”
آزاد ہوئے تھے۔۔۔

کیا؟؟ کیا بکواس کر رہے ہو ڈیم اٹ!“ وہ با آواز بلند دھاڑے۔۔۔“
بابا پلیز! میری دبئی کی سیٹ کنفرم کرائیں فوراً، ورنہ پولیس مجھے لے
جائے گی۔۔۔“ وہ اپنا غصہ تو اتار آیا تھا۔۔۔ مگر اب خوف سے جان ہوا ہو
رہی تھی۔۔۔

یہ کیا کر آئے ہو بیوقوف لڑکے۔۔۔ کہا بھی ہے کہ اپنے غصے پر قابو
رکھا کرو۔۔۔“ وہ شدت سے چنگھاڑے تھے۔۔۔
ائی ایم ریٹلی سوری بابا! مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔“ وہ لب دانتوں تلے دبا
گیا۔۔۔

ایسے کیسے غلطی ہو گئی تم سے ہاں۔۔۔ قتل بھی غلطی سے ہوتا“
ہے۔۔۔“ انہیں سمجھ نہیں آیا ورنہ وہ اپنے بیٹے کا کچھ کر ڈالتے۔۔۔

بابا۔۔۔ پلیز میرے پاس وقت برباد کرنے کا ٹائم نہیں ہے۔ آپ جلد از ”
 جلد مجھے یہاں نکلوائیں۔۔۔۔۔ اپنے کسی دوست کو کال ملائیں۔۔۔ مجھے
 پاکستان سے نکلنا ہے ابھی اور اسی وقت۔۔۔“ وہ بھاگتے قدموں سے اپنے
 کمرے کی جانب بھاگا تھا، تاکہ اپنا پاسپورٹ وغیرہ نکال سکے۔
 یا میرے اللہ! یہ کیسی اولاد دے دی تو نے مجھے۔۔۔“ وہ اپنا سر تھام گئے ”
 تھے۔۔۔ اور جلدی سے اپنے اثر و سوخ والے دوستوں کا نمبر لگایا تھا۔۔۔

کہاں گھسے چلے آرہے ہیں آپ لوگ؟“ وہ ایس ایس پی کو گھر میں پوری ”
 نفری کے ساتھ گھر میں گھستادیکھ کر ٹک دار آواز میں سوالیہ غرائے۔۔۔
 السلام علیکم جبران صاحب۔۔۔ آپ کو اب تک خبر تک لگ ہی چکی ہوگی ”
 کہ آپ کے بیٹے نے قتل کیا ہے۔“ وہ اب باقی نفری کو وہیں ٹھہرنے کا
 اشارہ کرتے انکے نزدیک آئے تھے۔۔۔
 میرا بیٹا بے قصور ہے۔۔۔“ وہ یکدم چنگھاڑے۔۔۔“

آگر آپ کا بیٹا بے قصور ہے تو اسے سامنے بلائیں، پولیس اپنی تفتیش خود کرے گی۔ آگر آپ کا بیٹا بے قصور ہوا تو آپ کو واپس مل جائے گا۔ بے فکر رہیں۔“ جبران صاحب غصے سے پاگل ہو رہے تھے، اب وہاں ثمرہ اور فرناز بھی چلی آئی تھیں۔

کیا ہوا بابا؟ اتنا شور کس بات کا ہے؟“ قصویٰ نے ایک نظر پولیس کو دیکھ کر استفسار یہ انداز میں پوچھا۔

میڈم آپ کے بھائی نے وجدان مصطفیٰ کے چھوٹے بیٹے منزل مصطفیٰ کا قتل کیا ہے؟“ وہ شہر کی ایک معروف بزنس شخصیت تھے، تو بھلا لوگ انکے نام سے کیسے نہ واقف ہوتے۔

وہاٹ؟ یہ کیا بکواس کر رہے ہیں؟“ سب سے پہلے ثمرہ کو ہوش آیا تھا۔“ جبران صاحب اپنے بیٹے کو بلائیں۔“ وہ مزید بولے، جبکہ شارق جو

وہاں سے بھاگنے کی پلیننگ میں تھا، گھر میں پولیس کو دیکھ لٹے قدموں بھاگا تھا۔

پکڑو اسے!“ پولیس اہلکار نے گھر میں ہی اسے چاروں جانب سے گھیر لیا۔“
تھا۔

بابا!“ وہ خود کو چاروں طرف سے گھرا محسوس کر کشمکش میں گھرا، کود کر“
دوسری جانب سے بھاگنے کو پر تو لنے لگا، جی بھی دور کھڑے ایس ایس پی نے
اسکی ٹانگ کا نشان لیا تھا اور فائر کھول دیا تھا۔

شارق۔۔۔ یا میرے اللہ!“ ایک ساتھ کئی خوفزدہ آوازیں بلند ہوئیں“
تھیں۔

یہ آپ کیا کر رہے ہیں ایسی پی صاحب!“ قسمت اچھی تھی کہ نشان“
چونک گیا تھا، مگر اب وہ زمین پر گرتا مکمل طور پر پولیس کی حراست میں
تھا۔

شکر کریں جبران صاحب کہ ہم آپ کا لحاظ کر رہے ہیں۔۔۔ وگرنہ اس“
سے بہتر طریقے سے کارروائی بھی کرنا جانتے ہیں۔۔۔“ ایسی پی کے کاٹ
دار لہجے پر وہ لب بھینچ گئے۔

چلو یہاں سے۔۔“ وہ شارق کو ہتھکڑیاں لگاتے وہاں سے نکل آئے ”
 تھے، جبکہ ثمرہ اور قصویٰ بری طریقے سے رونے لگی تھیں۔۔
 جبران صاحب کچھ کریں وہ ہمارے شارق کو اپنے ساتھ لے گئے ”
 ہیں۔۔“ فرناز نے حواس باختہ سے جبران کو جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔
 تمہارے بیٹے کی حرکتیں ہی ایسی ہیں کون کیا کر سکتا ہے بھلا۔۔“ وہ ”
 نخوت سے سر جھٹکتے خود بھی پولیس اسٹیشن جانے کے لئے نکلے تھے، تاکہ
 معاملے کی طے تک پہنچا جاسکے۔۔

اسٹریلیا کے شہر ملبرن پر ایک اور سنہری شام اُتر آئی تھی۔۔ جبکہ اپنے روم
 میں موجود عریشہ گلاس ونڈو سے پار کے مناظر پر نظریں جمائے کھڑی
 پر سکون سانسیں بھر رہی تھی۔۔ جی بھی کھٹکے کی آواز پر وہ چونکی ضرور
 تھی، مگر رخ پلٹ کر دیکھنے کی زحمت ابھی بھی نہیں کی گئی تھی۔۔

تم آخر چاہتی کیا ہو ہنی! تمہارا باپ ہمیں چھوڑ کر اس دنیا سے چلا گیا، اور ”
 کونسی سزا دینا چاہتی ہو مجھے۔۔“ وہ حد سے زیادہ رنجیدگی کے عالم میں گویا
 ہوئیں تھیں۔۔

مام پلیز!“ وہ ناگوار لہجے میں چنگھاڑی۔“

کیا پلیز! مسئلہ کیا ہے آخر تمہارے ساتھ۔۔ تم کیوں پاکستان واپس جانا ”
 چاہتی ہو۔۔“ وہ اس بار غصے سے بولیں۔۔

آپ کو یہاں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ رہنا تو شوق سے رہیں مجھے کوئی ”
 اعتراض نہیں ہے، مگر میں پاکستان واپس جانا چاہتی ہوں، اس ڈیٹ
 کلیر!“ اس نے پھاڑ کھاتے لہجے میں کہتے ماں کو باز رکھا تھا۔۔

او کے ایز یوش!“ وہ کندھے اچکا گئیں، سال پہلے ہی انکا شوہر اس دنیا ”
 سے گیا تھا، جب سے انہوں نے اپنے شوہر کی اس بیٹی کو اپنی بیٹی طرح پالا
 تھا، مگر آگرا اب وہ اپنی من مانی کرنا چاہتی تھی تو وہ فورس نہیں کر سکتی
 تھیں۔۔

میری ایک ہفتے بعد پاکستان کی کی فلائٹ ہے۔“ اس نے مزید آگاہ کیا۔“
 اوکے فائن!“ وہ اتنا بول کر کمرے سے باہر نکل گئیں تھیں، جبکہ اب
 وہ کھڑکیاں کھولتی باہر کی پر سکون فضا میں سانس لے رہی تھی۔۔۔

مصطفیٰ مصطفیٰ میرا منزل! میرا منزل مجھے لادو۔۔ میں نہیں جانتی مجھے“
 میرا بیٹا واپس چاہئے۔۔۔“ منزل کو اس دنیا سے گئے پندرہ دن ہونے کو
 آگئے تھے، اور شارق جب سے ہی جیل میں تھا، اس کے خلاف قانونی
 کارروائی شروع ہو چکی تھی۔۔

ماں حوصلہ رکھیں۔۔۔ آپ اس طرح کریں گی تو منزل کو تکلیف“
 ہوگی۔۔۔“ خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھائے وہ ماں کو دلا سہ دینے
 لگا، جو مسلسل روئے جا رہی تھیں، وہ آج آفس جانے کا ارادہ رکھتا تھا، مگر
 جانے سے قبل وہ ماں سے ملنے انکے روم میں آیا تھا، جبکہ وہ بیٹے کو دیکھ ایک
 بار پھر چھوٹے کی یاد میں بکھر سی گئیں تھیں۔۔

نہیں۔۔۔ مجھے صبر نہیں آتا مصطفیٰ! بس کچھ بھی کرو مگر مجھے میرا بیٹا

واپس چاہئے!“ انہوں نے ذرا ضدی لہجے میں کہا۔

اوکے اوکے ریلیکس! ابھی آپ یہ میڈیسن لیں، تھوڑا آرام

کریں، منزل ہمارے پاس آجائے گا۔“ انکی حالت کے پیش نظر انہیں

نیند کی گولی کھلاتا وہ بستر پر لیٹا تا ان پر چادر برابر کرتا روم سے نکل آیا

تھا۔۔۔

الماس خالہ! آپ پلیز ماں کا دھیان رکھئے گا۔ میں کچھ دیر میں آفس

سے واپس آ جاؤنگا۔ جب تک ماما آپ کی ذمہ داری ہیں۔۔۔“ وہ ذرا

مصرف لہجے میں بولا تھا۔

ٹھیک ہے مصطفیٰ بابا!“ الماس بیگم انکی کافی پرانی اور خاندانی ملازمہ

تھیں، منزل اور احد کی پرورش انہی کے ہاتھوں میں ہوئی تھی۔۔۔ مصطفیٰ

ہدایت جاری کرتا گھر سے نکل آیا تھا جبکہ وہ اب اپنے کاموں میں جت گئیں تھیں۔۔

جبران آپ کچھ کرتے کیوں نہیں ہیں۔۔ کیا فائدہ اتنی مال و دولت کا جب ”ہم ہمارے بیٹے کو ہی نہیں بچا سکتے۔۔“ وہ درشت لہجے میں چنگھاڑی تھی۔۔ جبکہ وہ ماتھا مسلتے پریشان دکھائی دے رہے تھے۔۔ عدالت سے تاریخ پر تاریخ تو مل رہی تھی مگر وہ ضمانت کرانے میں پھر بھی کامیاب نہیں ہو رہے تھے۔۔

میں نے بات کی ہے وکیل سے۔۔ وہ آج شام جائے گا مصطفیٰ ہاؤس، ان ”سے خون بہا کی بات کرنے۔۔“ انہوں نے پیشانی مسلی تھی۔۔ جبکہ ثمرہ بالکل خاموش کھڑی تھی۔۔

اس کی تو ویسے ہی ہم سے پرانی دشمنی ہے اس لڑکی کی وجہ سے۔۔۔

”انہوں نے ناگواری سے ثمرہ کو دیکھا، جو خاموش رہی۔

بس چپ ہو جاؤ فرناز! ابھی میں بہت ٹینشن میں ہوں۔۔ آگروہ خون بہا”
 کے لئے مان گئے تو ہمیں بدلے میں بزنس کے ۱۵ پرسنٹ شیئرز کے ساتھ
 ساتھ شاید یہ گھر بھی چھوڑنا پڑے۔۔“ بیٹا بہت عزیز تھا، مگر یہ مال و
 دولت بھی تو بہت محنت سے بنایا تھا۔

کیا؟؟ مگر اتنا سب دینے کی کیا ضرورت ہے؟“ اس بار انکے ماتھے پر بل
 نمودار ہوئے۔

تو ظاہر سی بات ہے، تمہیں کیا لگتا ہے وہ بزنس ٹائیکون احد مصطفیٰ کیا”
 صرف چند کڑوڑ میں راضی ہو جائیے گا۔۔“ انہوں نے ناگواری سے بیوی کو
 دیکھا، جو خاموشی اختیار کر گئیں۔

شام کا وقت تھا، مصطفیٰ ہاؤس کے شاہانہ طرز کے بنے ڈرائینگ روم میں
 موجود وکیل صاحب جبران صاحب کا پیغام لے کر حاضر ہوئے تھے۔

آپ ایک بار پھر سوچ لیں مصطفیٰ صاحب جبران صاحب اپنے بیٹے کی ”
جان کے بدلے خون بہا میں منہ مانگی قیمت ادا کرنے کے لئے تیار
ہیں۔۔“ وکیل نے اس کے سنجیدہ چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں رقم دیکھ ایک
بار پھر باور کرایا۔۔

جی کیا کہا آپ نے؟؟“ اس بار مصطفیٰ کڑے تیوروں سے انکی جانب پلٹا ”
تھا۔۔

یہی کہ آپ خون بہا میں جو چاہے ڈیمانڈ رکھ سکتے ہیں۔۔“ وکیل ”
صاحب نے اپنے الفاظ دہرائے تھے۔
وکیل صاحب میں آپ کو جبران صاحب سے دگنی رقم دینے کے لئے تیار ”
ہوں، لیکن کیا آپ مجھے اس دھن دولت کے بدلے میرا چھوٹا لاڈلا بھائی
واپس لا کر دے سکتے ہیں؟؟؟ اگر آپ اس طرح کر سکتے ہیں تو میں شارق
جبران کو معاف کر کہ خون بہا کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔“ اس بار وکیل
صاحب گڑ بڑائے۔۔

یہ آپ کیا بات کر رہے ہیں مصطفیٰ صاحب بھلا ایسے کیسے ممکن ”
ہے۔۔“ وہ ذرا اکھسیا کر رہ گئے۔

جس طرح آپ اس دولت کے عوض میرا بھائی مجھے واپس لا کر نہیں ”
دے سکتے، بالکل اسی طرح میں پیسے کے بدلے اپنے بھائی کے قاتل کو
معاف نہیں کر سکتا سمجھے آپ۔۔“ وہ یکدم ہی غصے سے چنگھاڑا
تھا۔۔ اسکی اس قدر سخت آواز پر گھر میں موجود تمام گارڈز ہی ڈرائینگ
روم میں بھاگے چلے آئے تھے۔۔ جبکہ وکیل یکدم اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑا
ہو گیا تھا۔۔۔

بہتر ہے کہ آپ یہاں سے تشریف لے جائیں!“ وہ غصے سے بولتا ”
ڈرائینگ روم سے نکل آیا تھا۔۔۔

بابا! اس سب میں میرا کیا قصور ہے؟ آپ لوگ مجھے کس چیز کی سزا سنا رہے ہیں؟“ وہ اس وقت باپ کے گٹھنے سے لگ کر بیٹھی آنسوؤں سے لبریز چہرہ لیا سوالیہ لہجے میں بولی تھی۔

تمہارا قصور یہ ہے کہ وہ شخص، ہم سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے رہا ہے، جس کی ذمہ دار صرف تم ہو۔“ صوفے پر نزدیک بیٹھی فرنا ز نے درشتگی سے کہا تھا۔

مگر بابا! اس نے کچھ کہنا چاہا تھا۔“

بس خاموش ہو جاؤ۔۔۔ اور بہتر ہے کہ جیسے تمہاری ماں کہتی ہے بالکل ویسا ہی کرو۔“ ثمرہ نے بے یقینی سے باپ کو دیکھا تھا، کیا واقعی مقابل بیٹھا شخص اسکا سگا باپ تھا۔

یہ کیا فضول بکواس ہے بابا! اس سارے میس میں ثمرہ کا کیا قصور ہے ”
 بھلا؟ قتل آپ کے بیٹے نے کیا ہے تو اسکا بھگتان یہ کیوں بھتگے
 گی۔۔“ قصویٰ نے بہن کا دفاع کیا تھا۔

تم خاموش رہو قصویٰ، احد مصطفیٰ تمہاری بہن کی محبت رہا ہے، تم دیکھنا یہ ”
 منت کرے گی تو وہ خون بہا کرنے کو ضرور تیار ہو جائے گا۔“ فرناز نے
 ذرا نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

لیکن بابا آپ تو۔۔“ قصویٰ نے تاسفی نظروں سے ماں کو دیکھا۔ ”
 بس خاموش ہو جاؤ بیٹا! صحیح کہہ رہی ہے تمہاری ماں، ثمرہ بات کرے ”
 گی تو وہ ضرور مان جائے گا، اب کیا میں اس فضول سی انا کے چکر میں اپنے
 بیٹے کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا دوں۔“ وہ ناگواری سے غرائے۔
 تم اٹھو یہاں سے۔“ انہوں نے پاؤں میں بیٹھی بیٹی کو جھڑک دیا تھا، جبکہ ”
 ثمرہ زر شر مندہ شر مندہ سی اٹھتی ہوئی بھاگنے کے انداز میں وہاں سے
 جانے لگی تھی

رک جاؤ۔۔“ فرناز کی کرخت آواز پر اسکے قدموں کو بریک لگی تھی۔۔“
 تم کل ہی احد مصطفیٰ کے آفس جاؤ گی اور اسے خون بہا کے لئے کنوینس
 کرونگی۔۔ میری ایک بات کان کھول کر سن لو ثمرہ، کچھ بھی ہو جائے تم
 اس شخص کو راضی کئے بغیر گھر واپس نہیں آؤ گی۔“ فرناز نے ساتھ تنبیہ
 کی تو وہ حیرانگی سے انکی جانب پلٹی۔

آپ کہنا کیا چاہتی ہیں؟ آگروہ نہیں مانے تو میں انہیں فورس تو نہیں کر
 سکتی ناں۔“ اس بار وہ سختی سے غرائی تھی۔۔

کیوں نہیں مانے گا۔۔ جب وہ تم سے شادی کرنے کے لئے مان سکتا
 ہے، تمہارے پیچھے تمہارے باپ سے بد تمیزی کر سکتا ہے، تو تمہاری خاطر
 تمہارے بھائی کو اپنے بھائی کا قتل کیوں نہیں معاف کر سکتا؟؟“ فرناز کی
 گوہر افشائی پر اسکا چہرہ شدید ضبط کے باعث سُرخ پڑ گیا تھا۔ ثمرہ نے ایک
 شکوہ کناں نظر باپ پر ڈالی، جو سوتیلوں سے زیادہ برابر ویہ اختیار کئے ہوئے
 تھے۔۔

ماما پلیر! آپ ثمرہ کو اس طرح لیٹ ڈاؤن نہیں کر سکتیں۔“ قصویٰ نے ”
ایک بار پھر مداخلت ضروری سمجھی تھی۔۔
ڈانٹ وری قصویٰ! میں کل احد مصطفیٰ کے آفس ضرور جاؤنگی، اور آپ ”
دونوں بے فکر رہیں۔۔ میں مرنا پسند کرونگی مگر آپ کے لاڈلے کی جان
بخشی کی نوید لئے بغیر علوی ہاؤس کی دہلیز پار کرنا نہیں۔“ وہ درشت لہجے
میں بولتی تیزی سے باقی سیڑھیاں بھی عبور کر گئی تھی۔۔۔ جبکہ پیچھے سے
فرناز نے نخوت سے سر جھٹکا تھا۔۔۔

شام کا وقت تھا، شارق قتل کے کیس میں حوالات میں موجود تھا، وہ زمین
پر بیٹھا اب اپنے غصے پر افسوس کر رہا تھا۔ کاش کے اسے وہ بے وقت غصہ
نہ آیا ہوتا تو اس وقت منزل زندہ ہوتا اور وہ اپنے اپنی لائف انجوائے کر رہا
ہوتا۔۔ بھلا ایک کار کی کیا ہی اوقات تھی۔۔۔

تمہاری ملاقات آئی ہے۔۔“ وہ حولد ار کی آواز پر چونکا، جہاں سامنے ہی ”
وکیل کی ہمراہی میں اسکا باپ کھڑا تھا۔۔

کیسے ہیں شارق صاحب!“ وکیل صفدر محمود نے شارق کی پتلی ہوئی ”
حالت دیکھ معنی خیزی سے خیریت دریافت کی۔۔

بابا ضمانت کا کچھ ہوا؟“ اس نے سیدھا باپ کو مخاطب کیا، جو جوان بیٹے کو ”
یوں حوالات کے پیچھے دیکھ رنجیدہ ہو رہے تھے۔۔

نہیں احد مصطفیٰ اس وقت بہت غصے میں ہے۔۔ خون بہا کے لئے بھی ”
نہیں مان رہا ہے۔۔ ہم نے ہر ممکن کوشش کی کہ ہم اسے منالیں مگر
ساری کوششیں بے کار گئیں۔۔ وہ تو تمہارے خون کا پیاسہ بنا گھوم رہا
ہے۔۔“ شارق نے پریشانی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

”تو پھر؟“

تو پھر یہ کہ شارق صاحب مینٹلی طور پر آپ ہر طرح کی صورت حال ”
فیس کرنے کے لئے تیار رہیں۔۔ کیونکہ جہاں تک میں سمجھ پایا ہوں

مصطفیٰ صاحب آپ کو اتنی آسانی سے نہیں بخشیں گے۔۔ ہم اپنی پوری
کوشش کریں گے کہ یہ کیس ہم ہی جیتے مگر پھر بھی۔۔“ وکیل صاحب پر
شاید احد کے سخت رویے کا اثر تھا کہ انہوں نے ڈینگے مارے بغیر شارق کو
باور کرایا تھا۔

“! وکیل صاحب! ہمیں دو منٹ چاہئے”

شیور!“ وہ سر ہلاتے سائیڈ پر ہو گئے تھے۔۔“

تم فکر نہ کرو، تمہاری ماں نے اور میں نے مل کر حکمت عملی بنائی”

ہے، بس دعا کرو یہ والا آئیڈیا کام کر جائے۔۔“ انہوں نے بے حسی کی انتہا کر
رکھی تھی۔۔۔

وہاٹ؟ یہ کیا بکواس ہے بابا۔۔ اب آپ لوگ ثمرہ کو استعمال کریں”
گے؟“ اس کے آگ ہی تو لگ گئی تھی۔۔

ہاں تو؟؟؟ پھر تم کیا پھانسی کے پھندے پر لٹکنا چاہتے ہو؟“ انہوں نے دانت
پیسے۔۔

نہیں! مگر میری بہن کو اس سب میں بچچ میں لانے کی قطعاً کوئی ضرورت ”
 نہیں ہے۔۔“ اس نے بنا گواری سے کہتے غرا کر کہا۔۔ کسی کی غیرت نے
 توجوش مارنا ہی تھا۔۔

تم اپنے مشورے اپنے پاس ہی رکھو، تمہارے اسی جذباتیت کی وجہ سے ”
 آج ہم اس مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں۔۔ بہنوں کا آگرا تناہی خیال تھا تو
 ایسی حرکتیں کرنی ہی نہیں چاہئے تھیں نا۔۔“ وہ خاموش رہا۔۔
 اب وکیل صاحب کی سنو! یہ جیسا کہتا ہیں بالکل ویسا ہی ”
 کرنا۔۔ اوکے!“ وہ بول کر وہاں سے نکل آئے تھے، جبکہ شارق لب
 بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔

تم آخر چاہتی کیا ہو لڑکی؟ کیوں میرے معاملات میں دخل اندازی کرتی ”
 ہو؟“ انہوں نے غصے سے غرا کر پوچھا تھا، جبکہ عریشہ پاگلوں کی طرح ایک
 ایک چیز کھنگال کر دیکھ رہی تھی۔۔

اوہ پلیز ماما! مجھے پاگل سمجھنے کی کوشش بھی نہ کیجئے گا۔ کیا کہا تھا مجھ سے ”
 آپ نے۔ کہ وہ جسٹ آپ کا فرینڈ ہے۔۔۔ اور اب آپ اس سے شادی
 کرنا چاہ رہی ہیں۔۔“ وہ اپنی سوتیلی ماں کی حرکتیں سن پاگل ہونے کے در
 پر تھی۔

ہاں تو کیا میں اب اپنی ساری عمر تمہارے باپ کی بیوہ بن کر گزار
 دوں؟“ انہوں نے ناگواری سے غرا کر کہا تھا۔۔

اوہ پلیز! خاموش رہیں آپ۔۔ اور مجھے بتائیں آپ کا پاسپورٹ کہاں ”
 ہے۔۔ کیونکہ آپ میرے ساتھ پاکستان واپس جا رہی ہیں۔۔“ اس نے
 ذرا ناگوار لہجے میں کہتے ان کی طبیعت صاف کی تھی۔۔

تم تو بالکل ہی پاگل ہو گئی ہو لڑکی۔۔ اور تمہاری نانج میں اضافہ کرتی ”
 چلوں۔ میرا پاسپورٹ ایکسپائر ہو چکا ہے۔۔“ عریشہ نے ضبط سے آنکھیں
 میچ لیں۔۔

آپ میرے ساتھ پاکستان نہیں جائیں گی رائٹ؟؟“ سینے پر بازو لیٹے“

استفسار یہ پوچھا۔

نہیں۔“ انہوں نے بھی بغیر کسی پس و پیش اسکی خوش فہمی دور کی۔“

اوکے فائن! آپ کی جو مرضی آئے وہ کریں۔۔ مگر بابا کی تمام جائیداد“

میرے نام ہے، اور میں یہاں سب سیل کر کہ پاکستان جاؤنگی۔۔ پھر دیکھتی ہوں آپ کا وہ بوائی فرینڈ کتنے دن آپکو پالتا ہے۔۔“ انتہائی درشتگی سے پھنکارتی وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔۔ جبکہ وہ سر جھٹک گئی۔۔

لے جاتی ہے تو لے جاؤ۔۔ مجھے تمہارے باپ کی جائیداد کی کوئی ضرورت“

ہے بھی نہیں۔۔“ دل مسوس کر سوچتیں وہ اپنے بکھرا کرہ سمیٹنے لگی تھیں۔۔۔

صبح صادق سے طلوع ہوتا سورج ہر سو اپنی روشن کرنیں بکھیر رہا تھا، ہر سو تازگی سی چھائی تھی، آج وہ بہت دنوں بعد خود میں تازگی اترتی محسوس کر رہا تھا۔ منزل کے گزر جانے کے بعد وہ دنوں ماں، بیٹا تو جیسے مسکرا نا ہی بھول گئے تھے۔۔۔

بابا! ”وہ اپنی سوچوں میں گم کھڑا تھا، الماس خالہ کی آواز پر چونکا۔۔۔“
 جی خالہ! ”چہرے پر ہاتھ پھیر کر بمشکل خود پر قابو لیا تھا۔۔۔“
 بابا! وہ بیگم صاحب آپ کو یاد کر رہی ہیں۔۔۔“ وہ سُن کر ایک گہری ”
 سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔ کیونکہ زنیہ کی طبیعت اب ٹھیک نہیں رہتی تھی۔۔۔

آپ چلیں! میں ریڈی ہو کر آتا ہوں۔ آپ جب تک انہیں بریک فسٹ ”
 کرائیں۔۔۔ پھر انہیں میڈیسن بھی دینی ہے۔“ وہ سر ہلاتی وہاں سے پلٹ گئی تھیں۔۔۔

”

بابا پلیر! تھوڑا عقل سے کام لیں، ثمرہ وہاں جا کر کیا کرے گی۔۔۔“ وہ ”
ہنوز اپنی بات پر ڈٹی ہوئی تھی۔۔

قصویٰ تم خاموش رہو بیٹا! جیسا ہم کہتے ہیں بس ویسا ہی کرو۔“ فرناز ثمرہ ”
کو شولڈر بیگ بھامے تیار دیکھ ناگواری سے بولیں۔

ڈرائیور باہر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔“ وہ سر ہلاتی آنکھوں پر سیاہ گلاسز ”
چڑھاتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔۔

جبکہ قصویٰ نے افسوس سے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

صبح کا وقت تھا، یہ شہر کا متوسط علاقہ تھا، جہاں وہ اپنے جنگ کا میدان
بنے کمرے کٹ شٹ سے تیار ایک بار پھر جاب تلاش کرنے کی غرض
سے اپنے ڈاکو منٹس ترتیب دیتا، اب اپنا ایک پاؤں کا جوتا تلاش کر رہا
تھا۔۔۔

ایزل! ایزل سُنیو! “وہ بیزاری سے تیز آواز میں بہن کو پکارنے لگا۔۔۔

اب کیا ہوا؟“ وہ جو کچن میں کھڑی اس کے لئے ناشتہ ریڈی کر رہی تھی، یکدم گڑ بڑا کر اسکی جانب آئی۔۔

میرا ایک جوتا کہاں گیا یار!“ وہ اس سے عمر میں دو سال چھوٹا تھا، اور اسکی حرکتیں بھی کسی چھوٹے بچے جیسی ہی تھیں۔۔

یہیں کہیں ہوگا۔۔۔ صحیح سے تلاش کرو۔۔۔“ وہ بول کر واپس رخ کچن کی جانب کر گئی۔۔

کہاں ہے بھئی۔۔۔“ وہ جھنجھلایا گھڑی پر نگاہ ڈالی تو وہاں گھڑی اٹھ کا ہندسہ عبور کر رہی تھی۔۔

واپس آکر انسانوں کی طرح ترتیب سے رکھو تو ملے گی ناں تمہیں کوئی چیز“ جگہ پر! واپس آکر اُسے ہوا میں چیزیں اُچھالتے ہو جیسے دوبارہ کہیں جانا ہی نہ ہو۔۔۔“ وہ دانت پیس کر غصے سے غرائی تھی۔۔

ابے یار لیکچر نہیں دو۔۔ میرا شوز ڈھونڈ کر دو جلدی مجھے آفس سے لیٹ ”
 ہو رہا ہے۔۔ نوبکے میرا انٹرویو ہے۔۔“ سنگھار آئینے کے سامنے کھڑے
 ہو کر اسنے ایک بار پھر اپنی تیاری پر نگاہ دوڑائی تھی۔۔

صاف ستھری رنگت، سنجیدہ چہرہ، سیاہ گہری آنکھیں، اور توانا جسامت،
 ویٹ لفٹنگ کر کر کہ باڈی کسی ریسلر جیسی کر لی تھی، گھنے گھنگریالے
 بال، جنہیں سلیقے سے پیچھے سمیٹ کر پونی ڈال رکھی تھی۔۔ ٹی شرٹ سے
 ابھرتا سینہ، وہ ایک مضبوط جسامت کا مالک ہینڈ سم مرد تھا۔۔

میں تو تم سے بہت پریشان آگئی ہوں بھئی!“ وہ پر پٹختی واپس کمرے میں ”
 آتی بیڈ کے نیچے سے ڈھونڈ ڈھانڈ کر جوتا نکالتی اسے ایک گھورتی نگاہ سے
 نوازتی واپس کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔

میں جا رہا ہوں۔ اپنا یہ انڈے پراٹھوں کا ناشتہ خود ہی کر لینا۔ اور پلیز میرا ”
 کمرہ صاف کر دینا، رات کو یہاں چوہے پارٹی کر رہے تھے۔۔“ وہ سنو سنو

ہی کرتی رہے گئی تھی۔ جبکہ وہ یہ جا اور وہ جا۔۔ جبکہ وہ پر پٹختی آنکھیں میچ کر رہ گئی۔۔

چار سال قبل ایک روڈ حادثے میں ان دونوں نے اپنے ماں، باپ کو گنوا دیا تھا، جب س وہ دونوں ہی بہن بھائی اکیلے زندگی کی گاڑی کو دھکا دینے پر معذور تھے۔۔



سنجیدہ چہرے پر سوچ کی لکیرے واضح تھیں، وہ محو سالیپ ٹاپ اسکرین پر نظریں جمائے بیٹھا کام میں مگن تھا، ایک ہاتھ کی مٹھی بنا کر لبوں پر جمار کھی

تھی، کسی کی دستک پر وہ اسنے یو نہی مصروف سے انداز میں آندر آنے کی اجازت دی تھی۔۔

کم آن۔۔“ دروازہ کھلتے ہی وجود سے پہلے بینگنی رنگ آنچل دیکھ اسنے ذرا“
نا سمجھی سے نظر اٹھا کر دیکھا، اور وہ جو مخمضے کا شکار دروازے پر ہی ٹھہری
گئی تھی، آفس میں پہلا قدم رکھتے ہی اسکا چہرہ دیکھ تھم سی گئی۔۔

مصطفیٰ کی نظر اٹھی تھی اور اسکے چہرے پر ٹھہری گئی تھی، نظریں ٹھہری
تھیں یا پھر ان دونوں کے درمیان وقت ٹھہر گیا تھا، مصطفیٰ یہ بات سمجھنے
سے قاصر تھا۔ پانچ سال بعد، ہاں آج پورے پانچ سال بعد وہ ظالم لڑکی
اسکے روبرو تھی، وہ یو نہی ٹرانس کی سی کیفیت سے دوچار دو قدم لیتی آفس
میں داخل ہو چکی تھی، جبکہ نگاہیں مصطفیٰ کی ساکت نگاہوں پر ہی تھیں، جو
اپنا ہر کام ترک کرتا محو سا بس اسے ہی تکے جا رہا تھا۔۔ اسکی یہاں
موجودگی بالکل غیر متوقع تھی۔۔

السلام علیکم!“ بے خیالی اور بے خودی کے چند لمحات تھے، جو اسکی دھیمی ”
آواز پر تھم سے چکنا چور ہوئے تھے۔ اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں
تھیں۔۔

وعلیکم السلام! آپ یہاں۔۔۔ خیریت۔۔“ اس بار اس نے اپنی بے ”
ساختگی پر خود کو کوستے سنجیدگی سے استفسار کیا، جو مزید دو قدم بڑھاتی ٹیبل
کے اس پار بالکل نزدیک چلی آئی تھی۔۔

بیٹھیں ثمرہ!“ آج سالوں بعد سماعتوں سے اسکی آواز میں اپنا نام ٹکرایا ”
تھا، مقابل کی آنکھوں میں ہلکورے لیتے اجنبی پن پر وہ لب دباتی چسیر کارخ
تر چھا کر بہت دقت کے بعد بیٹھ گئی تھی۔۔

جی کہیں مس ثمرہ۔۔ کیسے آنا ہوا۔۔“ وہ جو بمشکل اپنے لفظوں کو ترتیب ”
دے رہی تھی، اب جا کر لگ رہا تھا کہ ساری ہمت ہوا ہو گئی ہو۔۔ مصطفیٰ
نے بغور اسکے تاثرات کا جائزہ لیا تھا۔۔۔۔

،،! مصطفیٰ وہ ”

کال می احد! احد نام ہے میرا۔۔۔ مصطفیٰ پکارنے کی اجازت صرف ”
میرے اپنوں کو ہے۔۔۔“ وہ اسکی بات کا ٹائیکم کھر درے لہجے میں بولا
تھا۔۔۔ ثمرہ کتنے ہی پل بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی، پھر تیزی سے جگہ
چھوڑتی پلٹنے لگی۔۔۔

کہاں جا رہی ہیں؟“ وہ اسے جاتا دیکھ حیران ہوا۔۔۔“
جو میں کہنا چاہتی ہوں وہ کہنا اب بے کار ہے۔“ وہ یونہی رخ پھیر کر
جانے لگی تھی۔۔۔

بیٹھ جائیں ثمرہ!“ ثمرہ کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔“
میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔“ اس بار اس نے رخ پھیر کر اسکی جانب
دیکھا۔

ثمرہ بیٹھ جائیں پلیز!“ اس بار اسکے لہجے میں نرمی تھی۔۔۔ وہ چارونچار
بیٹھی ضرور تھی، مگر نگاہیں ابھی بھی جھکار کھی تھی۔ دونوں ہاتھوں کو آپس

میں مسلتی وہ مسلسل تذبذب کا شکار تھی۔۔۔ مصطفیٰ نے بغور اسکی گھبراہٹ کا جائزہ لیا تھا۔۔۔

آپ ریلیکس ہو جائیں۔۔۔ اور جو بھی کہانا چاہتی ہیں بے جھجک ہو کر ”کہیں۔۔۔ جیسے پہلے کہتی تھیں۔“ اس کے ماضی کا حوالہ دینے پر اسکے لبوں پر تلخ مسکراہٹ سی کھل گئی تھی۔۔۔ جو اسکی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکی تھی۔۔۔

آپ خون بہا کے لئے مان جائیں۔۔۔“ شدید ضبط کے بعد بمشکل الفاظ ”ادا ہوئے تھے۔۔۔ مصطفیٰ جو کچھ کچھ اسکا یہاں آنے کا مقصد سمجھ رہا تھا، اسکی بات پر بمشکل اپنا غصہ دبا پایا تھا۔۔۔

آپ یہی کہنے آئی تھیں یہاں؟“ اسکی ماتھے پر شکنوں کا جال سا بنا ”تھا، ثمرہ نے ضبط سے سرخ پڑتی بھگی آنکھیں اٹھا کر اسکی سپاٹ نظروں کو دیکھا۔

جی۔۔۔ کیونکہ شارق بھائی سے۔۔۔۔۔ ”آس نے ذرا آگے کو ہو کر مزید“
لفظوں کو ترتیب دیتے کچھ کہنا چاہا تھا۔

بس کریں ثمرہ! پلیز۔۔۔ میں ایسا نہیں چاہتا۔ مگر آگر آپ یہاں پر“
صرف اپنے بھائی کی حمایت کرنے آئی ہیں تو، آپ یہاں سے جاسکتی
ہیں۔۔۔“ ثمرہ کے آندر کچھ چھن سے ٹوٹا تھا۔ وہ اعتبار تھا یا مان، مگر ٹوٹ
جانے کی کرچیوں نے اسے لہو لہان کر دیا تھا۔

مصطفیٰ! ”اس ضدی لڑکی نے ایک بار پھر اس کے زخموں کو تازہ کر دیا“
تھا۔

ثمرہ جائیں پلیز!“ وہ رُخ پلٹ گیا تھا۔ ثمرہ اسے چاہ کر بھی نہیں بتا سکی
تھی کہ وہ کتنی مجبور تھی وہ بھی اپنے ہی سکے رشتوں کے ہاتھوں۔۔۔
مصطفیٰ میری بات سن لیں پلیز! شارق بھائی سے غلطی ہو گئی۔۔۔“ وہ
حیرانگی سے اسکی جانب پلٹا۔

ثمرہ آپ قتل کو غلطی کہتی ہیں؟“ لہجے میں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔۔۔“

نہیں! میرا مطلب تھا۔۔۔“ وہ یکدم گڑ بڑائی۔“
 بس ثمرہ۔۔۔ یہ آپ تھیں جو اتنا بول گئیں اور میں نے برداشت
 کر لیا۔ مگر اب میرے ضبط کو نہ آزمائیں، اور بہتر ہے کہ آپ یہاں سے
 چلی جائیں۔۔۔“ وہ ایک بار پھر اسکی جانب سے رُخ پلٹ گیا تھا۔۔۔ ثمرہ کا
 دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ جو شخص کبھی اسکی ایک جھلک کے لئے آفس
 میں گھنٹوں اسکا انتظار کیا کرتا تھا، آج وہ اسکی صورت تک دیکھنے کا روادار
 نہیں تھا۔۔۔

مصطفیٰ پلینز! خون بہا کے لئے مان جائیں۔۔۔ آپ جو چاہیں گے بابا آپ کو
 وہ دینے کے لئے تیار ہیں۔۔۔ مگر پلینز شارق بھائی کی غلطی کو معاف
 کر دیں۔۔۔ مجھے منزل کے لئے بہت دکھ ہے۔۔۔ مگر میں مجبور
 ہوں۔۔۔ میں کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔“ اس بار اسکی آواز آنسوؤں سے بھیگ سی
 گئی تھی۔۔۔ مصطفیٰ کو ایک بار پھر اسکے باپ، بھائی پر غصہ آیا تھا، جو اپنا

مطلب نکلوانے کے لئے اپنی بیٹی کو آگے کر گئے تھے۔۔۔۔۔ اسے یقین نہیں آیا کہ کیا کوئی باپ اتنا بے غیرت بھی ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔

آخر آپ چاہتی کیا ہیں؟؟ میں اپنے معصوم بھائی کا قتل معاف ”

کردوں؟ کیا آپ کو نہیں لگتا کہ آپ مجھ سے اس قسم کا تقاضہ کر کہ زیادتی کر رہی ہیں۔۔۔“ وہ طیش میں اسکی جانب رخ پلٹتا درشتگی سے بولا

تھا۔۔۔ ثمرہ خوف سے پیچھے سیٹ سے جا لگی تھی۔۔۔ وہ شخص تو غصہ کرنا ہی نہیں جانتا تھا تو اب۔۔۔۔۔ اسے روتا سسکتا دیکھ وہ اپنا ماتھا مسلنے لگا۔۔۔

ثمرہ جائیں پلیز! میں نہیں چاہتا کہ میں غصے میں آپ سے مس بیہو ”

کروں۔۔۔“ اس نے ایک بار پھر خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھائے تھے۔۔۔

نہیں جاسکتی۔۔۔ میں یہاں سے خالی ہاتھ لوٹ کر نہیں جاسکتی۔۔۔ مجھ ”

پر میرے ہی گھر کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔۔۔“ وہ بھی شدت سے روتی

اپنی بے بسی بیان کرتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔۔۔ جبکہ اب وہ خاموشی

سے اسے سسکتا دیکھ رہا تھا۔۔۔ رو رو کر آنکھیں سرخ ہو گئی
تھیں۔۔۔ تھوڑی کپکپانے لگی تھی۔۔۔ جبکہ پورا سراپا ہی عجیب سے خوف
کے حصار میں تھا۔۔۔

مصطفیٰ پلینز!۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ جو کہیں گے۔۔۔ میں آپ کی بات ماننے ”
کو تیار ہوں۔ آپ خون بہا کر لیں پلینز۔۔۔ بابا آپ۔۔۔ کو خون بہا میں سب
کچھ دینے کو تیار ہیں۔۔۔ آپ کچھ بھی مانگ لے لیں، مگر میرے بھائی کو
بخش دیں پلینز!“ اس بار وہ روتی ہوئی ہاتھ جوڑ گئی تھی۔ مصطفیٰ نظریں پھیر
گیا۔۔۔

کچھ بھی؟؟؟“ وہ کچھ سوچ کر پلٹتا سر سراتے لہجے میں سوالیہ بولا۔۔۔
جی کچھ بھی۔۔۔۔۔ آپ کو جو چاہئے مجھے بتائیں۔۔۔ میں بابا سے کہو گی، وہ ”
آپ کی ہر ڈیمانڈ پوری کرنے کے لئے تیار ہیں۔۔۔“ اس نے نیم راضی دیکھ
تیزی سے آنکھیں خشک کی تھیں۔۔۔

مجھے اپنی عزت واپس چاہیے۔۔ مجھے اس بے عزتی کا بدلہ چاہئے جو پانچ سال قبل اس رشتے سے انکار کر کہ آپ کے بابا نے میری اور میرے خاندان کی تھی۔۔ کیا آپ کے اونچی ناک والے بابا جان خون بہا میں مجھے میری عزت واپس لوٹائیں گے۔۔ کیا وہ خون بہا میں مجھے اپنی بیٹی دیں گے؟،، مصطفیٰ کے کرب زدہ لہجے میں کئے کئے تقاضے پر ثمرہ کا سانس ایک پل کے لئے تھم سا گیا تھا۔۔ آنکھوں کی سیاہ پتلیاں حیرت کے باعث پھیل سی گئیں تھیں۔۔۔

نہیں کر سکتے نا۔۔۔ انہیں یہ گوارہ ہی نہیں کہ انکی بیٹی مصطفیٰ خاندان کی عزت بنتی۔۔ بالکل اسی طرح اب مجھے گوارہ نہیں کہ میں آپ کے خاندان کو اپنے بھائی کا خون معاف کر دوں۔۔ آگر یہ قتل محض کسی غلط فہمی، یا واقعی سوکا لڈ غلطی کے تحت ہوا ہو تا نا تو میں کبھی آپ کو اتنا مجبور نہیں کرتا۔۔ مگر نہ تو میں اپنی ماں کی حالت بھول سکتا ہوں اور نہ ہی آپ کے بد دماغ بھائی کو معاف کر سکتا ہوں۔۔ اور اتنا کم ظرف تو ہر گز نہیں

ہوں کہ مردوں کے کتے کا بدلہ اس گھر کی عورت سے لوں۔۔ تو بہتر یہی ہے کہ آپ یہاں سے تشریف لے جائیں۔۔۔“ ثمرہ کو اب آٹک آٹک کر سانس آرہا تھا۔۔۔ جبھی اسکی گود میں رکھا موبائل تھر تھرایا تھا، اور اسکی اسکرین روشن ہوئی تھی، اسکی ایک غیر ارادی سی نگاہ پڑی تھی جہاں اسکی سوتیلی ماں کا پیغام جگمگا رہا تھا۔۔

ثمرہ بی بی! آگر مصطفیٰ کو راضی کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو بھی یہاں ”واپس آنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں تمہارے جذباتی باپ کو پھر بھی اپنی تمام تر جائیداد تم دونوں منحوس بہن بھائیوں پر وارنے نہیں دوں گی۔۔۔ تو بہتر یہی کہ کچھ بھی کرو، اپنی کوئی بھی ادا دکھاؤ مگر مصطفیٰ کو راضی کر کے وہیں مر جاؤ۔۔“ ثمرہ کے پاؤں سے زمین اب نکلی تھی۔۔ اسکی سوتیلی ماں حد سے زیادہ ڈائن تھی۔۔۔ مصطفیٰ اسے نظریں جھکائے بیٹھا دیکھ ذرا پریشان ہوا۔۔

آریو او کے؟؟“ ثمرہ نے بیدردری سے اپنی آنکھیں پونچھ کر اسکی جانب ”
دیکھا تھا۔

آپ خون بہا میں اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتے ہیں؟“ مصطفیٰ نے ”
نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔

آپ چاہتے ہیں کہ خون بہا میں، میں اپنا آپ کے حوالے کر دوں ”
رائٹ؟“ اس بار مصطفیٰ کو اسکی ذہنی حالت پر شبہ ہوا تھا۔

جی نہیں! میں ایسا کچھ نہیں چاہتا۔ قتل آپ کے بھائی نے کیا ہے تو سزا ”
بھی اسے ہی ملے گی۔“ مصطفیٰ نے اسکی خوش فہمی دور کی تھی۔

لیکن اب میں ایسا ہی چاہتی ہوں۔ اور اب آپ اپنی بات سے پھر نہیں ”
سکتے مسٹر احد مصطفیٰ!“ وہ سفاکیت سے بولی۔

آپ کی ذہنی حالت درست نہیں ثمرہ!“ اسے اسکا لہجہ عجیب لگا تھا۔۔۔“
میری ذہنی حالت بالکل درست ہے۔۔ اور آپ نے کہا کہ آپ خون بہا ”
میں اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتے ہیں، خون بہا میں جبران علوی کی بیٹی کو

لے کر، تو اب آپ اپنی بات پر قائم رہیں۔“ مصطفیٰ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر گہری سانس بھری۔۔۔

ٹھیک ہے پھر ابھی چلیں میرے ساتھ، مسجد میں چل کر نکاح کرتے ہیں، مگر پھر میری ایک بات یاد رکھئے گا، آپ کا اپنے گھر والوں سے کوئی واسطہ نہیں رہے گا۔ آپ ان سے کبھی نہیں ملیں گی۔“ وہ اسے ٹٹول رہا تھا، وہ جانتا تھا کہ وہ اس وقت یہ سب صرف جذبات میں بول رہی تھی۔ مجھے منظور ہے۔۔“ اس بار اسکی حیرت کی انتہا نہیں رہی تھی۔۔۔ ثمرہ” کیا کہتی کہ وہ تو یہاں ساری کشتیاں جلا کر آئی تھی، واپس لوٹنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔۔۔

ثمرہ آپ گھر جائیں پلیز!“ اس بار اس نے رسائیت سے کام لیا تھا۔“ آپ اپنی بات سے پیچھے مت ہٹیں مصطفیٰ! کیونکہ میں یہاں سے کہیں بھی واپس نہیں جاؤنگی، اور اگر آپ اپنی زبان سے مکرے تو میں ابھی کسی گاڑی کے سامنے آکر اپنی جان دے دوں گی۔“ مصطفیٰ اس بار بوکھلایا

تھا، اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ یہ کس طرح کی سچو نشن میں پھنس چکا تھا۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے آپ کا؟“ اس نے ضبط سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

جی! اور اس سے زیادہ ہو گا اگر اب آپ اپنی مرضی کے خون بہا کے لئے تیار نہیں ہوئے تو۔۔۔۔“ وہ انتہائی غصے سے بولی۔

و کے فائن! اگر آپ یہی چاہتی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔ مگر ایک بار یاد رکھئے کہ خون بہا میں آئی لڑکی کی معاشرے میں کوئی عزت نہیں ہوتی۔“ اس نے ایک بار پھر اسے احساس کرانا چاہا، مگر وہ چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے خاموش رہی۔۔۔

چلیں!“ وہ اپنی گاڑی کی چابی اور کوٹ اسٹینڈ پر سے اپنا کوٹ اٹھاتا آفس سے باہر نکل گیا تھا، جبکہ وہ بھاری دل کے ساتھ مرے مرے قدموں

سے اسکے پیچھے گئی تھی۔۔ خون بہا میں اسنے اپنی عزت کا سودا کر دیا تھا، یہ چیز اسکی سانسیں روکنے کے لئے کافی تھی۔۔۔

ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان مصطفیٰ کا سنجیدہ چہرہ ہر قسم کے تاثر سے عاری بالکل سپاٹ تھا۔ وہ بہت سنجیدگی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا، جبکہ اسکے برابر میں فرنٹ سیٹ پر رخ پھیر کر بیٹھی ثمرہ مسلسل سسک رہی تھی۔۔۔ کچھ دیر پہلے ہی ان دونوں کا نکاح ہوا تھا۔۔۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی ثمرہ چونک کر ہوش میں آئی تھی۔۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟؟؟ "اس نے حیرانگی سے اپنا گھر دیکھا تھا۔"

کیونکہ یہی آپ کی بے جاضر کی سزا ہے۔۔ آپ کیا چاہتی ہیں میں آپ کو"

اپنے گھر لے جاؤں؟؟؟ آپ نے ایک بار بھی سوچا مجھ پر یا میری ماں پر کیا

آپ کے والد صاحب کو بھی تو علم ہونا کہ بے عزتی ہوتی کیا ہے۔۔۔" وہ "روتی سسکتی کسی بے جان گڑیا کی مانند کھینچی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ آج وہ شخص انتہا کا ظالم بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔"

لاؤنج میں موجود جبران صاحب اور باقی سب نے ذرا حیرانگی سے گھر میں داخل ہوتے مصطفیٰ کو دیکھا تھا جس کا ہاتھ مرے قدموں سے ساتھ کھینچی چلی آتی ثمرہ کے ہاتھ میں تھا۔۔۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے مصطفیٰ وجدان ہاتھ چھوڑیں ثمرہ کا۔۔۔" جبران "صاحب غصے سے غرائے تھے۔۔۔

کیوں؟ آخر آپ نے ہی تو بھیجا تھا اپنی بیٹی کو میرے پاس۔۔۔ تو اب میں جو "مرضی چاہے کرو۔۔۔" وہ حد سے زیادہ تیز لہجے میں غرایا تھا۔۔۔

ویسے معاف کیجئے گا جبران صاحب۔۔۔ بڑے بڑے بے غیرت دیکھے مگر آپ کا تالیول ہی الگ ہے۔۔۔ مطلب جب آپ سے بات نہ بن سکی تو اپنے گھر کی عورت کو آگے کر دیا کہ اب تو واحد مصطفیٰ کو مانتے ہی بنے گی۔۔۔" وہ استہزائیہ لب و لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔ فرناز نے پہلو بدلہ تھا جبکہ جبران صاحب کا چہرہ ضبط کی زیادتی سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔

بکو اس بند کرو مصطفیٰ وجدان۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی کا " ہاتھ پکڑنے کی۔۔۔ " اپنی جھینپ مٹانے کو وہ دھاڑے تھے۔۔۔ تحمل رکھیے سر صاحب۔۔۔ کیونکہ اب آپ کی بیٹی میری بیوی " ہے۔۔۔ آپ کو کیا لگا تھا خون بہا میں اس معصوم کو دے کر آپ اپنے عیاش مزاج بیٹے کو بچالیں گے۔۔۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ " فرناز کا منہ حیرت کے باعث کھل گیا تھا۔۔۔ ثمرہ نے بھی بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔

یہ میری بیوی ہے اور جب تک میرا دل رخصتی کے لئے آمادہ نہیں ہو جاتا " یہ یہیں آپ کے پاس رہے گی۔ اور ہاں اسے خون بہا سمجھنے کی غلطی نہ کیجئے گا کیونکہ شارق علوی کو پھانسی کے پھندے پر چڑھائے بغیر سکون سے تو میں ہر گز نہیں بیٹھوں گا۔ " وہ بلند و بالا آواز میں غرایا تھا۔۔۔

اور میرے خاندان والوں کے سامنے کیا کہا تھا آپ نے پانچ سال قبل کہ " اپنی بیٹی کو تمہارے ساتھ بیاہنے سے بہتر ہے کہ میری بیٹی ساری زندگی کنواری میرے گھر میں دلیز پر بیٹھی رہے۔ اب آپ کو اپنے بڑے بولو کا اندازہ ہوگا، کہ بے عزتی ہوتی کیا ہے۔ جب بیاہی بیٹی گھر کی دلیز پر رہے تو پھر اندازہ ہوگا آپ کو کہ میں اور میرا خاندان کس تکلیف سے گزرے تھے۔۔۔ " ثمرہ کی آنکھوں میں بے یقینی سے اتر آئی تھی۔۔۔

مصطفیٰ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ آپ نے کہا تھا کہ۔۔۔ "ایک خوفزدہ"
نگاہ باپ پر ڈال اس نے کپکپاتے لہجے میں کچھ کہنا چاہا تھا۔۔۔
ثمرہ آپ نے ہی تو کہا تھا کہ آپ کے گھر کے دروازے آپ پر بندھ
ہو چکے ہیں۔۔۔ مگر اب ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ کیونکہ اب آپ میری عزت
ہیں۔۔۔ اور احد مصطفیٰ کی بیوی کو آگر کسی نے ہاتھ لگانے کی جرات بھی کی تو
مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ یاد رکھئے گا۔۔۔ اب آپ یہاں آرام سے رہیں
۔۔۔ اب آپ پر کسی کا کوئی دباؤ نہیں ہے۔۔۔ "وہ سب کو حیرت سے گنگ کھڑا
دیکھ مزید وہاں ٹھہرا نہیں تھا بلکہ سب کو ایک قہر بھری نگاہ سے نوازتا علوی
ہاؤس سے نکل آیا تھا۔۔۔

اوہ شٹ!“ وہ اپنی کار میں واپس آ کر بیٹھا تو اسکی پہلی نگاہ سیدھی ڈیش“
 بورڈ کی جانب اٹھی تھی، جہاں ثمرہ اپنا موبائل رکھا بھول گئی تھی۔ جبھی
 ذرا آگے ہو کر نگاہ سیٹ پر ڈالی تو نیچے اسکا بیگ بھی پڑا تھا، جو شاید اسے گاڑی
 سے نکالتے وقت ہی گر گیا تھا۔

ثمرہ پتہ نہیں، آپ نے مجھے کس مشکل میں ڈال دیا ہے۔“ وہ بڑبڑاتا ہوا“
 اسکا موبائل اور بیگ اٹھا کر اُلٹے قدموں واپس آیا تھا۔ اسکا ارادہ گاڑی کو
 چیزیں پکڑا کر واپس پلٹنے کا تھا، مگر پھر کچھ سوچ کر خود ہی گھر کے آندرونی
 حصے کی جناب قدم بڑھائے تھے۔ گاڑی میں تو اتنی ہمت ہی نہیں تھی کہ
 کوئی سوال کر سکتا۔۔۔۔۔

یہ کیا حرکت کی ہے تم نے بے حیا لڑکی!“ جبران صاحب مصطفیٰ کے ”
جاتے ہی سخت لہجے میں غرائے تھے۔۔۔

بابا میں۔۔۔ نے صرف بھائی کی بھلائی چاہی تھی، مگر مصطفیٰ!“ اس نے ”
کپکپاتے لفظوں میں اپنا دفاع کرنا چاہا تھا۔ مصطفیٰ نجانے اسے کس ازیت
میں ڈال گیا تھا۔۔۔

میری بات پر یقین۔۔۔“ وہ بے رابطگی سے بولتی باپ کا غصے سے سرخ پڑتا ”
چہرہ تک رہی تھی۔۔۔

شٹ اپ! یہ فضول کے بہانے بنانے بند کرو۔۔۔ تم نے خون بہا کی آڑ ”
میں اپنی دلی خواہش پوری کی ہے۔۔۔ شادی کرنا چاہتی تھیں نا تم اس لڑکے
سے۔۔۔ تو بھلا ہاتھ آیا موقع کیسے جانے دیتیں۔۔۔ میں بھی سوچوں ایک
لڑکی کی غیرت اس بات کو کیسے گوارہ کر سکتی ہے کہ وہ خود چل کر کسی مرد
کے پاس جائے اور خون بہا کا تقاضہ کرے۔۔۔ اب سمجھ آیا خون بہا کی
آڑ میں عاشقا یہ پوری کی جا رہی تھیں۔ بد بخت خون بہا میں رقم دینے کا

وعدہ کیا تھا تمہیں نہیں۔ جو نکاح کر کہ واپس آرہی ہو۔۔۔۔۔“ فرناز نے
یکدم آگے بڑھ کر اسے بالوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا تھا۔
بابا!“ ثمرہ کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔۔ جبکہ وہ بے حس بنے کھڑے“
تھے۔۔

آپ تو باپ ہیں میرے۔۔ آپ تو میری بات کا یقین کریں۔۔“ اس نے“
روتے ہوئے التجا کی تھی۔۔۔

خاموش ہو جاؤ بد بخت۔۔ تمہیں ہم نے وہاں بھائی کی زندگی بچانے کے“
لئے بھیجا تھا۔ اور تم نے وہاں اپنی شادی رچا

لی۔ بد کردار، بے حیا۔۔۔۔“ ثمرہ نے بے یقینی سے باپ کی جانب دیکھا

تھا، فرناز سوتیلی تھیں اسکی بات دل پر نہیں لگتی تھی، جبکہ مقابل کھڑا

شخص اسکا باپ تھا اسکا ایک لفظ بھی دل چھلی کر جاتا تھا۔ اور جبر ان اسکے

جذبات، احساسات، مان، ہر چیز کا قتل کر چکے تھے۔ افسوس کہ اس پر

پتھر اچھالنے والوں میں پہلا شخص اسکا باپ تھا۔ پورا زمانہ بد کردار کہہ

دیتا تو شاید فرق نہ پڑتا، مگر باپ نے کہا تھا تو وہ پورے وجود سے بلبلا اٹھی تھی۔۔۔

اپنی اس غلطی کا الزام وہ مصطفیٰ پر بھی نہیں ڈال سکتی تھی کیونکہ اس نے تو عین لمحات تک اسے انکار کیا تھا، مگر وہی تھی جو بلیک میلنگ پر اتر آئی تھی۔۔۔ نجانے اسے کیا ہو گیا تھا۔۔۔

بہتر ہے کہ اپنے اس شوہر کے گھر دفاع ہو جاؤ، میں اب مزید تمہارے ”وجود کو اپنے گھر کی چھت تلے ہر گز بھی برداشت نہیں کر سکتا۔“ ثمرہ اب اپنا دفاع نہیں کر رہی تھی، بلکہ خاموش ہو گئی تھی۔۔۔ جی بھی وہ اس پر ایک قہر بھری نگاہ ڈالتے وہاں سے جانے لگے۔۔۔

سالوں پہلے جب ہماری ماں، ہمیں روتا بلکتا چھوڑا اپنے کسی چاہنے والے ”کے ساتھ چلی گئی تھی نا، تو اس وقت لگا تھا کہ اس دنیا میں ابھی ہمارا باپ ہے، جو صرف ہمارا بھلا چاہتا ہے۔ لیکن آج یقین ہو گیا کہ ماں کے ساتھ ساتھ ہم نے، خاص طور پر میں نے اپنا باپ بھی کھو دیا تھا۔۔۔ آج اپنا آپ

یتیم لگ رہا ہے مجھے۔۔۔ جس کے ساتھ دنیا کچھ بھی کرے مگر کوئی سوال جواب کرنے والا نہیں ہوتا۔۔۔“ اس کے لہجے میں کرب بول رہا تھا، جبران صاحب کے قدم اب زنجیر ہوئے تھے۔۔۔

بد بخت! کیسی بے حیا بیٹی ہے۔۔۔ زندہ باپ کو ہوتے ہوئے خود کو یتیم ”

بول رہی ہے۔۔۔ دفاع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔“ فرناز نے ایک جھٹکے سے اس کے بالوں کو جھٹکا دیتے دروازے کی جانب دھکا دیا تھا، اور وہ لڑکھڑا کر گر پڑتی آگر سامنے سے آتا وجود اسے تھام نہ لیتا۔۔۔

ثمرہ نے ذرا سی نظر اٹھا کر اس مہربان شخص کو دیکھا تھا، جس نے اسے اپنا نام دے کر اسکا بھر م رکھ لیا تھا۔۔۔ اور پھر اپنے ساتھ ہوتا سلوک دیکھ اس کے آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے، جبکہ احد کے چہرے پر بلا کی سختی تھی۔۔۔ اس نے اسے کندھوں سے تھام کر سہارا دیا تھا۔۔۔

مسز جبران آپ کی ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کے ساتھ یہ سلوک ”
 کرنے کی؟“ وہ ثمرہ کو بری طرح سسکتا دیکھ بری طرح سے دھاڑا
 تھا۔۔۔ جبران نے دھل پر اپنی بیٹی کو دیکھا تھا جو انکے دشمن کے حصار میں
 کھڑی سسک سسک کر رو رہی تھی۔،

آگراتنی ہی پرواہ ہے اپنی بیوی کو تو اپنے ساتھ لے جاؤ اس بے حیا ”
 کو۔۔ ہمارے درپر کیوں چھوڑ کر جا رہے ہو۔۔“ فرناز نے نفرت آمیز لہجے
 میں غرا کر کہا۔۔ مصطفیٰ نے ایک نظر بلکتی ہوئی ثمرہ کو دیکھ ایک طیش
 بھری نگاہ جبران پر ڈالی تھی۔۔ جو پتھر کا مجسمہ بنے بیٹھے تھے۔۔

مجھے یہ گماں تھا کہ ایک لڑکی کے لئے اس کے باپ کے گھر سے زیادہ ”
 کوئی جگہ اتنی محفوظ نہیں ہو سکتی۔ ایک باپ سے بڑھ کر کوئی مضبوط
 سائبان نہیں ہو سکتا۔ مگر میں غلط تھا۔۔ مجھے ابھی ابھی ادراک ہوا کہ یہ
 گھر نہ پہلے کبھی ثمرہ جبران کے لئے تھا اور نہ ہی اب ثمرہ مصطفیٰ کے لئے

محفوظ ہے۔۔۔“ وہ اسے یو نہی حصار میں لئے کھڑا تھا، جبران نے یہ منظر دیکھ نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔۔

اب تو آپ پر ڈبل حساب نکلتا ہے جبران صاحب۔ ایک میرے معصوم ”
بھائی کے خون کا دوسرا میری بیوی کے ساتھ یہ سلوک روا

رکھنے کا۔۔۔۔۔ میرے بدلے کے لئے تیار رہیے گا۔۔۔ میں انہیں یہاں
چھوڑ۔۔۔“ اسکا جملہ ابھی ادھورا ہی تھا، جب ثمرہ نے جھٹ سے سراٹھا کر
اسکی جانب دیکھا تھا، اور زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔
نہیں۔۔۔ مصطفیٰ۔۔۔ پلینز۔۔۔ مجھے یہاں چھوڑ کر مت جائیے ”

گا۔۔۔ مجھے۔۔۔ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں۔۔۔ مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔۔ میں
آپ کے گھر میں، آپ کی ملازمہ بن کر رہ لوں گی۔۔۔ مگر پلینز مجھے یہاں چھوڑ
کر مت جائیں۔۔۔“ احد کو یکدم شرمندگی نے آن گھیرا تھا، وہ لڑکی واقعی
صحیح تو کہہ رہی تھی کہ وہ بہت بے بسی تھی، اور اسکی یہ بے بسی اسکے لفظوں
سے واضح جھلک رہی تھی۔۔۔

آپ فکر نہ کریں۔۔ کیونکہ میں آپ کو چھوڑ کر کہیں بھی نہیں ”
 جارہا۔۔ آپ میرے ساتھ جائیں گی۔۔ اور جبران صاحب آپ میری
 جانب سے کی گئی انتقامی کارروائی کے لئے تیار رہے گا۔“ وہ درشت لہجے
 میں بولتا، روتی ہوئی ثمرہ کو اپنے حصار میں لئے پلٹ آیا تھا۔
 جبکہ وہ پیچھے اپنا سامنہ لے کر رہ گئے تھے۔۔

ثمرہ پلیر ریلیکس! یہ پانی پئیں آپ۔۔“ اس نے پانی کی بوتل اسکی جانب ”
 بڑھاتے نرمی سے کہا۔۔ جو پورے وجود سے کانپ رہی تھی۔۔
 نہیں۔۔۔ مجھے نہیں پینا۔۔“ اس نے سسکیاں بھرتے ہانپتے ہوئے لہجے ”
 میں کہا تھا، جبکہ وہ پریشانی سے پریشانی مسلنے لگا۔
 ثمرہ پلیر آپ رونا تو بند کریں۔۔۔“ اس نے اس بار زچ ہو کر کہا تو وہ ”
 اسکے لہجے میں بیزاری سی محسوس کر دو بارہ سے رونے لگی۔۔ مصطفیٰ کو سمجھ
 نہیں آیا وہ اس سچو نیشن کو کیسے ہینڈل کرتا۔۔۔

ثمرہ پلیر خاموش ہو جاؤ۔۔ آگر ٹیشن میں آپ ہیں۔ تو ٹیشن میں تو میں ”

بھی بہت ہوں۔ مجھے کچھ سوچنے دیں۔۔“ وہ جھنجھلا کر رہ گیا تھا۔ جبکہ

اسکی سیکریٹری کی کالز پر کالز آرہی تھیں۔۔ جو اسے میٹنگز کے حوالے سے

اپڈیٹس دینا چاہ رہی تھی۔۔ مگر وہ مسلسل اگنور کر رہا تھا۔۔

میری وجہ سے۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔۔“ کچھ پل خاموشی کی نظر ”

ہوئے تو وہ رندھے ہوئے لہجے میں بولتی معذرت کرنے لگی۔۔

اب آپ کے شرمندہ ہونے سے کچھ نہیں ہوگا، کیونکہ اپنی ماں کو تو میں ”

نے ہی سنبھالنا ہے۔“ وہ گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔ ثمرہ نے چونک کر

اسکی جانب دیکھا۔ جس کا لہجہ ایک بار پھر سخت ہو گیا تھا۔۔

کیا آپ مجھ سے نکاح نہیں کرنا چاہتے تھے؟“ لہجے میں بے یقینی سی ”

تھی۔۔

نہیں۔۔“ اس نے بغیر کسی تک و دو کے سیدھا سا جواب دیا تھا۔ ثمرہ نے ”
دکھ سے اسکی جانب دیکھا تھا، مصطفیٰ بخوبی اسکی شکوہ کناں نگاہیں خود پر
محسوس کر رہا تھا۔۔

میں مانتا ہوں، کہ میں نے کبھی زندگی میں یہ خواہش کی تھی، کہ آپ ”
میری زندگی کا حصہ بنتی، میری شریک سفر ہوتیں۔۔۔ مگر میں نے اپنی
یہ خواہش آج سے پانچ سال قبل ہی اپنے دل میں دبالی تھی جب آپ کے
بابا نے رشتے سے انکار کیا تھا، کیونکہ میں خود غرض بن کر اپنی محبت میں
اندھا ہو کر ایک بیٹی کو کبھی مجبور نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جس کا کوئی بھی غلط
قدم اسکی زندگی کا روگ بن جاتا۔۔ مگر جس لڑکی کو میں نے اتنی محبت
کی، جس کی خوشی اور عزت کی خاطر میں اپنی محبت تک سے دستبردار
ہو گیا۔۔ اب میرا دل یہ کیسے گوارہ کر لے کہ وہی لڑکی ایک گھٹیا سے
انتقامی بدلے میں خون بہا کے عوض میرے نکاح میں آئی۔۔ جیسے میں نے
دنیا کی ہر خوشی دینی چاہی تھی، اس کے لئے میری ہی ذات سب سے بڑے

دکھ کا باعث بن گئی ہے۔۔۔ آپ نے ہمارے ساتھ، ہماری محبت کے ساتھ بالکل اچھا نہیں کیا ثمرہ۔۔۔ آپ نے مجھے، خود کو بہت بڑے امتحان میں ڈال دیا ہے یا۔۔۔“ وہ چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے، رش ڈرائیونگ کرتا دکھ سے بول رہا تھا، جبکہ ثمرہ دم سادھے صرف اسے سن رہی تھی۔۔

آپ نے بہت زیادتی کی ہے میری محبت کے ساتھ۔۔۔“ ثمرہ نے ”رشک بھری نظروں سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا تھا، جس نے اتنا سب کچھ ہو جانے کے باوجود صرف اسکی ہی بھلائی سوچی تھی۔ اس نے ایک بار بھی اسکی مجبوری کا فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

مجھے معاف کر دیں مصطفیٰ! میں بہت مجبور تھی۔۔۔ باہر حال میں خون ”بہا کرنا چاہتے تھے، اور میرے پاس پلٹ کر جانے کے لئے کوئی راستہ موجود نہیں تھا۔۔۔“ اس نے بے بسی سے لب کاٹے تھے، جبکہ اب وہ خاموشی سے ڈرائیور کرنے میں مصروف تھا، گاڑی ہو اسے باتیں کر رہی

تھی۔۔۔ اس بات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ کس حد غصے میں تھا۔

میں فی الحال آپ کو اپنے فلیٹ پر چھوڑ رہا ہوں۔۔۔ اپنے ساتھ گھر نہیں لے جاسکتا۔۔۔ مئی کبھی آپ کو اپنی بہو کے طور پر قبول نہیں کریں گی۔۔۔ اور میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر میں کسی بھی قسم کا کوئی میلوڈرامہ سین کر بیٹ ہو۔۔۔“ اس کے سنجیدہ لہجے پر ثمرہ کی آنکھیں باہر آئی تھیں۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مصطفیٰ! میں الگ گھر۔۔۔“
کیا آپ بھی میرے ساتھ رہیں گے؟“ اس نے اپنی تسلی کے لیے پوچھنا چاہا۔

نہیں۔۔۔ کیونکہ میں نے یہ نکاح صرف آپ کی ضد پر کیا تھا۔۔۔ میرا شادی یا پھر ہمارے درمیان کسی بھی قسم کے جذباتی رشتے کو قائم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ یہاں کوئی فلم نہیں چل رہی۔۔۔ سب کچھ

ریئل ہے۔۔ اور یہ حقیقت ہے کہ میرا دماغ ابھی تک یہ حقیقت قبول نہیں کر پارہا کہ میں نے اپنے ہی بھائی کے قاتل کی بہن سے نکاح کر لیا ہے۔۔، مصطفیٰ کے لفظ سیدھا دل پر جا کر لگے تھے۔۔ اور کتنی رسوائی اسکے نصیب کا حصہ تھی۔۔ ضبط کی زیادتی کے باعث آنکھیں سرخ پڑ گئیں تھیں۔

آپ تو کہتے تھے کہ ثمرہ کچھ بھی ہو جائے لیکن میں کبھی تم سے محبت کرنا نہیں چھوڑ سکتا۔۔ اس کے لہجے میں دکھ شامل تھا۔

یہ سب پہلے کی باتیں تھیں ثمرہ۔۔ جب یہ حالات نہیں تھے۔۔ اس نے اسے وقت کی نزاکت کا احساس کرانا چاہا۔

میں اکیلے گھر میں نہیں رہو گی۔۔ مجھے رات کو اکیلے ڈر لگتا ہے۔ اس بار اس نے سپاٹ لہجے میں کہا، مصطفیٰ نے تاسف سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

تو آپ چاہتی ہیں کہ میں آپ کو اپنے ساتھ، اپنے گھر لے جاؤں۔۔ مت بھولیں، میری ماں جس ثمرہ کا رشتہ لینے کی غرض سے آپ کے گھر کی

دہلیز پر سوالی بن کر آئی تھی وہ انکے بڑے بیٹے کی پسند تھی، مگر اب وہ اپنے چھوٹے بیٹے کے قاتل کی بہن کو بہو کی حیثیت سے کسی صورت بھی قبول نہیں کریں گی۔۔ یہی حقیقت ہے اور۔ پلیز سمجھیں اس بات کو۔۔ اسی لیے کہہ رہا ہوں، مجھے مزید کسی آزمائش میں نہ ڈالیں، کیونکہ ایک طرف بھائی کی روح، دوسری طرف ماں، اور۔۔۔۔۔ اس نے سنجیدگی سے کہتے اختتامی لفظوں پر بمشکل خود پر قابو کیا تھا۔

اور تیسری طرف ایک قاتل کی بہن، جو خون بہا میں آئی ہے۔۔ آپ کو ”یہی ڈر ہے ناکہ وہ میرے ساتھ غلط رویہ نہ اختیار کر لیں۔ کہیں بیٹے کی محبت نہ غالب ہو جائے اور وہ سچ میں مجھے خون بہا میں آئی ایک حقیر لڑکی سمجھ لیں۔۔ اور یہ بات آپ کو گوارہ نہیں؟“ اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

جی بالکل ٹھیک سمجھی ہیں آپ۔ ایسا ہی ہے۔۔ کیونکہ حالات جو بھی ”ہوں، میں نے آپ کو نکاح میں لیا ہے۔۔ صرف تحفظ کی بھیک مانگنے کے

لئے آپ نے میرے سامنے اپنی عزت نفس کو کچل دیا تھا۔ اور میں ان بے غیرت مردوں میں سے ہر گز نہیں ہوں جو کسی عورت کی مجبوری کا ناجائز فائدہ اٹھاؤں۔۔ آپ کو محفوظ سائباب، اور سر چھپانے کو عزت کی چھت چاہئے تھی نا، میں آپ کو وہ وہ عزت دینے کے لئے تیار ہوں۔۔ مگر آپ کو میری یہ بات ماننی پڑے گی۔۔ اور الگ فلیٹ میں رہنے ہو گا۔۔ باقی مستقبل کے حوالے سے ابھی میں نے کچھ نہیں سوچا، اور نہ ہی اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ لئے بغیر کچھ سوچنا چاہتا ہوں۔ مگر میں اس میس میں آپ کو بھی پریشان نہیں کرنا چاہتا۔۔“ وہ ایک گہری سانس کھینچ کر خاموش ہوا۔۔

آگر آئی میرے ساتھ کسی بھی قسم کا ہتک آمیز رویہ اختیار کریں گی تو” آپ بے فکر رہیں۔۔ میں کبھی آپ سے شکایت نہیں کرونگی۔۔ آپ چاہیں تو ساری زندگی مجھے بیوی نہ قبول کیجئے گا، اب مجھے ویسے بھی اپنی زندگی میں کسی کے آنے یا جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ مگر میں الگ

گھر میں چھپ کر ہر گز نہیں رہو گی، نکاح کیا ہے گناہ نہیں۔۔۔“ وہ تلخی سے بولی۔

ثمرہ لیکن ماں۔۔۔۔۔“ وہ کسی صورت آمادہ نہیں تھا۔ ”

بے فکر رہیں آپ۔۔ آگرا نئی کچھ کہہ بھی دیں گی تو ایک مظلوم ماں کی ”
تکلیف سمجھ کر برادشت کر لوں گی، ویسے بھی ایک جانوار سے بھی اسکی اولاد
الگ کر دو تو وہ مرنے مارنے پر اتر آتا ہے وہ تو پھر جیتی جاگتی انسان
ہیں۔۔۔ جوان سال بیٹا کھویا ہے انہونے۔۔ انکا دکھ بہت بڑا
ہے۔۔۔“ مصطفیٰ اس بار خاموش رہا، آنکھیں ضبط کی زیادتی سے سرخ
ہو گئی تھیں۔۔ جبکہ گاڑی کو اب مصطفیٰ پیلس کر راستے پر گامزن دیکھ وہ
خاموش ہو گئی تھی۔۔

مما! ثمرہ کہاں ہے؟“ وہ حد درجہ حیرانگی سے بولی، جبکہ جبران خاموش رہے تھے۔

تمہاری وہ پار سا بہن احد مصطفیٰ کے ساتھ شادی رچا آئی ہے۔۔ جیسے تم ”
سیدھا اور معصوم سمجھتی تھیں، وہ بہت تیز نکلی ہے۔۔“ فرناز نفرت سے
گویا ہوئیں۔۔

ماما! آئی کانٹ بلیو دس! یہ کیا کر دیا ہے آپ لوگوں نے۔۔ ہو سکتا ہے ”
احد مصطفیٰ نے بھی ثمرہ کو ایسے ہی بلیک میل کیا ہو، جس طرح آپ لوگوں
نے کیا تھا۔۔ اور زبردستی کوئی دھمکی لگا کر اس سے نکاح کر لیا
ہو۔۔“ جبران صاحب جو خاموش بیٹھے تھے۔ قصویٰ کی باریکی بینی پر
چونکے۔۔

شٹ اپ! تم بچی ہوا بھی۔۔ تم نہیں سمجھو گی۔“ فرناز نے بیٹی کو آنکھیں ”
دیکھائیں۔

بابا! آپ تو اس کی بات سنتے۔۔ ماما کو تو ویسے بھی ثمرہ سے خدا واسطے کا ”
بیر ہے۔۔“ اس نے ذرا تاسفنی لہجے میں کہا۔ گہری سوچوں میں ڈوبے

جبران صاحب۔۔ ایک نظر بیوی کو دیکھ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔۔ جبکہ فرناز نے باقاعدہ بیٹی کو گھورا تھا۔۔

آپ نے اچھا نہیں کیا ماما۔۔ “وہ اپنی ماں کا مکاری پن خوب سمجھتی”

تھی۔۔۔ تاسفی انداز میں بولتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔۔ جبکہ فرناز نے نخوت سے سر جھٹکا۔۔



شام کا وقت تھا، گھر پہنچنے تک انہیں اچھی خاصی دیر ہو چکی تھی۔۔ مصطفیٰ نے ایک نظر سپاٹ نگاہوں سے خاموش بیٹھی ثمرہ کو دیکھا، اور پھر گاڑی سے باہر نکلا۔ گارڈز کے ہاتھ میں چابی تھا متا وہ گھوم کی اسکی سائیڈ پر آیا تھا۔۔۔

میرے ساتھ آئیں ثمرہ!“ وہ اپنا دوپٹہ سر پر جماتی کانپتے قدموں سے ”
 گاڑی سے باہر نکلی تھی۔ ساتھ ہی قدم مصطفیٰ کی جانب بڑھائے۔
 وہ بہت خاموشی سے گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔
 الماس خالہ!“ اس نے لاؤنج میں ٹھہر کر انہیں با آواز بلند پکارا۔۔۔
 جی بابا!“ وہ زنیہ بیگم کے کمرے میں موجود تھیں۔ فوری دوڑ کر قریب ”
 آئیں تھیں۔۔۔

مما جاگ رہی ہیں؟“ اس نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا تو ”
 سوئیاں پانچ کا ہندسہ عبور کر رہی تھی۔
 جی بابا بیگم صاحبہ ابھی نماز پڑھ کر قرآن پڑھنے بیٹھی ہیں۔۔۔“ مصطفیٰ نے ”
 سر ہلایا، جبکہ انکی نگاہیں ثمرہ پر ہی مرکوز تھیں، جو نگاہیں جھکائے مصطفیٰ
 کے عین برابر میں خاموش کھڑی تھی۔۔۔

میرے ساتھ آئیں!“ وہ کچھ سوچ کر اپنی ماں کے کمرے کی جانب بڑھا
 تھا۔۔۔

مصطفیٰ میرے بچے آج جلدی آگئے۔“ وہ جو قرآن پاک کو غلاف میں ”
 لپیٹ رہی تھیں، کمرے میں داخل ہوتے بیٹے کی آہٹ پر بھرپور انداز میں
 مسکرائیں تھیں۔۔۔ جبھی اس کے پیچھے کوئی لڑکی کمرے میں ساتھ ہی داخل
 ہوئی تھی۔۔

کیسی ہیں ممّا!“ اس نے آگے بڑھ کر ماں کے ماتھے پر بوسہ دیا۔“
 تھا۔۔۔ جبکہ انکی بے یقین نگاہیں ثمرہ پر ہی مرکوز تھیں۔۔۔ جواب مصطفیٰ
 کے عقب سے نکلتی بالکل عین سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔۔
 مصطفیٰ یہ لڑکی؟“ انہوں نے حیرت سے دریافت کیا۔۔۔ ثمرہ دونوں ہاتھ ”
 آپس میں مسلتی سر جھکا گئی۔۔

مما وہ ہم نے۔۔۔“ اس نے بمشکل لفظ ترتیب دئے تھے۔۔۔“
 مصطفیٰ کچھ ایسا نہ کہہ دینا، جس کا صدمہ میں برداشت نہ کر ”
 سکوں۔۔۔“ انکی آنکھوں میں اب نفرت اُتر آئی تھی۔

دراصل ماما! وہ۔۔۔“ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں بول پارہا تھا۔۔۔“

آنٹی میں اس گھر میں خون بہا میں آئیں ہوں۔۔۔ بے فکر رہیں، ایسا ویسا

کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہی ہیں۔۔۔“ اسے تذبذب کا شکار دیکھ، ثمرہ

اچانک سے بیچ میں بول اٹھی تھی۔۔۔ مصطفیٰ نے سخت نظروں سے گھور کر

اسکی جانب دیکھا تھا۔ جبکہ انہوں نے حیرت سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔۔

یہ کیا جہالت ہے مصطفیٰ! اس لڑکی کو اس کے باپ کے گھر پر چھوڑ کر

آئیں۔۔۔ ہمارا مجرم اسکا بھائی ہے۔۔۔ اور سزا بھی اسے ہی ملے گی۔۔۔“

انہوں نے طیش بھرے لہجے میں کہتے بیٹے کو جھڑکا۔۔۔ جبکہ مصطفیٰ نے تاسفی

نظروں سے ثمرہ کو دیکھا تھا جواب اپنے کارنامے پر بڑی مطمئن نظر آرہی

تھی۔۔۔

ماما میں نے ثمرہ سے نکاح کیا ہے۔۔۔ اب سے یہ اسی گھر میں رہیں

گی۔۔۔“ بلا آخر اس نے ماں کو حقیقت سے آشنا کیا تھا۔۔۔

احد! یہ کیا کہہ رہے ہیں؟؟ آپ ہوش میں تو ہیں؟؟ اپنے بھائی کے قاتل”
 کی بہن کو اپنی بیوی کا درجہ دے رہے ہیں؟؟ کیا آپ کا خون اتنا سفید ہو گیا
 ہے۔۔ ارے ابھی تو میرے بچے کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اور آپ نے
 دشمن کی بیٹی سے شادی کر لی۔۔ اتنی جلدی بھول گئے آپ اپنے بھائی
 کو۔۔“ وہ یکدم ہی شدت گریہ سے روتیں، بیٹے سے شکوہ کرنے لگی
 تھیں۔۔

مما پلینز! سچو لٹش ہی کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ مجھے ثمرہ کو اپنے نکاح میں لینا”
 پڑا۔۔ میں مجبور تھا۔۔“ وہ نادام ہوا۔۔
 واقعی آپ مجبور تھے۔۔ اپنی محبت کے آگے۔۔ جو محبت آج بھی آپ”
 اس لڑکی سے کرتے ہیں۔۔ مگر محبت میں اتنی خود غرضی اچھی نہیں ہوتی
 کہ ایک لڑکی کی خاطر آپ اپنے جوان سال بھائی کا خون بھول
 جائیں۔۔“ وہ شدت سے غراتی اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔۔ مصطفیٰ نے
 انکی نفی نہیں کی تھی۔۔

لڑکی نکلو میرے گھر سے۔۔ میں تمہارا وجود اپنے گھر میں ہر گز بھی نہیں ”
 برداشت کر سکتی۔۔“ غصے سے کہتے اسکا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کو جھٹکا دیا تھا۔
 ماما! پلیز! ایسا نہ کریں۔۔“ وہ یکدم ثمرہ کو سنبھالتا اسکی ڈھال بن کر ”
 سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔

مصطفیٰ آپ اس لڑکی کی خاطر میری نافرمانی کر رہے ہیں؟؟“ انہونے ”
 بے یقینی سے بیٹے کو دیکھا۔

میں آپ کی نافرمانی نہیں کر رہا ماں۔۔ میں بس اتنا کہہ رہا ہوں کہ اب ”
 ثمرہ میری بیوی ہیں۔۔“ اس نے بہت ضبط سے ماں سے نظریں چڑا کر اپنا
 جملہ مکمل کیا تھا۔

واہ بیٹا واہ! ان لوگوں نے میرا ایک بیٹا موت کے منہ میں اتار دیا اور ”
 دوسرے کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور آپ پھر بھی اس
 لڑکی طرف داری کر رہے ہیں۔۔“ انہونے نفرت سے ثمرہ دیکھا تھا، جو
 نگاہیں جھکائے کھڑی تھی۔۔

آنٹی آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔ مصطفیٰ آپ آنٹی کو یہ بات کلئیر کیوں ”
 نہیں کرتے۔۔ کہ میں یہاں آپ کی بیوی کی حیثیت سے نہیں بلکہ خون بہا
 میں آئی ہوں۔۔ بے فکر رہیں، آپ کا بیٹا آج بھی آپ کا ہی بیٹا ہے۔۔“
 ثمرہ مصطفیٰ کے پیچھے سے نکلتی سامنے آ کر نڈر لہجے میں بولی تھی۔۔
 لڑکی تم نے مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے؟؟؟“ وہ استہزائیہ مسکرائیں، تو اس ”
 نے نا سمجھی سے انکی جانب دیکھا۔۔

جو اپنی ماں کے سامنے تمہاری ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا، وہ تمہیں خون بہا ”
 میں لایا ہے؟؟؟ میں مان ہی نہیں سکتی۔۔ ضرور تمہارے خاندان نے کوئی
 سازش کی ہو گئی، اور تمہاری جیسی منحوس لڑکی کو ہمارے سر منڈ
 دیا۔۔“ اس بار وہ نفرت سے غرائی تھیں۔۔

ممی! کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ آپ تو پلیر اس طرح کی دقیانوسی باتیں نہ ”
 کریں۔۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ثمرہ سے میں نے اپنی مرضی سے نکاح کیا

ہے۔۔ لیکن میں آپ کو کوئی دکھ نہیں دینا چاہتا۔۔۔“ وہ چاہ کر وہ لفظ نہیں بول پایا تھا، جو اس نے غصے میں ثمرہ سے کہے تھے۔۔
 اچھا! تو یہ لڑکی خون بہا کی صورت ہمارے گھر میں آئی ہے؟“ انہوں نے
 ابرو اٹھائے۔

“جی بالکل ایسا ہی آئی۔“

“ثمرہ آپ خاموش رہیں پلیز۔۔“

ایسا نہیں ہے ممما! یہ کوئی خون بہا نہیں ہے۔۔ منزل کا قاتل شارق ہے“
 اور سزا بھی اسے ہی ملے گی، مگر ثمرہ سے نکاح میں نے اپنی خوشی اور
 رضامندی سے کیا ہے، کیونکہ یہی میری خوشی اسی لڑکی میں ہے۔۔ اور
 وقت اور حالات کا تقاضہ بھی یہی تھا۔۔ لیکن میں اس رشتے کو جب تک
 کوئی نام نہیں دوں گا، جب تک آپ کے بیٹے کے مجرم کو سزا نہ
 دلوادوں۔۔ اب پلیز آپ دونوں کوئی بحث نہیں کریں گی۔۔“ اس بار وہ

ذرا سختی سے گویا ہوا تھا، زنیرہ ایک نظر بیٹے کو دیکھ صوفے پر بیٹھ کر بری طرح سے رونے لگی تھیں۔۔۔

ماں۔۔۔ ”وہ ٹرپ کر آگے بڑھا،“

مصطفیٰ اس لڑکی سے کہو، چلی جائے یہاں سے۔۔۔ میں اس لڑکی کا وجود ہر ”

گز بھی نہیں برداشت کر سکتی۔۔۔ پلیز جائیں یہاں سے۔۔۔“ چہرہ پر دوپٹہ

رکھتیں ہو نفرت سے بولیں، تو ثمرہ صورت حال سمجھتی کمرے سے نکل

آئی تھی، جبکہ اب مصطفیٰ روتی ہوئی ماں کو سنبھال رہا تھا۔۔۔

Zubi Novels Zone

السلام علیکم بی بی! آپ ثمرہ بی بی ہیں نا؟ جنہیں مصطفیٰ بابا پسند کرتے ”

تھے؟“ الماس خالہ نے اسے دیکھ پر تجسس انداز میں پوچھا تھا۔ وہ پہلے بھی

ایک دوبار مصطفیٰ کے ساتھ گھر تک آچکی تھی۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھیں کہ شارق ثمرہ کا ہی بھائی تھا۔

جی۔۔۔ “ثمرہ ہولے سے مسکرائی تھی۔۔۔ ایسا کونسا شخص تھا، جوائے کے رشتے سے واقفیت نہ رکھتا ہو۔۔۔

تو آپ یہاں؟؟ سب خیریت؟“ اس بار وہ مزید جاننے کے لئے متجسس ہوئیں۔

جی سب خیریت ہی ہے۔ وہ مصطفیٰ کا کمرہ کہاں ہے؟“ وہ جلد از جلد ان سے جان چھڑا کر جانا چاہتی تھی۔ کیونکہ اب وہ عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

جی وہی پرانا والا ہے۔۔۔“ وہ سر ہلاتی، تیز قدم لیتی مصطفیٰ کے کمرے میں“ چلی گئی تھیں، جہاں وہ پہلے بھی دوبار فائل ڈھونڈنے کی غرض سے جاچکی تھی۔۔۔

وہ دروازے کے پاس آکر ٹھرتی ایک گہری سانس لیتی تھم سی گئی تھی۔۔۔ آج اس کمرے میں جاتے ایک عجیب سی جھجک اڑے آگئی تھی۔۔۔ اس نے کب سوچا تھا کہ ایسے بھی حالات ہونگے۔۔۔ پھر گہرا سانس بھرتی کمرے میں داخل ہو گئی تھی۔۔۔

کمرہ نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔ کھڑکیوں پر پردے ڈالے ہونے کے باعث سورج کی روشنی کمرے میں آنے سے قاصر تھی، کمرہ کا ایک حصہ مکمل تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، وہ لب چباتی دھیرے سے چلتی ہوئی ایک طرف کورکھے صوفے پر سکڑ سمٹ پر بیٹھتی، اب آنسو بہانے لگی تھی۔۔۔ خود پر کیا ضبط ٹوٹا تھا، اور وہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔۔ اپنے باپ کا بیگانہ پن یاد کر دل میں درد سا اٹھ رہا تھا۔۔۔ کیا تھا اگر اس کا باپ اسکی ڈھال بن جاتا، مگر نہیں۔۔۔ اسکا گناہ بس اتنا ہی تھا کہ وہ اپنی ماں

جیسی نظر آتی تھی۔۔ اور اسکے کردار کو سب نے اسکی ماں جیسا ہی سمجھ لیا تھا۔۔

اس سے تو اچھا یہ تھا کہ میں پیدا ہوتے ہی مر جاتی۔۔۔ کم از کم یہ سب تو ”سہنا نہ پڑتا۔۔“ خود ساختہ بڑ بڑاتی وہ پھپھک پھپھک کر رونے لگی تھی۔۔ آنکھوں سے بے شمار آنسو رواں تھے۔۔ مگر اسے پھر بھی اطمینان تھا کہ اس چھت کے نیچے اسکے ساتھ اتنا برا نہیں ہو سکتا تھا جتنا برا اسکے باپ کے گھر میں ہوا تھا۔۔۔ وہ مسلسل روتی سسکیاں بھر رہی تھیں۔۔

ملبرن میں ایک اور سنہری شام اُتر آئی تھی۔۔ اگست کے اوائل دن تھے۔ موسم انتہا کا سرد تھا۔۔ جو کھلے جینز شرٹ پر گرم کوٹ پہنے گھر میں داخل ہوتی سیدھی اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھا رہی تھی، جب اپنی ماں کی آواز پر اسے قدم رُکنے پڑے تھے۔۔

تو پھر تم نے اپنے باپ کی ساری جائیداد بیچ دی؟“ وہ اپنے کمرے کے دروازے کے فریم سے ٹیک لگائے کھڑیں سوالیہ آنداز میں دریافت کر رہی تھیں۔۔

جی کر دی۔۔۔ اور جو رہ گئی ہے وہ بھی کچھ عرصے میں کر دوں گی۔۔۔ فی الحال دو دن بعد کی میری فلائٹ ہے۔۔ جتنا جلدی ہو سکے آپ اپنا بندوبست کر لیں کیونکہ میں یہ گھر سیل کر چکی۔۔ اس بار انہوں نے نخوت سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

تم ایسا نہیں کر سکتیں عریشہ۔۔ تمہارا باپ میرا شوہر تھا۔“ انہوں نے جتنا ضروری سمجھا۔۔

جی وہی شوہر جس کی بیوہ بن کر زندگی گزارنا آپ کو بہت مشکل لگ رہا ہے۔ تو پھر آپ کا خرچہ بھی اب وہی اٹھائے گا جو آپ کا شوہر ہو گا۔“ انہوں نے باور کراتے لہجے میں کہا تھا۔

اچھا! چلو جاؤ تم پاکستان۔۔ میں بھی دیکھتی ہوں کہ اس کلچر میں تم کیسے ”
ایڈ جسٹ کرو گی، اور کب تک اکیلے سروئیو کر سکو گی۔۔ کچھ جانتی بھی ہو
پاکستان کے بارے میں؟؟“ انہوں نے نخوت سے سر جھٹکتے اسے ڈرانا
چاہا۔۔

وہ آپ کا کنسرن نہیں ہے۔۔ میں اکیلے رہ سکتی ہوں۔۔ آپ اپنے بوائے ”
فرینڈ کے ساتھ لائف انجوائے کریں۔۔“ ناگواری سے کہتی وہ اپنے کمرے
میں جا کر بند ہو گئی تھی۔۔۔
بیوقوف لڑکی۔“ وہ بڑبڑا کر کمرے میں واپس پلٹتیں، اپنی باقی کی پیکنگ ”
کرنے لگیں، کیونکہ کچھ ہی دیر میں انکے ادھیڑ عمر آسٹریلیا کے ایک ناموار
بزنس مین بوائے فرینڈ کی گاڑی انہیں پک کرنے آرہی تھی۔۔۔

ایزل!“ وہ انٹرویو سے فری ہوتا بھی گھر میں داخل ہوا تھا۔ گھر میں ”
بالکل سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اور وہ کہیں نظر بھی نہیں آرہی تھی۔۔

آگئی آگئی! کیا ہوا خیریت تھی مناسب؟“ اس نے ذرا حیرانگی سے استفسار کیا۔

ہاں سب خیریت ہے۔۔ کہاں تھیں تم۔۔ میں کب سے آوازیں لگا رہا ہوں۔۔“ اس نے فائل ایک طرف کور کھتے ذرا تھکے ہارے لہجے میں کہا تھا۔

یہیں تھی۔۔ تم یہ بتاؤ جاب مل گئی؟“ اس نے صحن میں پڑے تخت پر ساتھ بیٹھتے سوالیہ انداز میں پوچھا تھا۔

نان گریجویٹ کو کون جاب دے گا یار!“ وہ لہجے میں بے پناہ بیزاری سمو کر بولا تھا۔

اوہ ہو۔۔۔ تم ہر وقت مایوسی کی باتیں کیوں کرتے رہتے ہو۔۔ اللہ سے اچھے کی امید رکھو۔۔ تم دیکھنا۔۔ تمہیں بہت جلد ایک اچھی جاب آفر ہو گی۔۔

اس نے بھائی کو دلا سہ دیا۔۔“

ہم! دیکھتے ہیں۔۔۔ ویسے مجھے ایسا کچھ لگتا تو نہیں ہے۔۔۔“ اس نے منہ ”
بنایا۔۔۔

تم تو ہمیشہ مایوسی کی ہی باتیں کرنا۔۔۔ آگر یہ باڈی بنانے کے بجائے اپنی ”
پڑھائی پر توجہ دی ہوتی نہ تو آج یوں دھکے نہ کھا رہے ہوتے۔“ اس نے
صحیح سے لتاڑا تھا۔۔۔

اچھا یہ بتاؤ کھانے میں کیا بنایا ہے۔ بہت بھوک لگی ہے۔۔۔ چھ جگہ ”
انٹرویوز دے کر آرہا ہوں۔۔۔ مگر کہیں سے کوئی پوزیٹور سپانس نہیں
ملا۔۔۔“ وہ پاؤں سے جوتا نکال کر ہوا میں اچھالتا زلی لا پر واہی سے بولا تھا۔
کریلے بنائیں ہیں۔۔۔ یہ کپڑے چیلنج کر لو۔۔۔ میں تمہاری یہ اکلوتی شرٹ ”
روز روز نہیں دھو سکتی۔۔۔“ اس نے ذرا منہ بنایا۔۔۔

افسانہ انسان کو اتنا بھی غریب نہیں ہونا چاہئے یار! کہ انٹرویو دینے جانے
کئے لئے ایک ڈھنگ کا کپڑا بھی میسر نہ ہو۔۔۔“ اس نے ذرا ناگوار لہجے میں
کہتے شکوہ کیا تھا۔۔۔

ایسے شکوے اور مایوسی کی باتیں لڑکیاں کرتی ہیں، مرد کرتے اچھے نہیں”
 لگتے۔۔ اب جلدی آجاؤ میں کھانا نکال رہی ہوں۔۔“ اس نے وہیں سے
 ہانک لگائی تھی۔۔

آ رہا ہوں بھئی آ رہا ہوں۔۔ تھوڑا صبر کر لو۔۔ تم نے کونسا کھانے میں”
 مٹن کڑا ہی تیار کر رکھی ہے۔۔ میری تو سُن کر بھی بھوک مر گئی ہے۔۔“
 وہ وہیں سے بڑبڑاتا ہوا اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔



وہ اب تک یو نہی احد کے کمرے میں صوفے پر سُکڑی سمٹی سی بیٹھی
 تھی، اور روتے روتے نجانے کب اُس کی آنکھ لگ گئی تھی، اُسے خبر ہی نہ
 ہو سکی تھی۔۔ مصطفیٰ ماں کے پاس سے فارغ ہوتا سیدھا اپنے روم میں آیا
 تھا جو نیم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔ وہ گلے سے ٹائی کھینچ کر نکالتا بیڈ پر

اچھا التاب شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔۔۔ عجیب وحشت سی ہو رہی تھی۔۔۔ بٹن کھول کر خود کو ریلیکس فیل کرتا وہ بیڈ پر ٹکتا غصے سے پاؤں سے جوتا نکالتا زمین پر اچھا چکا تھا، اور اس سب کارروائی میں وہ ثمرہ کے وجود سے بالکل غافل تھا، کمرے میں ہلکی سی کھٹ پٹ کی آواز پر یکدم بیدار ہوئی تھی۔۔۔ ابھی وہ پینٹ سے بیلٹ نکالتا پلٹا ہی تھا کہ نگاہ ہونق بنی کھڑی ثمرہ سے ٹکرائی تھی۔۔۔ نگاہوں کا تصادم ہوا تھا، اور وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ سٹیٹائے تھے۔۔۔

آپ۔۔۔ آپ یہاں کیا کر رہی ہیں ثمرہ!“ اس نے جلدی سے پلٹ ”کر اپنی شرٹ کے بٹن لگائے تھے۔۔۔

وہ۔۔۔ میں۔۔۔ میرا مطلب میں کہاں جاتی پھر۔۔۔“ مصطفیٰ نے آگے ”بڑھ کر کمرے کی لائٹ آن کی تھی۔۔۔ جبکہ وہ اب تک اپنی جگہ پر ہی ٹک کر کھڑی تھی۔۔۔ نظریں فرش پر جمنا کھی تھیں۔۔۔

کیا مطلب! تو آپ یہاں۔۔۔ پلیرز ثمرہ جائیں یہاں سے۔۔۔ ابھی میں مزید کوئی بھی بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔۔۔“ وہ سردگی سے بولتا آگے بڑھ کر تیز قدم اٹھاتا واشروم میں بند ہو گیا تھا، جبکہ وہ لب چباتی کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔۔۔

ارے دلہن!! آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟“ الماس خالہ کے طرزِ مخاطب ”پر اُسے کرنٹ لگا تھا۔۔۔ وہ جو کمرے سے نکلتی اپنی سوچوں میں گم چلتی چلی جا رہی تھی۔۔۔ یکدم چونک کر ٹھہری تھی۔۔۔

وہ میں۔۔۔ میرا مطلب کہ۔۔۔ یہاں گیسٹ روم کہاں ہے؟“ انہیں ”نجانے کس نے کیا بتایا تھا۔۔۔ مگر وہ بوکھلا کر بس اتنا ہی پوچھ سکی تھی۔۔۔

گیسٹ روم۔۔ میرے ساتھ آجائیں۔۔ ابھی بیگم صاحبہ نے بھی یہی کہا ”
تھا۔۔ کہ آپ کو گیسٹ روم میں ٹھہرا دوں۔۔“ وہ یکدم شیریں لہجے میں
گویا ہوئیں تھیں۔۔۔

جی چلیں۔۔“ وہ مرے مرے قدموں سمیت اُنکی پیروی میں کمرے کی ”
جانب بڑھی تھی۔۔۔



مصطفیٰ بیڈ کے کنارے اپنا سر تھامے بیٹھا تھا۔۔ دماغ میں ٹیسس سی اُٹھ
رہی تھی۔۔۔ آج سب کچھ اتنا اچانک سے ہوا تھا کہ مصطفیٰ چاہ کر بھی اپنی
حواس پر قابو نہیں کر سکا رہا تھا۔۔
اف! یہ میں کہاں پھنس گیا ہوں۔۔“ اس نے پیشانی مسلتے خود ساختہ ”
قیاس کیا۔۔

کاش منزل تم نے مہما کی بات مان لی ہوتی، اور یہ فضول سا شوق چھوڑ دیا۔
ہوتا تو آج حالات مختلف ہوتے۔۔۔“ بھائی کی یاد میں ایک بار پھر اسکی
آنکھیں بھیگ گئیں تھیں۔۔۔

پھر سر جھٹکتا بیڈ پر نیم دراز ہو گیا تھا۔۔۔ وہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا تاکہ
پھر پر سکون آنداز میں کچھ سوچ بچار کر سکے۔۔۔



ثمرہ الماس خالہ کی ہمراہی میں ہی گیسٹ روم تک آئی تھی۔۔۔ یہ ایک
درمیانے سائز کا ویل فرنشڈ اور صاف ستھرا کمرہ تھا۔۔۔ کمرے میں ایک بیڈ
اور ڈریسنگ ٹیبل کے علاوہ زیادہ فرنیچر نہیں تھا۔۔۔ مگر صد شکر تھا کہ اُسے
یہاں ایک علیحدہ کمرے فراہم کر دیا گیا تھا۔۔۔

وہ مجھے۔۔۔ کپڑے بھی۔۔۔“ وہ ابھی اتنا ہی بول پائی تھی کہ سامنے سے ”
کمرے میں داخل ہوتی زنیہ کو دیکھ وہ خاموش ہو گئی۔۔ اور نظریں جھکا لیں
تھیں۔۔۔

الماس بی بی آپ جائیں۔۔۔ بہو کو میں خود دیکھ لوں گی۔۔۔“ ثمرہ کی تو بس ”
بے ہوش ہونے کی دیر رہ گئی تھی۔۔ آخر لہجے میں اتنی نرمی کیسے آن سہائی
تھی۔۔۔

جی اچھا بیگم صاحبہ!“ وہ سر ہلاتی وہاں سے نکل آئی تھیں۔ جبکہ اب ”
زنیہ کا رخ ثمرہ کی جانب ہی تھا۔۔ جو حیرت سے اُنہی کا چہرہ تک رہی
تھی۔۔۔

ثمرہ بیٹا! کچھ چاہئے آپ کو؟“ ان کے اس قدر شفیق لہجے پر وہ غش کھا کر ”
گرتے گرتے ہی تو بیچی تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ جی میرا مطلب۔۔۔ وہ کپڑے۔۔۔ ابھی میرے ”
پاس کوئی کپڑے نہیں ہیں۔۔۔“ اس نے لب دانتوں تلے دبائے بمشکل
انکایہ رویہ ہضم کیا تھا۔

تو کوئی بات نہیں میری جان! ہم کل شاپنگ پر جا کر لے آئیں ”
گے۔۔۔ ابھی فی الحال الماس بی سے بولتیں ہوں وہ کوئی انتظام کر دیں
گی۔۔۔“ اس نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔

تم سوچ رہی ہو گی کہ یوں اچانک میں بدل کیسے گئی؟“ ثمرہ کی سوالیہ ”
نگاہیں محسوس کر وہ خود ہی بولی تھیں۔ مگر ثمرہ خاموش رہی۔

مصطفیٰ نے مجھے ساری بات بتائی ہے بیٹا! اس وقت میں غصے میں ”

تھی۔۔۔ بہت کچھ بول گئی مگر تم بھی تو دیکھو نا میں نے اپنا جوان بیٹا کھویا
ہے۔ اس طرح اتنا چانک سب کچھ ہوا کہ میرا ذہن یہ حقیقت قبول کرنے
کو تیار ہی نہیں تھا۔ مگر اب مصطفیٰ نے مجھے آپ کے گھر کے حالات
بتائے تو مجھے بہت افسوس ہوا، سگی ماں سگی ہی ہوتی ہے۔۔۔ آگر آج وہ ہوتی

تو کوئی آپ کے ساتھ اس طرح کی زیادتی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔“ اس کے نرم روپے پر اسکی آنکھ سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔

روئیں نہیں بیٹا! اللہ سب بہتر کرے گا۔۔۔ بس مصطفیٰ ابھی ذہنی طور ”پر اس رشتے کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔۔ تو فی الحال آپ اس گیسٹ روم میں آرام سے رہیں۔۔ اور کوئی بھی پریشانی ہو تو آپ مجھے ضرور بتائیے گا۔۔“ اسکا گال ہولے سے تھپکتی وہ بہت محبت سے گویا ہوئیں تھیں۔۔

تھینک یو آنٹی۔۔۔ تھینک یو سو میچ! میں آپ کا یہ احسان کبھی بھی نہیں ”بھولوں گی۔۔“ وہ عقیدت و محبت سے انکا ہاتھ چومتی محبت سے گویا ہوئی تھی۔۔ تو وہ دھیمے سے مسکرائیں تھیں۔۔

خوش رہو۔۔ میں الماس کو بھیجتی ہوں۔۔۔“ وہ ہولے سے مسکراتی ”کمرے سے نکل آئیں تھیں۔۔ جبکہ ثمرہ ایک ٹھنڈی گہری سانس بھرتی بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹی تھی۔۔۔

وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر لیٹا نیند میں اتر گیا تھا۔ ذہن پر اس قدر بوجھ سوار تھا کہ وہ بے وقت ہی سو گیا تھا۔ اس کی نیند میں خلل پیدا کرتی موبائل کی چنگھاڑی ہوئی آواز پر وہ جھنجھلا کر بیدار ہوا تھا۔

اف! اب کون ہے۔۔۔“ اس نے ذرا ناگواری سے بڑبڑاتے بغیر اسکرین دیکھے، موبائل اٹھا کر کان سے لگایا تھا۔

ہیلو!“ دوسری جانب سے کسی صنف نازک کی خوبصورت آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

یار تم آ جاؤ۔۔ میں یہاں سب دیکھ لوں گا۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔“ دوسری طرف سے کسی بات پر پریشانی کا اظہار کیا گیا تھا۔ اوکے میں تمہیں آئیرپورٹ پک کرنے آ جاؤں گا۔ ڈانٹ وری۔۔“ وہ اٹھ کر روم سے باہر جاتا ہنوز باتوں میں مصروف تھا۔

دلہن بیگم یہ میری چھوٹی کنواری بیٹی کا نیا جوڑا ہے، جو باجی نے عید پر دیا۔“
تھا، ابھی اس نے ایک بار بھی نہیں پہنا، آپ فی الحال یہ پہن لیں۔۔“ ثمرہ
نے ایک نظر اس جوڑے کو دیکھا پھر ان کا خلوص دیکھ سر ہلا گئی، خیر جوڑا
دس بار کا دھلا نیا تو کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا۔

بہت شکر یہ خالہ بی! مگر میں انہی کپڑوں میں ٹھیک ہوں۔۔ کل آنٹی کے
ساتھ جا کر شاپنگ کر لوں گی۔ ویسے بھی یہ میرے سائز کا نہیں۔“ اس نے
نرمی سے انکار کیا تھا۔

چلیں ٹھیک ہے پھر، آپ کی مرضی جی۔۔ خیر بیگم صاحبہ نے کہا تھا کہ
آپ فریش ہو جائیں پھر ڈنر سب ساتھ ہی کریں گے۔۔“ وہ کیا کہتی، انکے
حکم پر سر ہلا گئی۔ اور پھر بے یقینی سے سوچتی صوفے پر ٹک گئی
تھی۔۔ زنیہ بیگم کے رویے میں اس قدر اچانک تبدیلی اسے ہضم ہی نہیں
ہو رہی تھی۔۔

الماس خالہ!“ وہ کچن میں آیا جہاں ملازمین اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

جی بابا!“ وہ فوری اسکے قریب آئیں۔“

ثمرہ کہاں ہیں؟“ اس نے سب پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال کر سوالیہ لہجے میں ”پوچھا۔

بابا وہ نیچے گیسٹ روم میں ہیں۔“ مصطفیٰ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے، ”گیسٹ رومز تو دور پرے کے مہانوں کے لئے یوز ہوتے تھے۔ جبکہ گھر میں اور بھی بہت سے کمرے تھے۔ جن میں ثمرہ ٹھہر سکتی تھی۔

اچھا۔۔۔ ڈنر ریڈی ہے؟“ اس نے کک کو سبزیاں اور مصالحے بھونتے ”دیکھ سوال کیا۔

جی بابا بس دس منٹ اور چاہئے۔“ وہ سر ہلاتا اب ثمرہ کے گیسٹ روم کی ”جانب بڑھا تھا۔ وہ صبح اس کے آفس آئی تھی۔ جب سے نہ اس نے لہجہ کیا تھا اور یقیناً نہ ہی ثمرہ نے کیا ہوگا۔

وہ بغیر دستک دیئے ہی روم میں داخل ہوا تھا۔ وہ اس وقت گھر میں آرام
 وہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس انتہا کا پرکشش لگ رہا تھا۔ وجیہہ چہرے پر
 سنجیدگی رقم تھی۔۔۔ ثمرہ جو ذرا کمر سیدھی کرنے کی غرض سے بیڈ پر
 آڑی تر چھی سی لیٹی ہوئی تھی۔ مصطفیٰ کو یوں آچانک اپنے روم میں دیکھ
 ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔ ساتھ ہی دوپٹہ اٹھا کر گلے میں ڈالا تھا۔
 میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کر دیا ناں؟“ اس نے اسے بوکھلاتے دیکھ
 جیبوں میں ہاتھ پھنسا کر متوازن لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔“ وہ اب بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ نکاح“
 میں ہونے کے باوجود دونوں کے مابین آجنبیت کی ایک عجیب سی
 دیوار حائل ہو گئی تھی۔ جو پہلے کبھی نہیں رہ تھی۔ یہ شاید گزرے پانچ
 سالوں کے انتظار کا اثر تھا۔۔۔

خیر میں اپنے کچھ دیر قبل والے رویے کے لئے بہت معذرت خواہ”
 ہوں۔۔ اس وقت میں بہت ٹینشن میں تھا۔ آپ بتائیے کسی چیز کی
 ضرورت تو نہیں ہے؟“ اس نے سوالیہ ابرو اٹھائے۔۔

فی الحال نہیں۔۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو میں آنٹی سے کہہ ”
 دوں گی۔“ وہ یونہی بے تاثر انداز میں بولی، مصطفیٰ کچھ دیر کھڑا اسکے بولنے کا
 منتظر رہا مگر وہ ہنوز خاموش رہی تھی۔ اس نے بغور اسکا جائزہ لیا تھا، اب
 تک صبح والے کپڑوں میں ملبوس تھیں۔۔ جن میں اب ڈھیروں شکنیں پڑ
 گئی تھیں۔۔ اداس چہرہ، الجھے ہوئے بالوں کو اب جوڑے میں لپیٹ لیا
 تھا۔۔ آنکھیں اب پہلے جیسی چمکتی ہوئیں نہیں تھیں۔۔ اس نے ہمیشہ اپنی
 موجودگی میں اُن آنکھوں کو بہت روشن دیکھا تھا۔۔ مگر اب وقت جیسے ہر
 احساس اور جذبے پر زنگ لگا گیا تھا۔۔

ڈنر میں ابھی تھوڑی دیر ہے۔۔ آپ کو بھوک تو نہیں لگ رہی؟؟ "اس" نے بات کو طول دینے کو مزید استفسار کیا تھا۔ مگر وہ نفی میں سر ہلاتی خاموش رہی۔۔۔ جبھی وہ ایک گہری نظر ڈالتا پلٹنے لگا۔

مصطفیٰ! "اس کی دھیمی آواز کی پکار پر قدم خود بخود ٹھہر سے گئے تھے۔۔" جی! "وہ گھوم کر دو قدموں کا فاصلہ سمیٹا ذرا نزدیک آیا تھا۔۔"

آنٹی کو میرے لئے منانے کے لئے شکریہ۔۔ آج جو کچھ بھی ہوا میں اس کے لئے بہت شرمندہ ہوں۔۔ میں معافی۔۔۔ "وہ بمشکل اٹک اٹک کر اپنا جملہ مکمل کر سکی تھی۔

اس سب ک ضرورت نہیں ہے ثمرہ۔۔ ویسے بھی آپ یہاں مہمان ہیں۔ سو مہمانوں کے ساتھ میری ماں ویسے بھی برابر ویہ اختیار نہیں کرتیں۔۔۔ "اسکا لہجہ کچھ عجیب سا تھا۔۔ ثمرہ کا سانس سینے میں اٹکا تھا۔۔ بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

مہمان۔۔۔ کیا مطلب ہے اس بات کا؟؟؟ "اس نے ذرا اچھنبے سے"

پوچھا تھا۔۔۔

مہمان! "اس نے ذرا اچھنبے سے پوچھا تھا۔"

جی مہمان! کیونکہ میں تو اس رشتے کو پورے دل سے نبھانے کے لئے "

تیار ہوں، مگر جب کچھ عرصے بعد، آپ کے بھائی کو اس کے کئے کی سزا مل جائے گی تو پھر آپ اس رشتے کو نبھانے میں دلچسپی رکھیں گی یا نہیں۔۔۔ اس کا مجھے علم نہیں، ویسے مجھے ستر فیصد یقین ہے ایک مجبوری میں بنائے گئے شوہر کی محبت کے سامنے بھائی کی محبت بازی لے جائے گی۔۔۔" پینٹ کی

جیبوں میں ہاتھ اڑستا وہ سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔ ثمرہ نے بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

مصطفیٰ نہیں۔۔۔ یہ زیادتی ہے میرے ساتھ۔۔۔ میں۔۔۔ میں اس گھر میں ”خون بہا کے طور پر میں آئی ہوں۔ اب آپ اس قتل کا بدلہ میرے بھائی سے نہیں لے سکتے۔۔۔ آپ کو شارق بھائی کو معاف کرنا ہی ہو گا۔“ وہ اسکی بات بھول کر، اپنے بھائی کے لیے تڑپ اٹھی تھی۔۔۔ دیکھا میرا اندازہ بالکل درست تھا۔۔۔“ وہ سر جھکا کر استہزائیہ مسکرایا ”تھا۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔ آپ بھائی پر سے کیس ختم کرائیں۔۔۔ میں آئی تو ”ہوں یہاں سزا کاٹنے۔۔۔ اب اور کیا چاہئے آپ کو؟“ وہ یکدم ہی آپے سے باہر ہوئی تھی۔۔۔ اپنے بھائی کو پھانسی کے پھندے پر چڑھا سوچ کر ہی اوسان خطا ہو گئے تھے۔۔۔

آپ کو یہ خوش فہمی کیوں ہے کہ آپ یہاں خون بہا میں آئی ہیں؟؟؟ اس کی ایک ہی گردان سُن وہ زچ ہوا تھا۔

تو پھر۔۔۔ میں یہاں کیوں لائی گئی ہوں۔۔۔ اس کا دماغ اب پھٹنے کے در پر تھا۔

یہ سوال تو آپ خود سے کیجئے نا ثمرہ۔۔۔ کیونکہ میں تو آپ کو یہاں قطعاً خون بہا کی نیت سے نہیں لایا ہوں۔۔۔ اس بار اسکا لہجہ سخت تھا۔

تو پھر میں یہاں کیا کر رہی ہوں؟ آگر خون بہا نہیں ہوں تو یہ سلوک کیوں ہے میرے ساتھ۔۔۔ اسکا اشارہ کمرے سے بے دخل کئے جانے پر تھا۔

کیسا سلوک روار کھا ہے ہم نے آپ کے ساتھ؟؟ ذرا روشنی ڈالنا پسند کریں گی؟؟ اس نے سینے پر بازو لپیٹے۔

اوہ پلینز مسٹر احد مصطفیٰ وجدان اب یہ نہ کہیے گا کہ آپ نے مجھ سے یہ ”
نکاح اپنی مرضی سے کیا ہے؟“ وہ سر جھٹکتی استہزائیہ مسکراتی سوالیہ گویا
ہوئی تھی۔۔۔ آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔

تو کیا لگتا ہے آپ کو؟ میں نے یہ نکاح کیونکر کیا ہے؟ کیونکہ احد مصطفیٰ کو ”
مجبور کرنے والا تو ابھی اس دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔۔“ دو قدم چل کر
نزدیک آتا وہ خاصے پُر اسرار لہجے میں بولا تھا۔ ثمرہ نے ذرا گھبرا کر دو قدم
پیچھے لئے تھے۔۔

اب نگاہیں کیوں چرار ہی ہیں مسز! بتائیے کہ میں نے یہ نکاح کس مقصد ”
کے تحت کیا ہے؟“ وہ یونہی اس کے بے انتہا قریب کھڑا تھا۔۔ ثمرہ کو
گھبراہٹ سی ہونے لگی۔۔

اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے۔“ خود کو مضبوط ظاہر کرتی وہ سختی سے ”
غرائی۔ وہ سر پیچھے پھینکتا کھوکھلا سا قہقہہ لگا گیا۔۔

اوہ ریٹلی مسز احد مصطفیٰ!“ وہ ایک لمحے کو سانس روک گئی۔ اسکا حوالہ ”
کس قدر خوبصورت تھانا۔۔۔

آپ کو لگتا ہے کہ جس لڑکی سے خون بہایا بقول آپ کے بدلہ لینے کے ”
لئے نکاح کیا جائے، اس کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے۔۔۔ نہ صرف دل
میں بلکہ اسے گھر کے ایک بہترین گوشے میں پناہ دی جاتی ہے۔ اس کے
کھانے پینے کا دھیان رکھا جاتا ہے، اس گھر میں جو ممکن ہو سکے عزت دی
جاتی ہے۔۔۔ جہاں تک مجھے علم ہے، ہمارے گھٹیا معاشرے میں ایک
خون بہا میں آئی لڑکی کے ساتھ تو انسانیت کے درجے سے گرا ہوا سلوک
کیا جاتا ہے۔۔۔ کیا آپ کو ابھی بھی لگتا ہے کہ یہ ایک انتقامی شادی
ہے۔۔۔“ اس کے لہجے میں سوال تھا یا پھر ملال، وہ سمجھ ہی نہ سکی تھی۔ مگر
اسکا پہلا جملہ ڈھڑکنوں کی رفتار بڑھانے کے لئے کافی تھا۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتی مصطفیٰ! میں اس گھر میں صرف اسی صورت میں ”
رہو نگی۔ جب آپ شارق بھائی کو رہائی دلوائیں گے۔“ وہ ہنوز ضدی لہجے

میں بولی تھی، اور اسکی ذات کا یہ پہلو بھی آج پہلی بار صرف مصطفیٰ کے سامنے واضح ہوا تھا، وگرنہ ضد کس بلا کا نام تھا، وہ تو اس سے سرے سے ہی ناواقف تھی۔

مرضی ہے آپ کی ثمرہ! کیونکہ میرے گھر کے دروازے آپ کے ”لئے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔ آپ ٹھہرنا چاہتی ہیں تو ضرور ٹھہریں، یہ آپ کا اپنا گھر ہے، آپ کے شوہر کا گھر ہے، اور اگر آپ واپس پلٹنا چاہتی ہیں تو میری طرف سے آپ اپنے ہر فیصلے میں آزاد ہیں۔ مگر ہاں ایک بات یاد رکھئے گا اب میرا، آپ کے کسی بھی معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ کا جو دل چاہتا ہے وہ کیجئے، کیونکہ میں کسی خون بہا اور انتقامی شادی پر بلیو نہیں رکھتا، میرے نزدیک شادی، شادی ہوتی ہے اور جب نکاح کر لیا جائے تو بس اسے نبھایا جاتا ہے، مگر میں مقابل پر زبردستی کرنے کا قائل نہیں۔“ وہ دو قدم پیچھے لیتا، لہجے میں ناراضی سموئے سرد انداز میں بولتا ثمرہ کی ڈھڑکیں ساکت کر گیا تھا، یہاں سے واپس پلٹنے کا تو سوال

ہی نہیں پیدا ہوتا تھا، وہ پلٹنے لگا تھا جیسی وہ یکدم آگے بڑھ کر اسکا بازو تھام کر کسی بھی صورت زبردستی کے اسے روک چکی تھی، مقصد بس مصطفیٰ کو خون بہا کے لئے قائل کرنا تھا، آگر وہ نہ مانتا تو اسکی یہ قربانی تو رائیگاں چلی جاتی اور اسکے بھائی کو بھی یہی لگتا کہ اس نے بھائی کی آڑ میں اپنی محبت کی تکمیل کی ہے۔۔

آپ یا پھر آئی میرے ساتھ جو سلوک رواں رکھنا چاہیں مجھے کوئی ”
اعتراض نہیں ہے۔۔ بھلے آپ مجھے سروٹس کو آڑ میں ٹھہرا

دیں۔۔ میرے ساتھ بالکل ویسا ہی سلوک کریں جو ایک خون بہا میں آئی
”لڑکی کے ساتھ ہوتا ہے ذلیل کریں، زیادتی۔۔۔۔۔

الف ثمرہ۔۔ شٹ اپ جسٹ شٹ اپ! خبردار جواب آپ کی زبان ”
سے ایک ہی لفظ نکلا تو میں برداشت نہیں کرونگا۔“ وہ اسکے سخت لفظوں پر بمشکل خود پر قابو کرتا دھیمی آواز میں غرایا تھا، اور غصے سے اپنا بازو اسکی گرفت سے آزاد کرایا تھا، جو وہ بہت مان سے تھامے کھڑی تھی۔۔

آئندہ آگراس قسم کی بکواس کی ناتویہ زبان کاٹنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی مجھے۔۔ اور میں نے پہلے بھی کہا تھا۔۔ آج پھر اپنی بات دھراتا ہوں، میں ان ذلیل مردوں میں سے نہیں ہوں ثمرہ جبران جو مردوں کے کئے کی سزا اس خاندان کی عورت سے لیتے ہیں۔ یہ خون بہا اُس صورت میں ہوتا جب یہ تقاضہ مصطفیٰ خاندان کی طرف سے کیا جاتا، اور بے فکر رہیں ہماری سات نسلوں میں بھی ایسا کوئی بے غیرت مردا بھی پیدا نہیں ہوا جو مرد کے کئے کی سزا عورت کو تکلیف پہنچا کر لیں۔“ اسکا خود کو ثمرہ جبران پکارنا کسی نشتر کی مانند سینے میں جا لگا تھا، شام تک اس رشتے کو لے کر کشمکش میں دکھائی دینے والا وہ شخص کچھ دیر قبل اپنے نام کا حوالہ دے کر معتبر کر گیا تھا، مگر اب ایک بار پھر اسے اپنا آپ بے مول لگنے لگا تھا۔۔

آپ کی جو مرضی وہ کریں۔ لیکن اب مجھ سے کسی بھی قسم کی اچھائی کی توقع نہ رکھئے گا، کیونکہ آپ بھی اپنے باپ، بھائی کی طرح ایک مطلبی لڑکی

ہیں۔ جنہیں بس اپنی اور اپنے خاندان کی فکر ہے، بھلے سے سامنے والے کے جذبات، خلوص اور محبت کا جنازہ نکل جائے۔۔۔“ وہ درشت لہجے میں تنبیہ انداز میں بولتا ہے یقینی میں گھری کھڑی ثمرہ کو یو نہی ساکت و صامت دیکھ وہاں سے نکل آیا تھا۔ جبکہ وہ اب تک سکتہ میں تھی یہ مصطفیٰ اسکی محبت کیا کہہ گیا تھا۔ کیا وہ ایک مطلبی لڑکی تھی؟ اپنی روح کو گروی رکھنا کیا مطلبی ہونا ہوتا ہے؟“ خود سے سوال کرتی وہ یکدم ڈھنکے سے انداز میں زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی، اور پھر خود کو بے انتہا بے بس محسوس کروہ پھوٹ پھوٹ کر رُودی، یہاں کوئی ایسا نہیں تھا جو اسکی پوزیشن کو سمجھتا، کوئی اسکی بے بسی سمجھنے کا تیار ہی نہیں تھا، سب کو لگ رہا اب آندر ہی آندر دم گھونٹ رہا تھا۔۔۔ تھا وہ مطلبی ہے۔۔۔ اور یہ دکھ

مصطفیٰ غصے میں تیز قدم اٹھاتا واپس اپنے روم میں آگیا تھا۔ پھولے تنفس سے سوچتا وہ شدید غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔ بیڈ پر بیٹھا وہ بالوں میں

ہاتھ گھمتا خود پر کنٹرول کر رہا تھا۔۔۔ وہ سب کچھ سوچنے کے باوجود ثمرہ کے حق میں فیصلہ دینے سے خود کو باز نہیں رکھ سکا تھا۔ اپنی ماں کو منانا ایک مشکل مرحلہ تھا مگر وہ انہیں بھی راضی کر چکا تھا۔ مگر وہ لڑکی۔۔۔۔۔ کیا ثمرہ نے اسے اتنا گراہوا مرد سمجھ لیا تھا کہ وہ اس کے بھائی سے بدلا لینے کے لئے اب اسکی ذات کا استعمال کرتا، اسے تکلیف پہنچاتا جیسے دکھ دینا ہی اسکے اس دل کو گوارہ نہیں۔۔۔ کیونکہ وہ دل تو اس لڑکی سے صرف محبت کرنا جانتا تھا۔

وہ ہمیشہ ہی ایسا کرتی تھی، اپنی خود غرضی میں اسکا دل توڑ دیا کرتی تھی۔ آج سے پانچ سال قبل بھی تو اس نے یہی کیا تھا، اور آج پھر وہ اسکی ذات کو بے مول کر گئی تھی۔۔

اب آپ اپنی خود ساختہ سوچوں کے ساتھ ہی رہیں ثمرہ جبران، کیونکہ ”مصطفیٰ وجدان تو اب آپ کو کسی صورت نہیں ملنے والا۔۔“ بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود کو کمپوزڈ کرتا وہ سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھا۔

میڈم کے روم میں کھانا پہنچائیں فوراً، اور انکی ضروریات کا جو بھی سامان ”
ہے اور کل ہر حالت میں انکے روم میں موجود ہونا چاہئے۔۔ اس ڈیٹ
کلئیر۔۔“ انٹر کوم کے ذریعے ملازمہ کو ہدایت کرتا وہ ایک بار پھر بیڈ پر گر
سا گیا تھا، دماغ ابھی تک اسی میں الجھا ہوا تھا، جو آنکھوں میں آنسو لئے بڑی
آس سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

صبح صادق سے طلوع ہوتا سورج اپنے جو بن پر تھا، گزری شب بہت بھاری
ہی سہی مگر گزری ہی گئی تھی۔ کیونکہ یہی حقیقت تھی کہ رات چاہے کتنی ہی
بھاری کیوں نہ ہو سویرا ہو کر رہتا ہے، مگر گزری سیاہ شب کا روشن سویرہ
ہونے میں ابھی وقت تھا۔۔۔

قصویٰ کی ساری رات آنکھوں میں کٹ گئی تھی۔۔ آنکھوں سے بہتے آنسو
کنپٹیوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔

ایک دفعہ کی ملاقات میں وہ جس شخص پر اپنا دل ہار گئی تھی، وہ سالوں سے اسکی بہن کی محبت میں مبتلا تھا اور کل بلا خر وہ اسکے نام کے ساتھ جڑ گئی تھی۔۔

احد مصطفیٰ تمہارا ہی نصیب تھا ثمرہ جبران، تم خود کو ہمیشہ سیاہ نصیب کہتی ”تھیں، جبکہ درحقیقت سیاہ نصیب تو میں نکلی ہوں، جو اپنی محبت کو پانے کے لئے کچھ بھی نہ کر سکی۔“ اسے آج بھی وہ دن یاد آتا جب پاکستان کا بلیئر احد مصطفیٰ اپنے شاہانہ انداز میں اسکی کم صورت بہن کا رشتہ لے کر آیا تھا، اور اسکی ماں نے ایک پرانی خاندانی دشمنی کے تحت انہیں، انکے خاندان اور خلوص کا جلوس نکال دیا تھا، اور بس وہی دن تھا جب قصویٰ نے اپنی خاموش محبت کو یونہی دل کے ایک کونے میں دفن کر دیا تھا۔۔

جبران صاحب واٹس رانگ و دیو! کیا بیٹی کی جدائی کا صدمہ سر چڑھ گیا ”ہے۔۔ دن چڑھ آیا ہے اور آپ اب تک کمرے سے ہی نہیں نکلے

ہیں۔“ وہ کل سے خاموش بیٹھے مسلسل ایک غیر مرئی نقطے کو گھور رہے تھے۔

جبران صاحب میں آپ سے مخاطب ہوں۔“ خود کا فراموش کیا جانا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

لیکن میں آپ سے ہر گز بھی مخاطب نہیں ہوں۔“ وہ ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھے بے تاثر لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

تو پھر کیا سوچ رہیں ہیں، اپنی اس آوارہ بیٹی۔۔۔“ فرناز کے لفظ لبوں میں ادھورے ہی تھے۔۔۔

بس فرناز! خبردار جواب آپ نے میری بیٹی کے خلاف کوئی بات کی تو۔ میں پہلے ہی اس کے ساتھ بہت زیادتی کر چکا ہوں۔ صحیح کہتی ہے قصویٰ میں تو اسکا سگا باپ ہوں، مجھے تو اسکی فریاد سننی چاہئے تھی۔“ وقت گزر جانے کے بعد ہی سہی، مگر شکر تھا کہ انہیں خیال تو آیا تھا۔

لو اب انہیں بیٹی یاد آرہی ہے۔ وہ بیٹی جو اپنی ماں کی طرح آپ کی عزت ”
 کی دھجیاں اڑا گئی۔ پتہ نہیں احد مصطفیٰ کو کون کون سی ادائیں دکھائیں
 تھیں۔“ وہ نخوت بھرے لہجے میں گہرا طنز کر گئیں تھیں۔
 بس فرناز خاموش ہو جاؤ۔ اس کے قبل کے میرا ضبط جواب دے ”
 جائے۔۔“ انکی کی کڑک دار آواز نے ایک لمحے کو فرناز کو سہا کر رکھ دیا
 تھا۔۔۔۔



صبح صادق سے نکلتا سورج اپنے جو بن پر تھا۔ شمرہ کی تمام تر رات آنکھوں
 میں ہی کٹ گئی تھی۔۔۔ وہ بیڈ پر نیم درازی کی پوزیشن میں لیٹی گزری
 رات کے بابت سوچ رہی تھی۔۔ جب مصطفیٰ نے ملازمہ کے ہاتھ کھانے

کی ٹرائی اور سختی سے ہدایت پہنچائی تھیں کہ وہ کھانا لازمی کھالے۔ چار و نچار اس نے بڑی مشکل سے کھانا زہر مار کیا تھا۔

اور ابھی وہ بیڈ پر خاموش سے لیٹی غیر مرئی نقطے پر نظر جمائے ہوئے تھی کہ جیسی دستک دے کر کوئی روم میں داخل ہوا تھا۔ وہ چونکی اور جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

السلام علیکم آنٹی! آپ یہاں۔۔۔“ دروازے سے نمودار ہوتا چہرہ دیکھ، وہ” جلدی سے سیدھی ہوئی۔

بیٹا آپ کل رات سے کمرے سے باہر نہیں آئیں۔۔۔ کھانا بھی کمرے میں” کھایا تھا۔۔۔“ ان کا نرم لہجہ اسے ایک بار پھر شرمندہ کر گیا تھا۔

انی ایم سوری! بس ویسے ہی۔۔۔“ اس نے لب چبائے۔

خیر باہر آ جائیں۔۔۔ ناشتہ ساتھ کرتے ہیں۔ مصطفیٰ صبح گھر سے جلدی نکل

گئے تھے۔ شاید انہیں کہیں جانا تھا۔“ انہوں نے ہدایت دینے کے ساتھ

ساتھ مصطفیٰ کے بابت اطلاع دی تھی۔

میں۔۔ آتی ہوں۔۔“ وہ جلدی سے کھڑی ہو گئی تھی۔۔ دل اندر ہی اندر ”
خوف زدہ بھی تھا۔۔

جی جلدی آجائیں۔۔ پھر ہم نے شاپنگ پر بھی جانا۔۔“ انہوں نے قدم باہر ”
کی جانب بڑھاتے باور بھی کرایا تھا۔۔ جبکہ وہ خاموشی سے انکی پیروی میں
باہر آئی تھی۔۔

عریشہ اس وقت جناح انٹرنیشنل آئیر پورٹ کراچی سے پر موجود اپنی
سامان کی ٹرالی گھسیٹ کر لاتی ابھی باہر آئی تھی۔ جبھی اسے سامنے مصطفیٰ
کھڑا نظر آیا تھا۔۔ جو شاید اسکا ہی منتظر تھا۔۔ مصطفیٰ کو دیکھ چہرے پر خوش
کن مسکراہٹ کھل گئی تھی۔۔ وہ جوش سے ہاتھ ہلاتی اسکی جانب
بڑھی۔۔۔

ہائے بڑی! کیسے ہو یار!“ وہ یکدم آگے بڑھتی عادتاً اسکے سینے سے لگی

تھی۔۔ مصطفیٰ نے نرمی سے اسے خود سے جدا کرتے فاصلے پر کیا

تھا۔۔ مصطفیٰ کا یہ گریز وہ ہمیشہ ہی محسوس کرتی تھی، مگر وہ بھی انتہا کی

ڈھیٹ تھی۔۔ جو بارہا منع کرنے کے باوجود کبھی باز نہیں آتی تھی۔۔

میں بالکل ٹھیک! سفر کیسا رہا۔۔“ وہ ملازم کو سامان اٹھانے کا اشارہ

کرتا، استفسار یہ گویا ہوا۔۔ جبکہ اب قدم ایگزٹ ڈور سے باہر ہی جانب

بڑھ رہے تھے۔۔

اچھا رہا! تم سناؤ۔۔ مجھے لینے آنے کی وجہ سے تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا

نا؟“ وہ سوال کر رہی تھی۔۔

آگر ہوا بھی تو اب کیا کیا جاسکتا ہے ڈیر!“ وہ اپنی فراری میں بیٹھتا

شرارت سے بولا، جبکہ وہ ذرا گھور کر فرنٹ سیٹ کا ڈور کھولتی ساتھ ہی بیٹھ

گئی تھی۔۔

ویسے اتنے سالوں بعد پاکستان واپس آکر کیسا لگ رہا ہے؟“ اس نے موڑ ”
 کاٹے سوالیہ پوچھا، جبکہ گارڈز کی گاڑی ساتھ ہی پیچھے آرہی تھی۔
 ہم! سچ بتاؤں تو اپنے وطن واپس آکر ایک سکون سا مل رہا ہے۔۔ جیسے ”
 جب کوئی بہت دنوں بعد اپنے گھر جاتا ہے تو اسے ایک سکون سا محسوس ہوتا
 ہے بالکل ویسا۔۔“ وہ آنکھیں موند کر سیٹ سے ٹیکاتی جذب کے عالم میں
 بولی تھی۔۔

سو تو ہے، میں بھی جب پانچ سال بعد پاکستان واپس آیا تھا تو سب سے ”
 ملنے کی خوشی ہی الگ تھی۔“ وہ اپنی واپسی کا دن یاد کر سنجیدہ ہو گیا تھا۔
 تمہارے بھائی کے قاتل کا کیا بنا؟“ وہ خیال آنے پر ایک دم بولی۔ مصطفیٰ ”
 نے ایک گہری سرد سانس خارج کی۔۔

حوالات میں ہے۔۔ کیس چل رہا ہے ابھی۔۔“ اس نے باخبر کیا۔۔ ”
 اللہ پاک تم لوگوں کو صبر دے۔۔ آنٹی کیسی ہیں؟“ وہ مزید بولی۔۔

کیسی ہو سکتی ہیں؟ جس ماں نے اپنا جوان بیٹا کھویا ہو وہ بھلا کیسی ہو سکتی ”

ہے۔“ وہ اپنی ماں کا رونا بلکنا یاد کر ضبط سے بولا۔

واقعی! تم لوگوں کا دکھ بہت بڑا ہے۔۔۔“ اب وہ وہ دونوں ہی خاموش ”

ہو گئے تھے۔ مصطفیٰ کی کار کارخ مصطفیٰ پبلش کی جانب تھا، جبکہ عریشہ کا

دماغ اپنی ماں میں اٹکا ہوا تھا۔ جو اپنے بوائے فرینڈ کے گھر شفٹ ہو چکی

تھیں۔۔۔



ثمرہ بیٹا!!! تیار ہو جائیں شاپنگ پر چلتے ہیں؟“ وہ روم میں آ کر کل ”

ملازمہ کی جانب سے دیا گیا جوڑا دوبارہ مانگ پر پہن چکی تھی۔

نہیں آئی۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔“ اس نے سلیقہ سے ”

انکار کیا تھا۔ مصطفیٰ کچھ بھی کہتا مگر وہ یہاں خون بہا میں آئی تھی، تو وہ اسی

آنداز میں رہنا بھی چاہتی تھی۔

مگر مصطفیٰ نے کہا تھا کہ آپ کو شاپنگ پر لے جاؤں۔“ اس بار انہیں اسکا ”
 خرے دکھانا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔
 شکریہ۔۔ مگر مجھے ضرورت نہیں ہے آنٹی۔“ وہ نظریں جھکائے بولی۔
 چلو تمہاری مرضی!“ وہ ایک نظر اس کے حلیے پر ڈال کر، کمرے سے
 باہر نکل گئیں تھیں۔۔ جبکہ اب وہ آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی
 تھی۔۔ جو لباس اس نے پہن رکھا تھا، اس سے ہزار درجہ اچھا جوڑا تو وہ
 یونہی ملازمہ کو دے دیا کرتی تھی۔۔۔

آئزل! آئزل!“ مجتبیٰ عادتاً اپنی کوئی شرٹ تلاش کرتا تیز آواز میں
 پکار رہا تھا۔

کیا ہو گیا؟“ وہ بھاگ کر کمرے میں آئی۔
 یار میری نیلی شرٹ کہاں گئی۔“ آئزل نے گھور کے دیکھا تھا۔

تم کب سدھرو گے مجتبیٰ؟ چھوٹے بچے ہو کیا۔۔ وہ دیکھو سامنے۔۔ اس”
 نے اسکی توجہ استری اسٹینڈ کے پاس رکھی شرٹ کی جانب کروائی تھی۔۔
 اوہ شٹ! کب سے ڈھونڈ رہا ہوں۔“ وہ سر پر ہاتھ مارتا شرٹ پہننے لگا۔
 ویسے آج تم کسی انٹرویو پر نہیں گئے؟“ اس نے دروازے سے ٹیک
 لگاتے آئی برواٹھائے۔

فضول ہے۔۔ میں سوچ رہا ہوں پاس پورٹ بنوالوں، بس اب باہر”
 جاؤنگا۔ اس ملک میں کوئی جاب نہیں رکھا۔ فضول کی خواری نصیب میں
 لکھی ہوئی ہے بس۔۔“ وہ اب انٹرویو زدے دے کر تھک چکا تھا۔
 اور میں؟؟ میں کیا یہاں اکیلے رہونگی؟“ آئزل کی آواز بھرا گئی”
 تھی۔۔ اسکا بھائی کیسے ملک چھوڑنے کی بات کر رہا تھا۔۔ مجتبیٰ نے ٹھٹھک
 کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

پاگل تمہیں بھی وہیں بلا لوں گا۔ مگر کچھ عرصہ خالہ کے پاس رہ لینا۔ ایکدم ”
تو ساتھ نہیں لے جاسکتا۔“ اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے
کندھے سے لگایا تھا۔

نہیں مجتبیٰ! میں کسی کے گھر پر نہیں رہنا چاہتی، تم یہیں کوئی جاب تلاش
کرو۔“ وہ روہاںسو ہو گئی تھی۔

تو پھر میں تمہاری شادی کر دیتا ہوں۔“ اس نے جان کر چھیڑا۔
میں شادی نہیں کروں گی۔ سمجھے۔“ اس نے گھور کر اسکی جانب دیکھا تھا۔
کیوں بھئی۔۔ شادی تو کرنی پڑے گی۔ اماں، باوا زندہ ہوتے تو اب تک ”
تمہارے ہاتھ پیلے ہو چکے ہوتے۔“ مجتبیٰ کو احساس تھا کہ اسکی شادی کی
عمر نکلی جا رہی تھی۔۔

بس پتہ چل گیا مجھے، کہ بہن بوجھ لگنے لگی ہے آپ کو۔“ وہ یکدم سنجیدہ ”
ہوتی طنزیہ لہجے میں بولی تھی۔۔

سو تو ہے۔۔ میرے باہر جانے میں رکاوٹ بن رہی۔“ اس نے شرارت سے چھیڑا۔

اب تو بیٹا تم باہر جانے کے خواب اپنے زہن سے نکال دو، کیونکہ میں تو یہیں رہو نگی، تمہارے سر پر سوار ہو کر۔“ وہ نروٹھے پن سے بولی۔

اچھا بابا! میں ذرا ایک دوست سے ملنے جا رہا ہوں۔۔ وہ ائیریا میں ہوٹل کا سیٹ اپ ڈالنے کا سوچ رہا ہے۔ سوچ رہا ہوں فی الحال اسی کے ساتھ لگ جاتا ہوں۔“ اس نے اظہار خیال کیا۔

چلو ٹھیک ہے جاؤ پھر۔۔“ وہ خود اپنے کمرے کی جانب بڑھی، جبکہ وہ دروازہ لاک کرتا گھر سے نکل آیا تھا۔

مصطفیٰ کی گاڑی کارپورچ میں آکر ٹھہری تو عریشہ اور وہ ساتھ ہی کار سے باہر نکلے تھے۔۔ زبیر بیگم جو دروازے پر انہیں ریسو کرنے کے لئے کھڑی تھیں۔ عریشہ انہیں دیکھ مسکرائی۔۔

السلام علیکم آنٹی! کیسی ہیں آپ؟“ وہ بھاگ کر انکے گلے سے لگی تھی۔“
میں ٹھیک ہوں بیٹے۔ آپ کیسی ہیں؟“ انہوں نے سوالیہ انداز میں
پوچھا۔

پہلے بس ٹھیک تھی۔ مگر اب آپ سے مل کر بہت اچھی ہو گئی“
ہوں۔۔۔“ مصطفیٰ اس کے جواب پر مسکرایا تھا۔
چلیں بھئی آندر چلئے۔ کیا ساری باتیں، یہیں کھڑے کھڑے کریں“
گی۔“ وہ مسکرا کر گھر میں داخل ہوئے تھے۔

ثمرہ صبح سے اپنے کمرے میں بند تھی۔ اب باہر سے کسی لڑکی کے ہنسنے
بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ جو کبھی زنیہ بیگم سے مخاطب تھی تو کبھی
مصطفیٰ کو بھی ساتھ کھینچ رہی تھی۔ جبکہ وہ بھی بہت اچھے مزاج میں لگ
رہا تھا۔ اور اسکا یہی انداز سوچ سوچ کر تو ثمرہ کو ہول اٹھ رہے تھے۔

او کے لیڈرز! آپ لوگ بیٹھیں گپ شپ لگائیں۔ میں آفس جا رہا ہوں۔ بس میڈم کو پک کرنا تھا تو میسٹنگنز کاشیڈول آگے پیچھے کرنا پڑا۔“ وہ اب کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ جبکہ ایک سرسری سی نگاہ ثمرہ کے کمرے کی جانب ڈالی تھی، اور پھر وہ رخ پلٹتا آفس کے لئے نکل گیا تھا۔

ماما!“ فرناز اور جبران میں ایک عجیب سی جنگ چھڑ گئی تھی۔ کل رات سے ہی وہ دونوں ایک دوسرے کو مخاطب نہیں کر رہے تھے۔ اور اب شام ہونے کو آئی تھی۔

ہمم بولو!“ وہ کچن میں کھڑی ملازما کو ڈنر کے حوالے سے ہدایت کر رہی تھیں۔

وہ میں سوچ رہی تھی کہ میں احد مصطفیٰ کے گھر کا چکر لگالوں۔۔ کم از کم ”
 ثمرہ کا سامان ہی وہاں پہنچا دیا جائے۔۔“ ماں کی گھورتی نگاہیں محسوس کروہ
 گڑ بڑائی۔۔

کوئی ضرورت نہیں۔۔ اس کا شوہر ایک لینڈ لارڈ آدمی ہے۔ تمہیں لگتا ”
 ہے کہ وہ اسے ضرورت کی چیزیں فراہم نہیں کر سکتا؟“ انہوں نے بیٹی کو کینہ
 تو زنگاہوں سے گھورا تھا۔

مگر ماما!“ اس نے دوبارہ کچھ کہنا چاہا۔۔“
 بس خاموش! صبح سے تمہارے باپ کے مزاج نہیں مل رہے۔ گویا میں ”
 نے ان کے دونوں بچوں کی زندگی خراب کی ہو۔ اب الٹا اب تم دماغ
 خراب کرنے کے لئے آگئی ہو۔۔“ وہ ذرا غصے سے بولتی گھورتی ہوئی وہاں
 سے واک آؤٹ کر گئیں تھیں۔ جبکہ قصویٰ اپنا سامنہ لے لے رہ گئی
 تھی۔۔۔

نہ کچھ بول رہی تھی۔ جبکہ ثمرہ کمرے کے دروازے سے ٹیک لگائے
کھڑی باہر کی آوازیں سُن رہی تھی۔ اسکا روم نیچے ہونے کے باعث لاؤنج
کی آوازیں باآسانی سنی جاسکتی تھیں۔

سرکھانا لگ گیا ہے!“ ملازم نے مصطفیٰ کو آکر پیغام دیا تھا۔

الماس خالہ! ثمرہ کو بھی بلا لیں!“ مصطفیٰ نے وہیں سے ہانک لگائی

تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی مہمان کی موجودگی میں اسے اپنا آپ کمتر
محسوس ہو۔ جبکہ وہ صبح سے دل ہی دل میں کڑری تھی۔ مصطفیٰ کے

منہ سے اپنا نام سن کھل سی گئی تھی۔ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ وہ بھاگ کر
آئینے کے سامنے گئی تھی۔ تاکہ اپنا حلیہ درست کر سکے۔

مصطفیٰ بیٹا! ثمرہ کو رہنے دیجئے۔ انکی طبیعت ذرا ٹھیک نہیں ہے تو وہ کھانا

کھا کر اپنے روم میں آرام کر رہی ہیں۔“ یہ زنیہ بیگم کی آواز تھی۔ مصطفیٰ

کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔ جبکہ ثمرہ جو دروازہ کھول کر باہر آرہی

تھی۔ اپنے قدم وہیں روک گئی۔

گا نرہ ثمرہ کون ہے؟“ عریشہ نے ذرانا سمجھی سے دریافت کیا تھا۔

میری۔۔۔۔۔۔“ مصطفیٰ کے لفظ لبوں میں ادھورے ہی رہ گئے

تھے۔ جبکہ زنیرہ نے بات نیچ میں ہی اچک لی تھی۔

میری بھتیجی ہے۔۔ ہمارے پاس رہنے آئی ہوئی ہے۔“ مصطفیٰ نے

نا سمجھی سے ماں ہی جانب دیکھا، اب وہ ماں کو جھٹلا بھی نہیں سکتا تھا۔

اوہ۔۔“ وہ سمجھ کر سر ہلا گئی۔

خیریت ہے می! کل تک تو وہ ٹھیک تھیں۔“ اس کے لہجے سے فکر عیاں

تھی، عریشہ نے بغور اسکا چہرہ دیکھا تھا۔ وہ کبھی صنف نازک میں دلچسپی

نہیں لیتا تھا۔ ان دونوں کی دوستی ہی بڑی مشکل سے ہوئی تھی۔

جی بیٹا! بس ویسے ہی۔ تم کیوں پریشان ہو رہے ہو۔۔۔“ ان کے لہجے

میں تنبیہ واضح تھی۔ وہ عریشہ کی موجودگی کے باعث خاموش ہو گیا

تھا۔ دماغ مختلف سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔ جبکہ اب ان لوگوں نے ہلکی

پھلکی گفتگو کے دوران کھانا ختم کر لیا تھا۔۔

ثمرہ پلٹ کر آتی بستر پر ڈھنکے کے آواز میں لیٹی تھی۔ اور زبیرہ کی بات سچ کرنے کی خاطر بغیر کھانا کھائے ہی آنکھیں موند کر لیٹ گئی تھی، تاکہ اسے نیند آجائے۔

کروٹیں بدلتے ایک گھنٹے سے زیادہ کا وقت گزر گیا تھا۔ اب باہر سے آوازیں آنا بند ہو گئی تھیں۔ وہ چھت کو گھور رہی تھی۔۔۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ کمرے کی بتی وہ بجھا چکی تھی۔۔۔ وہ اپنی سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ جبھی کھٹکے کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تھا، اور ساتھ روشنی بھی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ اور دروازے کے عین وسط میں کوئی ہیولہ سا نمودار ہوا تھا۔

ثمرہ آپ سو گئیں ہیں۔۔۔“ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی پہلی نگاہ بیڈ پر ”چت لیٹی ثمرہ کے چہرے پر گئی تھی۔ جو آنکھیں موندے شاید سو رہی

تھی۔۔ اپنی انا بالائے طاق رکھتا وہ اسکی خیریت دریافت کرنے روم میں آگیا تھا۔۔

شاید آپ واقعی سو رہی ہیں۔۔ رات کا پہر، اور پھر اس طرح اسکی بے ” خبری میں اسے کمرے میں داخل ہونا مناسب نہیں لگا تھا، وہ دروازے سے ہی پلٹ آیا تھا۔۔ جبکہ کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی ثمرہ نے آنکھیں کھول لیں تھیں اور کتنے ہی آنسو تھے جو آنکھوں سے نکلتے کنپٹی میں جذب ہو گئے تھے۔۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

کون ہے؟“ اس کے لباس سے وہ اندازہ نہیں لگا سکا تھا۔ اسے لگا شاید کوئی ” ملازمہ تھی۔ وہ خاصہ تاریکی میں ڈوبے حصے میں کھڑے تھے، چاند کی

روشنی کے باعث ہلکا سا عکس واضح تھا، روشن بلب کی روشنی اُجالا کرنے میں ناکام ٹھہر رہی تھی۔۔۔

کون ہے۔۔۔ میری طرف گھومیں؟“ وہ چند قدموں کے فاصلے پر ٹھہر گیا۔“
تھا، جبکہ ثمرہ نے رکاوٹوں کا احساس بحال کرتے، آنکھیں زور سے میچ کر
کھولیں تھیں، اس کے تو وہم و گماں میں بھی نہیں تھا کہ مصطفیٰ اس وقت
جاگ سکتا تھا۔۔۔

محترمہ! میں نے کہا میری طرف رخ کیجئے! کون ہیں آپ۔۔۔ اور اس“
وقت یہاں کیا کر رہی ہیں؟“ اس نے آنکھیں چھوٹی کئے چندھیا کر بغور
اس خاتون کا جائزہ لیا تھا، اس قدر کاٹھ کی تو شاید ہی کوئی عورت ان کے گھر
کام کیا کرتی تھی۔۔۔

ثمرہ نے ڈرتے ڈرتے رُخ پلٹا تھا۔

مصطفیٰ میں ہوں!“ اسے ٹراؤزر کی پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر کچھ نکالتا”
دیکھ، اُس نے جھٹ سے روانگی میں کہا تھا اور وہ جو ایک لمحے کو نگاہیں جھکا
کر ٹارچ جلانے کی غرض سے موبائل نکال رہا تھا ثمرہ کی آواز اور پھر چاند
کی روشنی میں واضح ہوتے اسکے روشن چہرے پر نگاہ پڑتے ہی ایک لمحے کو
ٹھہرا۔۔۔ گندمی رنگت میں پیلاہٹ گھل گئی تھی۔۔

آپ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں ثمرہ؟“ رات کے اس پہرا سکی یہاں”
موجودگی اُسے ناگوار گزری تھی، اپنے چہرے کے حیران کن تاثرات پر
قابو کرتا وہ ذرا سنجیدہ لہجے میں سوالیہ گویا ہوا تھا۔۔ ثمرہ نے ایک نظر ڈال
نگاہیں جھکالی تھیں۔۔۔ زبان پر گویا قفل پڑ گیا تھا۔۔

آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا!“ وہ ایک دو قدم اٹھاتا ذرا نزدیک ”
آیا تھا۔

بس ویسے ہی نیند نہیں آرہی تھی تو یہاں آگئی۔۔“ گردن تر چھی کر ”
نگاہوں کا رخ پھیر کر سپاٹ لہجے میں جواب دیا تھا۔

جب سارا دن کمرہ بند کر کے سوتی رہیں گی تو ظاہر سی بات ہے، رات میں ”
نیند کیسے آئے گی۔۔۔“ اسکا گریز واضح محسوس کرو وہ خود ہی چار قدم پیچھے
لیتا موجودہ فاصلہ برقرار کر گیا تھا۔

ہمم!“ وہ ہنوز رخ تر چھانکے کھڑی تھی، مصطفیٰ کی نظریں چاند کی روشنی ”
میں چمکتے چہرے پر ٹکی تھیں، آج وہ چہرہ ہر تاثر سے عاری تھا۔

رات کے اس پہر آپ کا یہاں اکیلے کھڑا ہونا درست نہیں۔۔۔“ اس نے ”
گلا کھنکھار کر ایک بار پھر بات کا آغاز کیا۔

کیوں کیا آپ کا گھر بھی میرے لئے غیر محفوظ ہے؟“ اس نے لمحوں ”
میں رُخ پلٹے ذرا ناگواری سے تیز لہجے میں طنزیہ طور پر کہا تھا۔ مصطفیٰ کی
کشادہ پیشانی پر بل سمٹ آئے تھے۔

یہ گھر آپ کے والد صاحب کے گھر سے زیادہ محفوظ ہے آپ کے ”
لئے۔“ اس نے جتنا ضروری سمجھا، وہ کچھ سوچ کر استہزائیہ مسکرائی۔۔۔

اور یہ آپ کا اپنا گھر ہے، آپ جہاں چاہیں کھڑی ہو سکتی ہیں۔ مگر یہ وقت ”
درست نہیں۔۔۔ آئندہ خیال رکھئے گا۔“ اس نے بھی متوازن لہجے میں باور
کرایا تھا۔

اچھا!“ وہ اتنا بول کر رخ پلٹ کر جانے لگی، جبھی مصطفیٰ کی سماعتوں سے ”
ٹکراتی آواز نے اسکے پلٹے قدموں کو زنجیر کیا تھا۔۔۔



صبح ثمرہ کی آنکھ کھلی تو نگاہ سیدھی چھت سے لٹکتے پنکھے پر گئی تھی۔ وہ کچھ
دیر نا سمجھی سے چھت کو گھورتی رہی، جیسے جیسے حواس بیدار ہوتے گئے
گزری شب کے تمام مناظر نگاہوں کے سامنے چلنے لگے تھے۔ ایک لمحہ
کو اسے شرمندگی نے آن گھیرا تھا۔ وہ مصطفیٰ کے سامنے کیسی بچکانہ

حرکتیں کر رہی تھی۔۔ پھر سر جھٹکتی اٹھ کر بیٹھی تو نگاہ بیڈ کی دوسری جانب رکھے شاپنگ بیگز کی جانب اٹھی تھی۔۔
وہ نا سمجھی سے بیڈ سے اترتی پاؤں میں چپل اڑس کر گھوم کر دوسری جانب آئی تھی۔۔

تقریباً گوئی سات اٹھ شاپنگ بیگز تھے، ساتھ ہی نگاہ پیچھے گھمائی تو نظر صوفے پر رکھے مزید شاپنگ بیگز کی جانب گئی تھی، وہ متعجب سی اب بیگز میں جھانکنے کے سے انداز میں دیکھتی ساری چیزیں دیکھ رہی تھی، وہ سارے لیڈیز سوٹ تھے۔۔ ان بیگز میں تقریباً ہر رنگ کا جوڑا موجود تھا، جو آرام سے گھر میں پہنا جاسکتا تھا۔۔

وہ ایک گہری تاسفی سانس خارج کرتی اب قدم اٹھا کر صوفے کی جانب بڑھی۔۔۔

ان بیگز میں پارٹی ویئر ڈریسز تھے۔ ہلکے کام والی، ایک سرخ رنگ فرائی نکال کر دیکھتی پہلے پہل وہ دھیرے سے مسکرائی، اور پھر ایک سوچ آنے

پراسکے مسکراتے لب یکدم سمٹ سے گئے تھے۔۔۔ فراک خود پر سے ہٹاتی
گاؤن اور باقی سب پر سنلر چیزوں پر ایک نگاہ ڈالتی سٹیٹسی گئی تھی۔۔۔

حد ہو گئی! میں آگر شاپنگ پر نہیں گئی تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ، خود”
ہی سب خرید لیا جائے۔۔۔“ وہ ابھی سرخ پڑتی سوچ بچار میں گم تھی کہ
جبھی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔۔

آجائیں!“ سب کچھ واپس بیگ میں بھرنے کے انداز میں ڈالتے آندر”
آنے کی اجازت دی گئی تھی۔۔۔

السلام علیکم میڈم!“ ثمرہ نے بغور اس لڑکی کا جائزہ لیا تھا، جو ہاتھ میں ”
فلور بکے لئے آفس ڈریس کوٹ میں موجود تھی، جو یقیناً مصطفیٰ کے آفس
میں کام کرتی تھی۔۔۔ ایک نظر میں اس حسین لڑکی کا جائزہ لیتے سر ہلا کر
سلام کا جواب دیا گیا تھا۔۔۔

“! وعلیکم السلام”

گڈ مارنگ! میڈم یہ سرنے آپ کے لئے بھجوا یا ہے۔۔۔“ ثمرہ نے ”
خوشدلی سے مسکراتے جُکے تھام لیا تھا، اس کی اس پیش قدمی پر دل میں
گدگدی سی ہوئی تھی۔۔

اور یہ سیل فون بھی۔۔۔“ ایک لمحے کو پلٹ کر باہر کھڑی ملازمہ سے ”
موبائل فون کاڈ با تھام کر لیتے ثمرہ کی جانب بڑھایا تھا۔
مصطفیٰ کہاں ہیں؟“ اس نے سرسری سے لہجے میں ذرا متجسس ہو کر ”
پوچھا۔۔

میڈم سر کی کچھ دیر میں دبئی کی فلائٹ ہے، وہ اس وقت آئیر پورٹ پر ”
ہونگے۔۔ مگر سرنے کہا کہ وہ وہاں پہنچتے ہی آپ کو کال کریں
گے۔ موبائل میں سم اور گھر کے تمام افراد اور ضروری نمبر نوٹ کر دیئے
ہیں۔“ اس کی مصطفیٰ کے بابت اطلاع دینے پر چمکتا چہرہ بھجھا گیا تھا۔
کتنے دن میں واپسی ہے؟“ لب چباتی وہ مزید گویا ہوئی تھی۔ ”
دو سے تین دن۔۔“ اس نے مختصر سا جواب دیا تھا۔۔

یہ شاپنگ۔۔۔“ اس نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑا تھا۔۔۔ دل زور سے ”
دھڑک رہا تھا۔۔۔

یہ شاپنگ سرنے کہا تھا آپ کے لئے کرنے کو۔۔۔ اس کے علاوہ آپ کو ”
جس چیز کی بھی ضرورت ہو آپ بتا سکتی ہیں۔۔۔ اور اگر آپ کمفرٹبل
ہوں تو میرے ساتھ شاپنگ پر چل سکتی ہیں۔۔۔“ ثمرہ کی جان میں جان
آئی تھی۔

تھینک یو۔۔۔“ اُس نے ہولے سے مسکرا کر کہا۔۔۔“

آپ؟؟؟“ اب وہ اسکی پوسٹ جاننے کے لئے متجسس ہوئی۔“
میں سر کی سیکرٹری!“ اس کے تعارف پر کچھ لمحے پہلے کھلی مسکراہٹ ”
پل میں سمٹ سی گئی تھی۔۔۔

اوہ اچھا! ٹھیک۔۔۔ تھینک یو۔۔۔ اب آپ جاسکتی ہیں۔۔۔“ اس کے ”
یکایک بدلتے کھرڈرے لہجے پر وہ ایک لمحے کو چونکی پھر اُو کے میڈم کہتی
کمرے سے ہی نکل گئی تھی۔۔۔۔

ہم! اتنی خوبصورت سیکریٹری رکھنے کی بھلا کیا ضرورت پیش ”
 آگئی۔۔۔“ وہ دل ہی دل میں بڑبڑاتی، مصطفیٰ کی بھیجی گئی تمام چیزیں ایک
 طرف رکھتی ملازمہ کا دیا گیا جوڑا لے کر واشروم میں گھس گئی تھی۔۔

عریشہ بیٹا! آپ کی ماں پاکستان ساتھ کیوں نہیں آئیں۔۔۔“ وہ اس وقت ”
 سیٹنگ ایریا میں بیٹھیں عریشہ سے باتوں میں مشغول تھیں، جو صبح
 سویرے جلدی اٹھنے کی عادی تھی۔۔۔

نہیں آنٹی! وہ میری سگی ماں تو ہیں نہیں۔۔۔ اور پھر میں ان پر زبردستی ”
 بھی تو نہیں کر سکتی نا۔۔۔“ لوز سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس، مغربی رنگ و
 روپ والی عریشہ، زنیہ کے سوال پر فوری سنجیدہ ہو گئی تھی۔۔
 ہم یہ تو ہے۔۔۔“ وہ دونوں باتوں میں مصروف تھیں۔۔۔

السلام علیکم!“ وہ دونوں سماعتوں سے ٹکراتی آواز پر چونک سی گئی ”
تھیں۔۔

وعلیکم السلام! صبح ہو گئی تمہاری؟“ زنیرہ کالہجایا یک تبدیل ہوا“
تھا۔۔ ثمرہ کو کچھ کھٹکا سا ہوا تھا۔۔

جی! بس وہ رات نیند نہیں آئی تو۔۔۔“ عریشہ نے بغور اس کے سر پرے کا“
جائزہ لیا تھا۔۔۔۔

اچھا! ناشتہ کرو گی۔۔“ انہوں نے رکھائی سے پوچھا۔۔ ثمرہ خاموش“
رہی۔۔ اب وہ کیا کہتی، کہ صبح اٹھ کر ناشتہ نہیں کرے گی کیا۔۔
لگ دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہا ہے۔ آگر بھوک لگ رہی ہے تو“
کچن میں جا کر خود بنا لو۔“ ثمرہ کو نجانے کیوں اس انجان لڑکی کے سامنے
شرمندگی سی ہوئی تھی۔۔۔

آئی یہ آپ کی؟؟“ اس نے آنداز دریافت کیا تھا۔ کپڑوں سے تو وہ ”ملازمہ سے بھی گئی گزری لگ رہی تھی۔ مگر شکل و صورت اور ہیر کٹ اسکی ذات کی واضح عکاسی کر رہا تھا۔۔

بیٹا یہ میری کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔۔ اور احد کا تو آپ کو معلوم ہی ”ہے۔۔ کتنا درد مند ہے۔۔ ہر ایرے غیرے کو ہمدردی کے تحت گھر میں جگہ دے دیتا ہے۔۔“ ثمرہ نے آنکھیں پھاڑ کر انہیں دیکھا تھا، پھر فوری ہی سنبھل بھی گئی تھی۔۔ آخر اُس نے سوچ بھی کیسے لیا تھا کہ وہ اسے قبول کر لیں گی۔۔

اوہ! ویری سیڈ!“ اس نے تاسف کا اظہار کیا، اسکا حلیہ دیکھ وہ پہلے اسے ”کوئی ملازمہ ہی سمجھی تھی۔۔

ثمرہ نے بغور اُسکا جائزہ لیا تھا۔ مناسب قد کا ٹھ، مغربی رنگ و روپ والا چہرہ، نازک سے مومی گڑیا جیسے نین نقش، بڑی بڑی سبز آنکھیں، اٹھی ہوئی ناک، لوز سے ٹراؤز ر شرٹ میں ملبوس

ڈراک بلونڈ کلر بالوں کی لٹیں انگلی پر لیٹتی وہ جانچتی نگاہوں سے ثمرہ کے سر اُپے کا جائزہ لے رہی تھی۔ آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔۔۔

خیر تم بتاؤ۔ تمہاری اور مصطفیٰ کی دوستی کیسے ہوئی۔۔ مصطفیٰ بہت باتیں ”

کرتا ہے تمہاری۔۔“ ثمرہ تھکے قدموں سے کچن کی جانب بڑھ رہی تھی

کہ سماعتوں سے ٹکراتی زنیہ کی چہکتی آواز پر وہ پلر کی آڑ سے ہونے کے باعث ٹھہر گئی تھی۔۔

میری اور مصطفیٰ کی دوستی!!!! اف آنٹی۔۔ اتنا کوئی نکچڑا ہے نا آپ کا ”

بیٹا۔۔ کہ میں آپ کو کیا بتاؤں۔۔ اتنی مشکل سے مانا تھا دوستی کے لئے۔۔“ عریشہ نے چہک کر کہا تھا۔۔

یعنی تم مصطفیٰ کو لائیک کرتی ہو۔۔۔۔۔ ”انہیں ذاتی طور پر عریشہ پسند“
تھی یا نہیں مگر یہ بات انہوں نے خاص کر ثمرہ کو جتانے کے لئے چھیڑی
تھی۔۔

اہم! میں نے تو لڑکی ہو کر آپ کے بیٹے کو پرپوز بھی کیا تھا، مگر وہ مانا ہی“
نہیں۔۔ کہتا ہے سوچ کر جواب دو ننگا۔“ اس نے ذرا منہ بنا کر بولا۔۔ جبکہ
ثمرہ کی آنکھوں میں مرچیں سی مچنے لگی تھیں۔۔۔

چلو کوئی بات نہیں، اب مل کر راضی کر لیں گے۔۔ ورنہ اس نے تو“
فضول سے لوگوں کی وجہ سے کنوارا ہی رہ جانا ہے۔۔ ویسے بھی میرا بڑا
ارمان ہے اپنے بیٹے کو دلہا بنادیکھنے کا۔۔“ ثمرہ کے دل کو کچھ ہوا
تھا۔۔ آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہنے لگے تھے۔۔ وہ جلدی سے قدم
اٹھاتی کچن کی جانب بڑھی تھی۔۔۔۔۔

ویسے آنٹی مائینڈ نہ کیجئے گا ایک بات کہوں۔۔۔“ اس نے گلا کھنکھار کر ”
کہا۔۔۔۔۔

”کہو نا بیٹے۔“

اس طرح کی جو لڑکیاں ہوتی ہیں ناں انہیں گھر میں نہیں رکھتے، یہ مظلوم ”
بن کر مردوں پر دوڑے ڈالنے لگتی ہیں۔“ اس نے ذرا رازداری سے کہا
تھا۔۔۔۔۔

فکر مت کرو۔۔ ابھی میں زندہ ہوں۔۔ یہ محترمہ آئی ہی مصطفیٰ کے سچھے ”
ہیں، مگر میں کبھی بھی اس لڑکی کو اسکے منصوبوں میں کامیاب نہیں ہونے
دونگی۔“ انہوں نے ذرا ناگواری سے کہا تھا۔۔

سریسلی آنٹی! ”اس نے ہونقوں کی مانند آئی برو اٹھائے۔۔۔“

شکل سے کتنی معصوم لگتی ہے۔۔۔“ اس نے حیرانگی کا اظہار کیا تھا۔۔۔“

دبئی کی بلند و بالا بلڈنگ کے اپنے ذاتی پینٹ ہاؤس میں موجود گلاس وُنڈو کے پاس کھڑا مصطفیٰ آج سارا دن میٹنگز میں مصروف رہا تھا۔۔۔ دبئی کی رُونق عروج پر تھیں، پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے وہ اس وقت ماتھے پر بل ڈالے مسلسل شمرہ کا نمبر ڈائل کر رہا تھا، جس پر مسلسل بیل ہو رہی تھی۔۔۔

یہ لڑکی نہیں سدھر سکتی۔۔۔“ تناسفی انداز میں بڑبڑاتا، اب وہ اپنی ”سیکریریٹری کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔۔۔“

ثمرہ نے ناشتہ بھی بس ایسے ہی کیا تھا، اور اسکے بعد وہ سارا دن کمرے میں بند رہی تھی۔ دپہر کا کھانا بھی اُس نے خود ہی کچن میں جا کر کھایا تھا۔ اور ابھی وہ کمرے سے باہر تھی مگر زنیہ کی نظروں میں حقارت دیکھ وہ واپس روم میں آگئی تھی۔۔۔

جبھی اسکی توجہ اپنے موبائل کی جانب گئی، اس نے آگے بڑھ کر موبائل اٹھایا تو انٹر نیشنل نمبر سے سینکڑوں مسڈ کالز آئی ہوئی تھیں۔۔۔ ابھی وہ چیک ہی کر رہی تھی کہ موبائل ایک بار پھر سے رینگ ہوا تھا۔ کہاں ہیں آپ؟ کب سے کال کر رہا ہوں۔۔۔ ”دوسری جانب سے“ جھنجھلائی ہوئی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔

وہ میرا موبائل کمرے میں تھا۔۔۔ ”ثمرہ کے ٹھہرے ہوئے لہجے پر اسکا“ غصہ، جھنجھلاہٹ بھک سے اڑا تھا۔۔۔

کیسی ہیں آپ؟“ جب دونوں جانب خاموشی چھائی رہی تو مصطفیٰ کو ہی ”پہل کرنی پڑی تھی۔۔۔

ٹھیک۔۔“ اس نے سپاٹ سے لہجے میں یک لفظی جواب دیا۔۔“
مجھے ارجنٹ نکلا پڑا تھا۔ ورنہ آپ سے ملاقات کئے بغیر نہیں آتا۔۔“ وہ
مزید بولا۔۔

“!ہم ”

مجھ سے نہیں پوچھیں گی کہ میں کیسا ہوں۔۔“ گھمبیر لہجے میں کئے گئے
شکوے پر وہ ایک لمحے کو سٹپتائی تھی۔۔
کیسے ہیں آپ؟“ لب چباتی، وہ سوالیہ ہوئی۔“
میں سوچ رہا ہوں جس ثمرہ کو میں آج سے پانچ سال پہلے جانتا تھا وہ
باتیں کرنے کی شوقین لڑکی تھی۔۔ خاص کر مجھ سے بات کرنا انکا پسندیدہ
مشغلہ تھا۔“ وہ جیسے شکوہ کر رہا تھا۔۔

پانچ سال قبل ثمرہ جبران ایک یونیورسٹی کی طالبہ علم امیچور لڑکی
تھی۔۔ جیسے شاید غیر مردوں سے بات کرنا بہت زیادہ فینٹسائز کرتا
تھا۔۔“ وہ اس قدر تلخی سے سخت لفظوں میں گویا ہوئی تھی کہ ایک لمحے کو

تو مصطفیٰ خاموش رہ گیا تھا۔ مگر پھر گہری سانس بھرتا خود پر ضبط کر گیا۔۔۔

تو آگرا ب آپ میچور بن ہی گئی ہیں تو اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ ” جب دوسرے ملک میں بیٹھے شوہر کا فون آئے تو اس سے اچھی اچھی باتیں کرتے ہیں تاکہ بیوی کی کمی نہ محسوس ہو۔۔۔“ وہ ایک بار پھر جذبات سے بو جھل بھاری لہجے میں گویا ہوا تھا۔

کم آن مصطفیٰ! ہمارے درمیان ایسا کوئی ریلیشن نہیں ہے جو میں ان ” چو نچلو میں وقت ضائع کروں۔۔۔“ اسے بلا وجہ ہی غصہ آ رہا تھا یا پھر زنیہ کی تلخ باتوں کا اثر تھا۔

آگر آپ کوئی ریلیشن بنانا چاہتی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ” ہے۔۔۔“ اس بار ہاتھوں کے طوطے اڑنے کی باری ثمرہ کی تھی، اسکے لبوں پر تالا سا لگا تھا۔

آپ نے فضول میں تکلف کیا ہے۔۔“ وہ بہت سمجھ داری سے بات ”
گھما گئی، مصطفیٰ سمجھا نہیں تھا۔

کیسا تکلف!“ اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔“

مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں تھی۔“ وہ مزید بولی تو مصطفیٰ نے ایک ”
گہری سانس خارج کی تھی، پھر وہ ایک آہ خارج کرتا ونڈو کے پاس سے ہٹتا
بستر پر ڈھنکے سے آنداز میں لیٹا تھا۔۔

ضرورت تو تھی۔۔ کیونکہ کل رات آپ میں اور ملازمہ میں کوئی فرق ”
نہیں لگ رہا تھا۔“ وہ لب دانتوں تلے دبائے شرارت سے بولا۔۔

تو اپنی آنکھوں کا علاج کرائیں۔“ وہ خفا ہوئی۔“

جب آپ اپنی شخصیت کا بیڑا غرق کر لیں گی تو شوہر کیا کوئی بھی آپ کی ”
ذات کو لے کر مشکوک ہو سکتا ہے۔۔“ وہ اب مزید شرارت پر آمادہ تھا۔۔

آپ نے کال کیوں کی تھی۔“ وہ یکایک تلخ ہوئی۔“

آپ کو نیند آرہی ہے؟“ بس نے گھڑی دیکھی، جہاں رات کے آٹھ بج رہے تھے۔

”نہیں۔۔۔“

تو پھر مجھ سے بات کرتی رہیں۔۔۔ میرا وقت تو کٹ ہی نہیں رہا۔ ایک دن اتنا لمبا ہو گیا ہے کہ کائے نہیں کٹ رہا۔۔۔ اسکا آنچ دیتا لہجہ ہتھیلیاں بھیگا گیا تھا۔۔۔

کمال ہے مصطفیٰ صاحب، میرے بغیر پانچ سال کاٹ لئے، اب ایک دن نہیں کاٹا جا رہا۔“ وہ طنزیہ طور پر بولی تھی۔۔۔ وہ آپ کا اپنا فیصلہ تھا ثمرہ!“ وہ کہنیوں کے بل تھوڑا سا اٹھتا، ذرا“ سنجیدگی سے بولا۔۔۔

میرے فیصلے کی کتنی پاسداری کی تھی آپ نے۔۔۔“ وہ طنزیہ پھنکاری۔۔۔

تو کیا چاہتی ہیں آپ؟ آپ کی خاطر آپ کے باپ سے دشمنی مول لے”
 لیتا۔۔ یا پھر آپ کو گھر سے بھگالے جاتا۔۔“ اس بار مصطفیٰ کا میٹر شارٹ
 ہوا تھا۔

مجھے نیند آرہی ہے احد!“ اس کے لہجے میں خفگی محسوس کرو وہ خاموش”
 ہو گیا۔۔ وقت گزر گیا تھا، ویسے بھی وہ گزرے وقت کو رونے والوں میں
 سے ہر گز نہیں تھا۔۔۔

کھانا کھالیا آپ نے؟“ وہ سوالیہ گویا ہوا۔۔۔“
 نہیں!“ وہ ہنوز خفا لہجے میں بولی۔۔۔“

کھانا لازمی کھالیجئے گا۔۔ میری واپسی ایک دوروز میں ہے۔۔ آگر کسی چیز”
 کی ضرورت ہو تو مجھے ٹیکسٹ کر دیجئے گا۔۔“ وہ اوکے کہتی موبائل آف کر
 گئی۔۔۔

عریشہ بیٹا! اتنی رات کو کہاں جا رہی ہیں آپ؟“ زنیرہ بیگم نے رات گئے عریشہ کو تیار شیار دیکھ ذرا حیرانگی سے استفسار کیا۔

وہ دراصل آنٹی مجھے ایک ضروری کام سے جانا تھا۔“ وہ اس وقت جینز کی پیٹ اور شارٹ شرٹ میں ملبوس سلکی بالوں میں کیچر لگائے جانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔

مگر بیٹا! اس وقت؟“ انہوں نے گھڑی مین وقت دیکھا۔
کم آن انٹی۔۔ آسٹریلیا میں اکیلی رات کو گھوما کرتی تھی۔۔“ اس نے ذرا شرارت سے کہا۔

مگر بیٹا پھر بھی۔۔ مصطفیٰ بھی گھر نہیں ہیں۔۔“ انہوں نے پریشانی کا اظہار کیا۔

آپ بے فکر رہیں۔۔ میں بس اپنے ایک دوست سے ملنے جا رہی ہوں۔ اور ٹینشن نہ لیں، گارڈز ساتھ لے جا رہی ہوں۔“ اس نے اس بار انہیں مطمئن کیا۔

اچھا! خیر سے جائیں۔“ وہ سر ہلا گئی۔۔“
 اوکے بائے!!!! وہ ہاتھ ہلاتی مصطفیٰ پیلس سے نکل آئی تھی۔۔“

ثمرہ اپنے روم سے باہر آئی تو اس اسکی پہلی نگاہ زنیہ سے ٹکرائی تھی، جو شاید ڈنر لگانے کو بول رہی تھیں۔۔
 سنو لڑکی!“ وہ ٹھہری۔۔“

یہ اپنا حلیہ درست کر و ذرا۔۔ گھر میں لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا۔“
 ہے۔۔۔ مصطفیٰ نے جب صبح تمہارے لئے ہر چیز منگوادی تھی تو اب یہ
 مظلوم بن کر کیوں گھوم رہی ہو۔۔ اس گھر میں رہنے ہے تو تو اس گھر کے
 قاعدے قانون کا پاس رکھنا ہوگا۔ سمجھیں۔۔۔“ اس بار انہوں نے ناگواری
 سے بولتے اسکی طبیعت بھی صاف کی تھی۔۔

جی بہتر!“ وہ سر جھکائی۔۔

جاؤ اب!“ وہ واپس پلٹنے لگی۔۔

اور سنو! خبردار جو تم مجھے بلا ضرورت مصطفیٰ کے آس پاس بھی نظر

آئیں۔۔ یا میرے خلاف اسکے کان بھرنے کی کوشش بھی تو۔۔۔“ وہ تیز

لہجے میں بولتیں ایک بار پھر اسکی طبیعت صاف کر چکی تھیں۔۔

جاؤ اب۔۔“ وہ سر جھکاتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔ جبکہ وہ بھی سر جھٹکتی

اپنے روم میں جا کر بند ہو گئی تھیں۔۔

Zubi Novels Zone

وہ اس وقت ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی، متوازن انداز میں سڑک پر گاڑی بھگاتی گنگناتی ہوئی اپنی مطلوبہ منزل کی جانب گامزن تھی۔۔ گاڑی کی گاڑی ذرا فاصلے سے ساتھ ہی چل رہی تھی، جبکہ وہ سنسان سڑکوں سے گزر رہی تھی۔۔

جبھی اسکا موبائل رینگ ہوا تھا۔۔ اسکرین پر نگاہ گئی تو سامنے ہی انٹرنیشنل نمبر جگمگ کر رہا تھا۔۔

ہیلو!“ اس نے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگایا تھا۔۔

اتنی رات کو گھر سے باہر جانے سے پہلے ایک بار مجھ سے پوچھ لیا ہوتا تو ”بہت مہربانی ہوتی آپ کی۔“ دوسری جانب سے مصطفیٰ کی تھکی اور غصے میں ڈوبی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔

کم آن یار! اب تم بھی شروع ہو جاؤ گے کیا۔۔“ وہ ذرا بیزاریت سے بولی تھی۔۔

تم بھول رہی ہو شاید کہ اس شہر میں تمہارے بہت سے دشمن ”
 ہیں۔۔ جنہیں اب تک خبر لگ چکی ہوگی کہ تم اپنے شہر واپس آگئی ہو۔۔“
 وہ ناگواری سے بولا تھا۔۔

تو؟ میں ڈرتی نہیں ہوں کسی کے باپ سے بھی۔۔ میرے باپ نے مجھے ”
 بہت اسٹرونک بنایا ہے۔“ اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔
 اوہ میرے خدا! لڑکی تم سمجھتی کیوں نہیں ہو۔۔، مصطفیٰ کا دل چاہا، اپنا ”
 سردیوار میں مار لے یہ ساری ضدی اور جذباتی لڑکیاں کیا اسی کے نصیب
 میں رہ گئیں تھیں۔۔

میں سمجھ گئی ہوں۔۔“ اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔ ”
 اگر سمجھ گئی ہو تو ذرا اپنے دائیں طرف نظر ڈالو۔۔ جو گاڑی تمہارے ”
 ساتھ چل رہی ہے، اس میں تمہارے مخالفین موجود ہیں۔ وہ پچھلے ایک
 گھنٹے سے تمہارے تعاقب میں آرہے ہیں۔۔، مصطفیٰ کی غیر متوقع بات پر
 اس نے حیرانگی سے نظر ترچھی کر گردن گھما کر چاروں جانب دیکھا۔۔

گارڈز ساتھ ہیں تمہارے ریلیکس! فوری کارگھر کے راستے پر ”
 ڈالو۔۔ جہاں جانا ہے میرے پاکستان واپس آنے کے بعد جانا۔۔ ازڈیٹ
 کلئیر! ابھی تمہارا کیلے گھر سے نکلنا سیو نہیں۔۔۔“ اس بار سخت لہجہ
 سنجیدگی میں لیٹا ہوا تھا۔۔

اوکے! پتہ نہیں میرے باپ کے ساتھ بھی کیا مسئلہ تھا۔۔۔ نجانے اور ”
 کتنے سانپ آستین میں پال رکھے ہیں۔۔۔“ وہ نفرت سے بڑبڑاتی کھٹ سے
 موبائل بند کر گئی تھی۔۔ اور جان کر گاڑی انجان راستوں پر ڈالی
 تھی۔۔ پہلے وہ اپنے تعاقب میں آتی مخلوق کو ذرا مزہ چکھانا چاہتی تھی۔۔۔

رات کی سرخی مائل تاریکی ہر سواپنے پنکھ پھیلاتی کائنات پر تھکن سی سوار کر
 گئی تھی۔۔ چاند کی روشنی کے باعث ماحول میں ایک سحر ساطاری تھا۔۔ اور

اس رات کا بھی اپنا ہی احساس تھا جو صرف حساس طبیعت یا نیچر سے محبت کرنے والے لوگ ہی محسوس کر سکتے تھے۔

آنزل گھر میں بنے چھوٹے سے پانچ چھ فٹ پر مشتمل گارڈن ایریا میں ”پڑے تخت پر بیٹھی پھولوں کی خوشبو خود میں اترتی محسوس کر رہی تھی۔ جو اسکی ماں نے کچھ گملے اور پانی کی بوتلوں میں پیڑ کی جڑیں لگا کر بنا رکھا تھا۔۔۔ جبکہ مجتبیٰ ابھی تک گھر سے باہر تھا۔۔۔ رات کے دس بجنے والے تھے مگر وہ نجانے کہاں کہاں رزق کی تلاش میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔۔۔ جبھی اسے محسوس ہوا جیسے گھر میں کوئی داخل ہوا تھا۔

کون؟“ اس نے نا سمجھی سے پیچھے پلٹ کر دیکھتے سوالیہ انداز میں ”پوچھا۔ کہیں نہ کہیں دل کو اطمینان تھا کہ اسکے سوا بھلا کون ہو سکتا تھا۔۔۔ میں ہوں ایزی!“ اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔ جھٹکے سے ”پلٹنے باعث لمبے بالوں میں گندھی چٹیا سینے پر آگری تھی۔

سکون نہیں تمہیں؟“ وہ آنکھیں چن دھیا کر گھورتی، نزدیک گئی تھی، جو ”
 بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہولے سے مسکرایا تھا۔ آنزل نے نظر بھر کر اسے
 دیکھا تھا۔۔۔

چھ فٹ سے نکلتا ہوا قدر، کسرتی مضبوط جسم، توانا مردانہ سینہ، جو سیاہ رنگ ٹی
 شرٹ میں واضح تھا۔ جم کر کر کہ وہ اپنی اچھی خاصی باڈی بنا چکا تھا۔
 جاذب نظر چہرے پر مقناطیسی گھور سیاہ چمکتی ہوئی آنکھیں، عنابی لبوں پر
 رقص کرتی شرارتی مسکراہٹ مقابل کھڑا شخص وجاہت و شجاعت کا نمونہ
 ایک ہینڈ سم مرد تھا۔۔۔۔۔

تم سکون کہاں لینے دیتی ہو یار!“ وہ مزے سے بولتا پاس رکھے تخت پر ”
 گرنے کے انداز میں لیٹا تھا۔ اس نے گرڑ بڑا کر نظروں کا زاویہ بدلہ۔۔۔

”میں سکون نہیں لینے دیتی؟“ وہ کمر پر ہاتھ باندھ کر لڑاکا عورتوں والے ”انداز میں گھور کر بولتی، خود بھی ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔

ظاہر سی بات ہے اور کون۔“ سینے پر ہاتھ باندھ کر پاؤں تخت سے نیچے ”لٹکا کر لیٹا وہ شرارتی لہجے میں بولا، جس کی شوخ نگاہیں اسکے سر اُپے کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔۔ جو گلابی رنگ سادھ سے سوٹ میں ملبوس رات کی تاریکی اور چاند کی روشنی میں مہکتا گلاب ہی لگ رہی تھی۔۔ بالوں کو کس کر چٹیا میں باندھ رکھا تھا۔ کتھی آنکھیں اسکی شوخ نگاہوں سے خائف ادھر ادھر گھمار ہی تھی۔۔ جبکہ وہ ماتھے پر سینکڑوں بل سجائے خشمگیں نگاہوں سے گھورتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

”اوتے کہاں جا رہی ہو یار!“ اس نے اسے پلٹتادیکھ سوالیہ انداز میں ”پوچھا۔۔ لہجے سے بے چینی عیاں تھی۔۔

دروازہ لاک کرنے۔۔ اگر مجتبیٰ آگیا تو ساری زندگی کے لئے تمہارا ”
 سکون غارت ہو جائے گا۔“ ناچاہتے ہوئے بھی اسکے لبوں پر ایک
 خوبصورت سی مسکان کھل گئی تھی۔۔

کتنی تیز ہونا تم!“ وہ واپس پلٹ کر آئی تو ذرا گھور کر بولا۔۔

اچھا میں تیز ہوں۔۔ تو پھر آج صبر کرو اور مجتبیٰ کو آجانے دو۔۔“ اس ”
 نے گویا چیلنج کیا تھا۔۔

سالے صاحب سے ڈرتا کون ہے بے بی۔۔“ اس نے شرارت سے آنکھ ”
 ماری تھی۔۔۔

انگل کی طبیعت کیسی ہے اب۔۔“ وہ نگاہوں کا زاویہ بدلتی، بات گھما ”
 گئی۔۔

ٹھیک ہیں۔۔ مگر تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔۔“ آئزل اس سے نگاہیں ”
 چراتی خاموش رہ گئی تھی۔۔

اور آنٹی!“ رات کی تاریکی میں آنگن میں بیٹھے وہ دونوں نفوس گزرے“
وقت کی تلخیاں بھلائے، اپنا آج حسین بنانے میں مگن تھے۔
ٹھیک ہیں۔۔ بس آج کل زور و شوروں سے بہو کی تلاش میں سرگرداں“
ہیں۔“ آئزل نے ابرواٹھائے۔

اور تمہارے کیا خیالات ہیں؟“ وہ جانچتی نگاہوں سے سوالیہ بولی۔۔“
میرے تو کوئی خیالات نہیں ہیں۔۔ یہ بتاؤ تمہارا بھائی کب راضی“
ہوگا؟“ اس نے لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ابرواٹھائے۔
جب تم انسانوں کی طرح میرا رشتہ مانگنے آؤ گے۔“ وہ ناراضگی سے“
بولی۔۔۔۔۔

پہلے بھی تو انسانوں کی طرح ہی رشتے کی بات کی تھی۔۔“ اس نے گھورا۔“
مطلب اپنے والدین کے ساتھ، عزت سے کب رشتہ لے کر“
آؤ گے۔۔ ویسے بھی اب مجتبیٰ میری شادی کرنا چاہتا ہے۔“ اس بار وہ ذرا
پریشانی سے بولی۔

چلو بھاگ چلتے ہیں۔۔۔“ وہ یکدم بھی اٹھ کر اسکے نزدیک ہی پاؤں میں
بیٹھتا آس بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

پلیز ہاں! ایسی باتیں نہ کیا کرو۔۔۔“ وہ نروٹھے پن سے بولتی رخ پھیر
گئی۔۔۔

تو پھر میں کیا کروں یار! تمہارے بھائی کے ساتھ بھی عجیب مسئلے
ہیں۔۔۔ ادھر می نہیں مانتیں۔۔۔ تو پھر اب کیا چاہتی ہو تم مجھ سے۔۔۔“ وہ
ہنوز خفا لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔

کچھ مت کرو تم!“ وہ ہاتھ چھڑا گئی۔۔۔
اچھا ریلیکس! یہ بتاؤ مجتبیٰ کتنی دیر میں آجائے گا۔۔۔“ وہ سوالیہ گویا ہوا۔۔۔
بس ابھی تھوڑی دیر تک۔۔۔“ اس نے نا سمجھی سے بتایا۔۔۔

اوکے! تو پھر تم ایک کام کرو، کھانا لگاؤ۔۔۔ آج میں سالے صاحب سے
بات کر کہ ہی گھر واپس جاؤنگا۔۔۔“ آئزل نے آنکھیں پھاڑ کر مقابل شخص
کو دیکھا تھا۔۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا!“ آنزل کو پریشانی ہوئی۔“
 اس میں دماغ خراب ہونے والی کیا بات ہے؟“ اُس نے ابرو اٹھائے۔۔۔“
 مجتبیٰ کیا سوچے گا۔۔۔ میں اس کے پیچھے میں۔۔۔“ وہ شرمندہ ہو رہی تھی۔۔۔

اچھا تم ریلیکس کرو۔۔۔ میں جا رہا ہوں۔۔۔ ایک گھنٹے بعد واپس آتا ہوں۔۔۔“ اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا وہ محبت بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔۔۔“ وہ یکدم کھل سی گئی تھی،،“
 اتنی چھوٹی چھوٹی سی باتوں پر پریشان مت ہوا کرو، تم آہان سکندر کی محبت ہو۔۔۔ اور مجھے اپنی ایزی ہمیشہ مسکراتی ہوئی اچھی لگتی ہے۔“ وہ محبت سے اس کا سر خیاں چھلکاتا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا تھا تھے پر مہر محبت ثبت کرتا نرم خوئی سے گویا ہوا تھا۔۔۔ وہ پلکیں جھکا گئی۔۔۔ اس کی جھکی جھکی سی مژگان اسے مزید گستاخی پر اکسار ہی تھیں۔۔۔ تبھی وہ خود پر ضبط کے

کڑے پہرے بیٹھائے تیزی سے گھر سے نکلتا گلی کے نکر پر کھڑی اپنی کار
میں بیٹھتا گاڑی زن سے بھگالے گیا تھا۔۔۔

مجتبیٰ اپنے ایک دوست سے ملاقات کے بعد تیز تیز قدم اٹھاتا بس اسٹاپ
کی جانب جا رہا تھا، تاکہ جلد از جلد گھر پہنچ سکے۔۔۔ آئزل گھر پر اکیلی ہوتی
تھی، مگر وہ بھی کیا کرتا وقت کے ہاتھوں مجبور تھا۔۔۔ پاس کوئی بایک بھی
نہیں تھی۔ اور نہ جاب۔۔۔۔۔

ہیلو!“ اس نے چلتے چلتے ہی آئزل کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔

ہاں یار! ریلیکس کرو۔۔۔ میں بس گھر ہی آرہا ہوں۔۔۔ راستے میں

ہوں۔۔۔“ وہ ہر گھنٹے بعد اسکی خیریت دریافت کرتا رہتا تھا۔۔۔

تمہیں اگر نیند آرہی ہے تو تم سو جاؤ۔۔۔ میں کھانا خود گرم کر کے کھا

لونگا۔۔۔“ اس نے اسکی مشکل آسان کرنی چاہی تھی۔۔۔

میڈم غلطی آپ کی ہے۔۔۔ آپ کو رہائشی حصے میں ذرا دیکھ کر گاڑی ”
چلانی چاہئے تھی۔۔۔“ وہ ذرا ناگواری سے غرایا۔۔
تو تم اندھے کیڑے مکوڑوں کی طرح اتنی رات کو سڑک پر کیوں رینگ ”
رہے ہو۔۔۔“ عریشہ اتنی بد لحاظ تو کبھی نہیں رہی تھی، مگر آج نجانے کیوں
اسے طیش آ رہا تھا۔۔

واٹ؟ میڈم۔۔۔ لگتا ہے آپ کو اپنے پیسے کا کچھ زیادہ ہی گھمنڈ ”
ہے۔“ وہ ناگواری سے بولا۔۔۔
بلڈی پور مین! اب اٹھو کیا لڑکیوں کی طرح زمین پر ہی پڑے ہائے ہائے ”
کرتے رہو گے۔۔۔“ پیچھے دیکھتی وہ ذرا پریشانی سے بولی تھی۔۔
اگر آپ مجھے کیڑا مکوڑا سمجھنے کے بجائے انسان سمجھ کر کھڑا ہونے میں ”
تھوڑی سی مدد کر دیں گی تو بڑی مہربانی ہوگی محترمہ کی۔“ وہ پاؤں سمیٹتا
طنزیہ طور پر بولا تھا۔۔

مشکل وقت میں ہیر و کی گاڑی سے مظلوم ہیر وئن ٹکراتی ہے۔۔۔ سالہ ”
 میری گاڑی سے یہ کنکلا لیڈیز طبیعت مرد ٹکرا گیا ہے۔“ وہ کراہتے ہوئے
 مجتبیٰ کو اٹھنے میں مدد دیتی، اس قدر گھمبیر صورتحال میں اس ٹکراؤ پر
 ناگواری سے بڑبڑاتی تھی۔۔۔ جبکہ لنگڑا کر کھڑا ہوتا مجتبیٰ اپنی توانا جسمت کو
 دیکھ خود کو لیڈیز طبیعت قسم کا مرد تصور کرتا پورے وجود سے اُچھل کر رہ
 گیا تھا۔۔۔

میں آپ کو کس اینگل سے لیڈیز طبیعت لگ رہا ہوں۔۔۔“ اسکی نازک سی ”
 گرفت سے ایک جھٹکے سے اپنا مضبوط توانا ہاتھ چھڑاتا وہ دانت پیس کر
 سوالیہ گویا ہوا تھا۔۔۔

ہر اینگل سے۔۔۔ اتنی دیر میں تو مرد اٹھ کر گاڑی والے پر چڑھ دوڑتے ”
 ہیں اور تم ہائے ہائے ہی کئے جا رہے ہو۔۔۔“ وہ ناگواری سے گویا ہوتی
 مسلسل پیچھے دیکھ رہی تھی۔۔۔

نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے۔ مطلب میڈم آپ کے خاتون ہونے کا لحاظ ”
 کر لیا ہے میں نے۔“ مجتبیٰ کے سر پر لگی تھی اور تلوؤں پر بجھی تھی۔
 اوہ ریلی! تو پھر ہٹو میرے راستے سے۔ اس وقت میں بہت مشکل میں ”
 ہوں۔۔“ وہ بغیر لحاظ کئے واپس گاڑی میں بیٹھی تھی۔ وہ اپنے حریفوں کو
 چکما دینے کے چکر میں گارڈز کی گاڑی بھی کہیں پیچھے ہی چھوڑ آئی تھی۔
 اوہ ہیلو میڈم! مجھے اسٹاپ تک تو چھوڑ دو۔۔ اس حالت میں، میں روڈ ”
 کیسے کر اس کرونگا۔“ مجتبیٰ نے گڑبڑا کر مدد مانگی تھی۔
 بانیک وغیرہ بھی کہیں مار دی ہے۔۔ یا حقیقتاً گنگلے ہو۔۔“ کھڑکی سے ”
 سر باہر نکالتی وہ تصدیق کرنے کی غرض سے سوالیہ بولی۔
 رات کے اس پہر سڑکوں پر خواری کاٹنے کا شوق تو مجھے بھی نہیں ”
 ہے۔۔ بالکل صحیح سمجھی ہیں آپ!! محترمہ میں شدید قسم کا کنگلا مرد
 ہوں، اور بقول آپ کے لیڈیز طبیعت بھی۔۔۔

تو آپ خود ہی بتائیے کہ اس حالت میں روڈ کیسے کر اس کیا جائے۔“ وہ کبھی اس بد دماغ لڑکی سے مدد نہ مانگتا اگر اسے گھر میں اکیلی اپنی بہن کی فکر نہ ہوتی۔ اس حالت میں لنگڑا کر چلتے اس نے یہیں کہیں چکر کر گر جانا تھا۔

جلدی بیٹھو گاڑی میں۔۔۔“ مجتبیٰ فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے لگا تو عریشہ نے گھورا۔

انسان بن کر پیچھے جا کر بیٹھو۔۔۔“ مجتبیٰ ایک سرد آہ خارج کرتا گھوم کر پیچھے کا دروازہ کھولتا بیک سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ گھر کہاں ہے تمہارا!“ اس کی نظریں مسلسل ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔

آپ مجھے بس اسٹاپ تک چھوڑ دیں۔“ اب وہ دوبارہ سے سنجیدہ ہو گیا تھا۔ یہ سنجیدگی اسکی شخصیت کا خاصہ تھی۔

او کے!“ عریشہ بھی کچھ دیر قبل والا رویہ ایک طرف رکھتی رکھائی سے”
گویا ہوئی۔

شہر میں نئی ہیں؟“ مجتبیٰ کی آواز پر چونکی۔“
تم کیوں پوچھ رہے ہو؟“ وہ مشکوک ہوئی۔“

آگر نئی ہیں تو آئندہ اتنی رات کو اس علاقے میں اکیلے گاڑی لانے سے”
گریز کیجیے گا۔ دوسری بات چاہے حالات جیسے بھی ہوں، یوں کیسی اجنبی کو
اپنی گاڑی میں نہیں بیٹھاتے۔“ عریشہ کو یکدم ہی اپنی حماقت کا احساس
ہوا تھا۔۔۔

معلوم ہے مجھے۔۔۔ تم شکل سے شریف لگے تھے اس لئے بیٹھا لیا۔۔۔ اور”
پھر تمہارا ایکسیڈنٹ بھی تو میری گاڑی سے ہوا ہے نا تو بس اب حساب
برابر۔“ وہ اپنی خفت مٹانے کو ذرا جتاتے ہوئے لہجے میں بولی، ناچاہتے
ہوئے بھی مجتبیٰ کے لبوں پر محظوظ کن مسکراہٹ کھل سی گئی تھی۔۔۔

آپ کسی سے بھاگ رہی ہیں؟“ اُسے بار بار رخ پھیر کر پیچھے دیکھتے دیکھ ”
اس بار وہ تفتیشی لہجے میں بولا تھا۔

ہاں۔“ وہ ناچاہتے ہوئے بھی کہہ گئی۔“

آپ کا گھر کہاں ہے؟“ وہ سوالیہ بولا۔“

میں یہاں اپنے ایک دوست کے گھر ہوں۔۔ وہ ڈی ایچ اے میں رہتا ”
ہے۔“ مجتبیٰ سر ہلا گیا۔

آپ گاڑی اپنے گھر کے راستے پر ڈال لیں۔۔ اور پریشان ہونے کی ”
ضرورت نہیں۔۔ میں وہاں سے گاڑی لے لوں گا۔“ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ
لڑکی شہر میں نئی تھی۔

اس مہربانی کے لئے شکریہ مگر میرے ساتھ گارڈز کی گاڑی ہے۔ اب ”
یو نہی تو ایک انجان مرد کو گاڑی میں نہیں بیٹھا لیا نا۔۔ وہ جو پیچھے تیزی سے
گاڑی میری طرف آرہی ہے۔۔ اس میں میرے ہی گارڈز موجود
ہیں۔۔“ مجتبیٰ نے ذرا حیرانگی سے گردن گھما کر پیچھے دیکھا تھا۔۔۔ ایک

بات کا اندازہ تو وہ بخوبی لگا چکا تھا کہ وہ کسی اچھے گھر سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔

یہ اچھی بات ہے۔۔۔ چلیں مجھے بس یہیں اُتار دیجئے۔،،، مجتبیٰ“
سامنے اسٹاپ آنے پر اتر گیا تھا، جبکہ وہ ایک لمحے کی بھی تاخیر کئے بغیر
گاڑی زن سے بھگالے گئی تھی۔۔۔

آج کل عجیب ہی کوئی پاگل لڑکیاں آرہی ہیں مارکیٹ میں۔۔۔“ وہ تاسف“
سے بڑبڑاتا دکھتے پاؤں کے باعث بس کی جگہ رکشہ لیتا اب سیدھا گھر کے
لئے نکلا تھا۔۔۔ دل مسلسل آئزل کی وجہ سے پریشان تھا۔۔۔۔۔

مجتبیٰ سیدھا گھر پہنچا تھا، دروازہ کھٹکھٹانے پر دروازہ کھل گیا تھا، مگر سامنے جو چہرہ نمودار ہوا تھا اس نے اُسکا دماغ گھما کر رکھ دیا تھا۔ جبکہ آنرل اسکے سینے سے لگی کھڑی رو رہی تھی۔ مجتبیٰ کی آنکھوں میں چنگاریاں سی مچنے لگی تھیں۔

مجتبیٰ تم ٹھیک تو ہونا۔۔۔“ وہ بھاگ کر اسکے سینے سے لگی، جو آنرل کو ”پیچھے دھکیل کر لنگڑا کر چلتا ہوا گھر میں داخل ہوا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں داخل ہو کر، میری بہن کو ہاتھ ”لگانے کی۔۔۔“ وہ ایک لمحے میں اہان کا گریبان پکڑ چکا تھا۔ اس بار وہ دونوں ہی بوکھلا گئے تھے۔

اہان یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔“ اہان خاموش کھڑا تھا، جیہی آئزل بھاگ کر ”
قریب گئی تھی۔۔

تمہارے بڑے ہونے کا لحاظ کر رہا ہوں آئزل۔۔ مجھے بتاؤ یہ یہاں کیا کر ”
رہا ہے؟“ وہ اتنی شدت سے دھاڑا تھا کہ ڈری سہمی کھڑی آئزل پورے
وجود سے اچھل پڑی تھی۔۔۔

مجتبیٰ میری بات !!“ اس کے لفظ لبوں میں ادھورے ہی رہ گئے تھے۔۔

کیا کر رہے ہو تم یہاں۔۔ میری غیر موجودگی میں، تمہاری ہمت کیسے ”
ہوئی گھر میں داخل ہونے کی؟“ اسکی سیاہ آنکھیں شدید غصے کے باعث
سرخ پڑ گئی تھیں۔ اہان نے ایک نظر روتی سسکتی آئزل پر ڈال کر بولنا
شروع کیا تھا۔۔

”مجتبیٰ بات سُنو میری! اس نے اسے تحمل مزاجی کا مظاہرہ کیا تھا۔“

کیا بات سنو تمہاری ہاں۔۔ تم میرے دوست ہو کر میری غیر ”
موجودگی میں، میرے گھر میں کھڑے ہو کر میری بہن کو سینے سے لگائے
کھڑے ہو۔۔ کیا بے غیرت مرد سمجھ کر رکھا ہے تم نے۔۔“ وہ غصے سے
پاگل ہوتا ایک مکا اسکے منہ پر جڑ چکا تھا۔ آنزل نے خوف سے لبوں پر ہاتھ
رکھ لئے تھے۔۔

مجتبیٰ میری بات سن لے پہلے! آنزل ڈر گئی تھی۔ انہیں لگا تیرا ”
ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔۔ اس لئے مجھے کال کر کہ بلایا تھا۔۔“ اس بار مجتبٰی
نے اسے پیچھے دھکیلتے چلا کر اپنا دفاع کیا تھا۔ جبکہ دور کھڑی آنزل تھر تھر
کانپ رہی تھی۔۔

تو مدد کے لئے اگر میری بہن نے تجھے بلا ہی لیا تو، تو نے کس حق سے ہاتھ ”
لگایا تھا اُسے۔۔“ وہ درشتگی سے چلایا۔

اپنی بکواس بند کر۔۔ آئزل بیوی ہے میری۔۔ نکاح میں ہے ”
میرے۔۔۔ تو کیا دنیا کی کوئی بھی طاقت مجھے اسکے قریب جانے سے نہیں
روک سکتی سمجھا۔۔“ اس بار وہ اسکی ایک ہی گردان پر، محبتی کو پیچھے
دھکیل کر ایک جھٹکے سے اپنا گریبان آزاد کرانا گوار لہجے میں دھاڑتا محبتی
کے قدموں تلے زمین کھینچ گیا تھا۔۔ جو بے یقینی سے کبھی آئزل کو دیکھ رہا
تھا تو کبھی اہان کو۔۔۔

تم۔۔۔ تم دونوں نے میرے یقین کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔۔ اور آئزل ”
تم۔۔۔ مجھے تم سے یہ اُمید نہیں تھی۔۔“ اس نے بے یقینی سے بہن کی

جانب دیکھتے تا سنی انداز میں دکھ کا اظہار کیا تھا، ساتھ ہی وہ لنگڑا کر چلتا تخت پر گرنے کے انداز میں بیٹھا تھا۔

نہیں مجتبیٰ! ایسا نہیں ہے میرے بھائی۔۔۔“ وہ بھائی کو دہری تکلیف میں ”بتلہ دیکھ تڑپ کر قریب آئی تھی۔

آنزل چلی جاؤ میری نظروں کے سامنے سے۔۔۔“ اس نے رخ پھیر ”لیا۔

مجتبیٰ میرے بھائی۔۔۔“ وہ مسلسل رورہی تھی۔۔۔ جبکہ اہان بالکل ”خاموش کھڑا تھا۔

اگر گھر کے بڑے اس رشتے کے لئے نہیں مانے تو تم لوگوں نے یہ رستہ ”
تلاش کر لیا۔ اس سے تو مجھے کوئی امید نہیں ہے مگر آئزل تم۔ اتنا بڑا
قدم اٹھانے سے پہلے تمہیں ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا۔“ وہ سرخ
آنکھوں میں شکوہ لئے رنجیدگی سے بولا تھا۔

”مجتبیٰ ایک بار ہماری بات۔۔۔“

اپنی بہن سے بات کر رہا ہوں میں۔ بہتر ہے کہ تو یہاں سے اپنی شکل ”
لے کر دفعہ ہو جا۔“ پاس بیٹھی آئزل سہم گئی تھی، ساتھ ہی نظر گھٹنوں
سے پھٹی ہوئی پینٹ پر گئی تھی۔

مجتبیٰ تمہارے چوٹ لگی ہے۔ اہان ڈاکٹر کو بلاؤ پلیز!“ وہ سب کچھ نظر ”
انداز کرتی اسکے پاؤں میں بیٹھ گئی تھی۔

پیچھے ہٹو آ نزل!“ اس نے ناگواری سے کہا، وہ اسکی بڑی بہن تھی اور اسے
قطعاً گوارہ نہیں تھا کہ وہ اسکے پاؤں کو ہاتھ لگاتی۔۔

اس وقت تو کوئی ڈاکٹر نہیں ملے گا مجتبیٰ میرے ساتھ ہسپتال چل۔۔“
”اہان بھی ذرا پریشان سا نزدیک آیا۔۔

میں نے کہا نادور رہو تم دونوں مجھ سے۔۔“ وہ انتہائی ضبط سے غرایا تھا۔“

نکاح کیا ہے ہم نے۔۔۔ کوئی گناہ نہیں کیا۔۔ اور یہ نکاح، کب
، کہاں، کیسے، اور کس نے کرایا تھا یہ بھی میں جلد بتاؤنگا۔“ اس بار اہان
مجتبیٰ کے کندھے پر سختی سے ہاتھ جماتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا، ساتھ ہی

آنزل کا بازو پکڑ کر اسے تخت پر بیٹھایا تھا، جو بھائی کی تکلیف میں تڑپی جا رہی تھی۔۔

مجتبیٰ دیکھو اب تو خون بھی جم گیا ہے۔۔۔ ہسپتال چلے جاؤ اہان کے ”
ساتھ۔۔“ تیزی سے دونوں سرخ پڑتے گال بیدردی سے رگڑتی وہ بہت
آس بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔

آنزل جاؤ ابھی یہاں سے۔۔۔۔۔“ مجتبیٰ رخ پھیر گیا، جی اہان ”
فرسٹ ایڈ باکس ڈھونڈ کر لانے کی غرض سے پلٹا ہی تھا کہ مجتبیٰ کی سخت
آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔

کہاں جا رہے ہو؟ جہاں بھی جا رہے ہو اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ”
جاؤ۔۔“ آنزل نے بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

مجتبیٰ یہ کیا کہہ رہے ہو؟“ اہان اسکی بات نظر انداز کرتا خود کمرے کی ”
جانب بڑھا تھا، جبکہ آنرل نے شکوہ کناں نظروں سمیت اسکی جانب دیکھا
تھا۔۔

پھر کیا کہوں؟ چوری چھپے نکاح کر لیا۔۔ تو اب رخصتی بھی کرو۔۔ اور جاؤ“
یہاں سے۔۔“ وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے تھے۔۔

کیا کرنا ہے کیا نہیں۔۔ اس بات کا فیصلہ ہم بعد میں کریں گے۔۔ مگر پہلے“
تمہاری بینڈج کرنا ضروری ہے۔۔“ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔۔

بہت مہربانی آپ دونوں کی۔۔ اب آپ تشریف لے جاسکتے ہیں۔“ وہ“
ناگوار لہجے میں غرایا۔۔

او کے! مگر پہلے بینڈج!“ وہ بھی اپنی ضد کا پکا تھا۔۔۔

ہاں مجتبیٰ پہلے بینڈج کرالو۔۔ میں تمہارے لئے ہلدی دودھ لے کر آتی۔۔۔
 ہوں۔۔۔“ وہ اپنی جگہ پر اہان کو بیٹھنے کے لئے جگہ دیتی خود، بھاگ کے کچن
 کی جانب بڑھی تھی۔۔ جبکہ اہان اپنی جگہ بنا کر جلدی سے بیٹھا تھا، کہیں یہ
 بد دماغ ہیر و پھر سے نخرے نہ شروع کر دے۔۔۔

Zubi Novels Zone

رات کے ایک بج رہا تھا، جس وقت عریشہ گھر میں داخل ہوئی تھی۔ ہر سو
 سناٹا سا چھایا ہوا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی کارپورچ کا حصہ عبور

کرتی مصطفیٰ پیلس میں انٹر ہوئی تھی۔۔ جہاں سامنے ہی وہ اسکی منتظر بیٹھی تھیں۔۔

آئی آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟“ وہ زنیہ کو جاگتا دیکھ حیران ہوئی۔“

ہاں جاگنا پڑا۔۔“ وہ ذرا غصے سے بولیں تھیں۔۔ عریشہ نے کان کھجا کر سر جھکا لیا تھا۔۔

میں نے منع کیا تھا نا آپ کو۔۔ جانتی بھی ہیں مصطفیٰ کس قدر خفا ہو رہا تھا“
مجھ پر۔۔۔“ عریشہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔۔

آئی ایم ریٹلی سوری آئی۔۔۔ میری وجہ سے آپ کو مصطفیٰ کے سامنے ”
شرمندہ ہونا پڑا۔“ وہ لب دانتوں تلے دبائے خفت زدہ سی بولی، جن کی
گھورتی نگاہیں اسی پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔

آپ اتنے سالوں بعد پاکستان واپس آئی ہیں۔۔ جبکہ آپ یہ بات بہت ”
اچھے سے جانتی ہیں کہ یہاں آپ کے کتنے دشمن ہیں۔۔“ وہ خاموش
رہی۔۔

جائیں جا کر آرام کریں۔۔ اب صبح بات کریں گے۔۔“ وہ خود اٹھ کر ”
اپنے کمرے کی جانب چل دیں تھیں۔۔ وہ دل کی بری عورت تو ہر گز نہیں
تھیں۔۔ مگر انہوں نے بھی جوان بیٹا کھویا تھا، اور ثمرہ کی یہاں موجودگی نے
انہیں ضرورت سے زیادہ ہی تلخ کر دیا تھا۔۔ ان کی ذات کا جو پہلو مصطفیٰ

گزشتہ دو چار روز سے دیکھ رہا تھا یہ کبھی ان کی شخصیت کا خاصہ نہیں رہا تھا۔۔۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد جبر ان صاحب جلدی روم میں چلے آئے تھے۔۔۔ جبکہ فرنازا انہیں پریشانی سے کمرے میں مارچ کرتا دیکھ نخوت سے سر جھٹکتی اپنی سائیڈ پر لیٹتی گہری نیند میں سو گئیں تھیں۔۔۔

وہ انہیں ایک نظر دیکھ صوفے پر سر گرائے گزرے وقت میں کھو گئے تھے۔۔۔ کتنے ہی آنسو تھے جو آنکھوں سے نکلتے کنپٹیوں میں جذب ہو گئے تھے۔۔۔

وہ پیچھے چار دن سے تھانے کچھریوں کے چکر لگا رہے تھے مگر شارق کی ”
 ضمانت کسی صورت منظور نہیں ہو سکی تھی۔۔ بیٹی کی قربانی بھی رائیگاں گئی
 تھیں۔۔ انہیں سوچ سوچ کر ہول اٹھ رہے تھے۔۔ اب نجانے اسکے
 ساتھ وہاں کیا ہو رہا تھا۔ یہی سوچتے سوچتے وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئے
 تھے۔۔۔۔



لو جلدی سے پی لو۔۔ تمہارا زخم جلدی بھر جائے گا۔۔ ”مجتبیٰ نے ایک ”
 نظر اٹھا کر آئزل کو دیکھا جو ہمیشہ کی طرح اسکی فکر میں گھلی جا رہی
 تھی۔ ایک نظر سنجیدہ سے بیٹھے اہان پر ڈال وہ گلاس تھام چکا تھا۔ جو بھی تھا
 مگر وہ اسکی اکلوتی بہن بھی تو تھی نا۔۔

رات زیادہ ہو گئی ہے میں نکلتا ہوں۔۔۔“ ماحول میں عجیب سی خاموشی ”
چھائی ہوئی تھی۔۔۔ آئزل وہیں کھڑی تھی۔۔۔ جبکہ مجتبیٰ خاموشی سے
چھوٹے چھوٹے سپ لے رہا تھا۔۔۔

کہاں جا رہے ہو،، میں نے تم سے کچھ کہا ہے۔۔۔“ وہ ایک بار پھر غصے سے ”
بولا تھا۔۔۔ اہان جو پلٹ کر جانے لگا تھا۔۔۔ ایک گہری سانس بھرتا پلٹ کر
اسکی جانب آیا تھا۔۔۔

دودن دے دو مجھے بس۔۔۔ میں خود عزت سے آئزل کو یہاں سے ”
رخصت کرا کر لے جاؤں گا۔۔۔“ اہان نے ایک نظر روتی ہوئی آئزل کو دیکھ
تخل سے کہا، جو سرخ آنکھوں سے سراٹھائے اسے ہی گھور رہی تھی۔۔۔

دودن کیا، ایک لمحہ بھی نہیں۔۔ جب نکاح کر لیا تو اب رخصتی بھی ابھی ”
 کرو۔۔“ اسے سوچ سوچ کر طیش آرہا تھا اسکی بہن اسکی بغیر اجازت بھلا اتنا
 بڑا قدم کیسے اٹھا سکتی تھی۔۔

کیا تمہیں اچھا لگے گا کہ میں تمہاری بہن کو یوں رات کے اندھیرے میں ”
 چوری چھپے رخصت کرا کر لے جاؤں؟ کیا عزت رہ جائے گی اس کی
 ؟ ساری زندگی لوگوں کی فضول باتیں سننے کو ملیں گی۔۔ اور قصور ہی کیا
 ہے اسکا یا میرا۔۔ کہ ہم نے نکاح کیا ہے بس؟؟؟ وہ بھی تم سب سے تنگ
 آکر۔۔“ اس بار اہان کو اسکے رویہ پر غصہ آیا تھا۔۔

تو آگر تمہارے ماں، باپ رشتے کے لئے نہیں راضی ہو رہے تو میں ”
 زبردستی اپنی بہن تمہارے حوالے کر دوں؟“ مجتبیٰ یکدم ہی طیش میں آتا
 اسکا گریبان تھام چکا تھا۔۔

”مجتبیٰ! آئزل کی چیخ نکلی تھی۔۔“

تمہارا بھائی پاگل ہو چکا ہے۔ رات کے اس پہر ناجانے کونسا تماشا لگانا”
چاہتا ہے۔۔“ وہ خفا ہوا تھا۔۔ مجتبیٰ نے ایک جھٹکے سے اسکا گریبان آزاد
کیا تھا۔۔

بہتر ہے کہ تم یہاں سے اپنی بیوی کو ساتھ لے جاؤ۔۔“ وہ ایک بار پھر”
اپنی بات پر آگیا تھا۔۔

بس کر دو مجتبیٰ! یہ گھر میرے باپ کا ہے۔۔ اور تم مجھے یہاں سے نہیں”
نکال سکتے۔۔ میں بڑی ہوں تم سے۔۔ اپنی زندگی کے لئے اگر کوئی فیصلہ

لے لیا تو کوئی گناہ نہیں کیا ہے میں نے سمجھے۔۔“ اس بار آنرل اسے بازوؤں سے پکڑ کے ذرا پیچھے دھکیلتی غصے سے بولی تھی۔۔

صحیح کہہ رہی ہو تم۔۔ تمہارا جو مرضی دل آئے وہ کرو۔۔ اس شخص سے ”نکاح تو کر ہی چکی ہو۔۔ باقی بھی تمہاری مرضی ہے۔۔ اس کے گھر میں اب ساری زندگی زلت کی گزارنا کیونکہ انکی والدہ تو اپنے ننھے کا کے بیٹے کے لئے تمہاری جیسی بڑی عمر کی لڑکی کو کبھی قبول نہیں کریں گی۔۔“ وہ آنرل کی بات پر شدید رنج کا شکار غصے سے پھنکارا تھا۔۔

”مجتبیٰ یہ نکاح ہم نے اپنی مرضی سے نہیں کیا۔۔ بلکہ ہمارا نکاح۔۔“

اہان رہنے دیں۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے اسے صفائیاں دینے ”کی۔۔ یقین کرنا ہے تو کرے نہیں کرنا تو اسکی مرضی۔“ وہ اہان کو خاموش

کرتی اس پر ایک غصے بھری نگاہ ڈالتی، تیز قدموں کی چاپ چھوڑتی اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔

مجھ پر نہیں تو اپنی بہن پر یقین کر لے بھائی۔۔ تجھے لگتا ہے وہ کچھ ایسا ویسا کر سکتی ہے؟“ اس بار اہان کے لہجے میں تاسف در آیا تھا۔

جب تیرے جیسا شیطان صفت آدمی ہو تو کوئی بھی معصوم لڑکی بہک کر سکتی ہے۔۔“ اس بار وہ دانت پیس کر گویا ہوا تو اس قدر سیریس سچو لکشن میں بھی اہان کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

انسان بن جاو نہ ضائع ہو جائے گا مجھ سے۔۔“ مجتبیٰ نے دانت پیسے۔۔“

اچھا یہ بتا کس سے لڑ کر آیا ہے؟“ وہ اس کے لہجے میں نرمی محسوس کر شیر ”
ہوا تھا۔

دودن صرف دودن کا وقت ہے تیرے پاس۔۔ عزت کے دائرے میں ”
اپنے ماں باپ کو یہاں لے کر آ آ نزل کا رشتہ مانگنے۔۔ ورنہ بھول جانا کہ
یہاں کوئی تمہاری بیوی بھی رہتی ہے۔۔“ وہ دانت پیس کر ذرا جتاتے لہجے
میں بولا تھا۔۔ اہان نے گھور کر دیکھا تھا۔۔

جتنا تو اڑیل کھڑوس ہے نا، اللہ کرے کوئی ضدی قسم کی ہی عورت تیرا ”
نصیب بنے آمین۔۔۔“ وہ آسمان کی جانب رخ کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا
جلدی سے منہ پر ہاتھ پھیر کر آمین بولتا مسکراہٹ ضبط کرتا گھر سے نکل گیا
تھا۔۔۔

شمرہ کی پوری رات آنکھوں میں ہی کٹ گئی تھی، کل اس نے زنیرہ کو عریشہ کی فکر میں بہت پریشان دیکھا تھا، مصطفیٰ کا بھی کئی بار فون آیا تھا، وہ اس سے بھی اُسکی خیریت پوچھتا رہا تھا۔

کتنی لکی تھی وہ، بھلے اسکے پاس سکے رشتے نہیں تھے مگر احساس کرنے والے اس قدر پیارے رشتے موجود تھے، جو اسکی ذرا سی غیر موجودگی پر پریشان ہو گئے تھے۔ جبکہ دوسری جانب ایک وہ تھی۔ جو سکے باپ، بھائی کے ہوتے ہوئے بھی پیچھلے چار دنوں سے لاوارثوں کی مانند زندگی گزارنے پر مجبور تھی۔

فجر کا وقت ہو گیا تھا، مساجد سے آتی اذانوں کی آوازاں سماعتوں سے ”
 ٹکراتی اسکی لایعنی سوچوں میں خلل پیدا کر چکی تھی۔
 وہ تھکی تھکی سی اٹھ کر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔ پورے وجود میں عجیب سا درد
 سرایت کر رہا تھا، اگریوں کہا جاتا کہ وہ گزرے پانچ سالوں میں زہنی
 مرنضہ بن گئی تھی تو یہ غلط نہ تھا۔ اور اب رہی سہی کثرت اس حادثے نے
 پوری کر دی تھی۔

ایک گہری سرد آہ خارج کرتی وہ بستر سے اٹھ کر پاؤں میں چیل اڑستی وضو
 کی غرض سے واشروم کی جانب بڑھ رہی تھی کہ جھبی نگاہ ان شاپنگ
 بیگز پر گئی تھیں اور پھر کان میں مصطفیٰ کی ماں کے الفاظ گونج اٹھے تھے۔
 دانتوں تلے لب چباتی ان بیگز سے ایک مناسب سمپل سے لیونڈر کلر کا
 جوڑا نکالتی وہ واشروم میں بند ہو گئی تھی۔
 تھوڑی دیر بعد وہ شاور لیتی سیدھی واشروم سے باہر آئی تھی۔ اور مصلہ
 پچھا کر نماز فجر ادا کی تھی۔

دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو لبوں پر لفظ ٹھہر سے گئے تھے۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے۔

لب کپکپا اٹھے تھے۔ دل میں درد سا بڑھ گیا تھا۔ وہ چاہ کر بھی اپنے جذبات پر قابو نہیں کر سک رہی تھی۔ دعا کے لئے اٹھائے گئے ہاتھ کپکپا سے گئے تھے۔

یا اللہ میری مشکل آسان کر دے۔۔۔“ وہ دیر تک آنسو بہانے کے بعد ”وہ بس اتنا ہی بول سکی تھی۔۔۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اللہ سے کیا مانگے، مصطفیٰ کی محبت جو پہلے ہی اسکا ہاتھ تھا منے کا منتظر تھا یا پھر بھائی کی زندگی جو بیچ منجھدار میں پھنس سی گئی تھی۔۔۔

یا اللہ مجھے صبر دے۔۔۔“ سسکتے سسکتے ایک بار پھر لفظ لبوں سے آزاد ”ہوئے تھے۔ اور پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی جائے نماز پر ہی سجدہ میں گری رونے لگی تھی۔۔۔ دل پر بوجھ سا تھا جواب آنسوؤں کے راستے نکل رہا تھا۔۔۔ وہ ایک بار پھر اپنی تنہائیوں کے سہارے اپنے رب سے ہم کلام

تھی کہ ایک بس وہی تھا جو اسکی ہر بات سنتا تھا، اور کبھی اسے اپنے در سے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا تھا۔۔۔

مصطفیٰ اپنی عادت کے مطابق صبح صبح جاگنے کا عادی تھا، ساری رات سو نہیں سکا تھا مگر اسکے باوجود وہ جلد بیدار ہو گیا تھا۔۔۔

سب سے پہلا خیال ثمرہ کا آیا تھا جسے وہ نماز ادا کرنے کے بعد کال کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔ موبائل ایک طرف کور کھتے اپنے پی اے کے میسجز چیک کرتا وہ واشروم کی جانب بڑھتا تھا۔۔۔

وہ موبائل کی آواز پر چونک کر بیدار ہوئی تھی۔۔۔ اپنے آنسو پونچھ کر کھڑی ہوتی وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھے اپنے موبائل کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ جہاں سامنے اسکرین پر مصطفیٰ کا نمبر جگمگ کر رہا تھا۔۔۔

السلام علیکم!“ نماز کا بندھا دوپٹہ لوز کرتے دھیرے سے لہجے میں سلام ”
کیا تھا، وہ جو کچن میں کھڑا اپنے لئے جو س بنا رہا تھا ثمرہ کی آواز سن لبوں پر
ایک خوش کن مسکراہٹ کھل گئی تھی۔

وعلیکم السلام! گڈ مارنگ مسز!“ اس کے لہجے میں بیتے زمانوں کی بشاشت ”
محسوس کرو وہ ہولے سے مسکرائی تھی۔

گڈ مارنگ! کیسے ہیں مصطفیٰ!“ وہ ہمیشہ والے لہجے میں بولی تھی۔ ”
رات جیسا ہی ہوں سیم۔۔ ویسے میرا نام احد ہے آپ ہمیشہ مصطفیٰ ہی ”
کیوں پکارتی ہیں؟“ ثمرہ جو اپنے دوپٹے کے ٹسلز سے کھیل رہی تھی، اس کے
سوال پر لب دانتوں تلے دبا گئی، وہ پہلے بھی کئی بار یہ سوال کر چکا
تھا۔۔ صرف اس کے اپنے ہی تھے جو اسے اس نام سے پکارتے تھے اور ثمرہ کو
چھیڑنے میں اسے مزاح آتا تھا۔۔

آج کوئی میٹنگ نہیں ہے آپ کی؟“ رات کی باتوں کا اثر تھا کہ وہ اس ”
وقت متوازن لہجے میں مخاطب تھی۔

آپ نے جواب نہیں دیا۔۔۔“ پروٹین شیک کا گلاس لبوں سے لگاتاب ”
اسکا رخ لاؤنچ کی جانب تھا۔

کیا جواب دوں؟“ وہ خواہ مخواہ ہی جذبہ ہوئی۔“
وہی جو میں سننا چاہتا ہوں۔۔۔“ اس کے لہجے کی گھمبیر تا پر ہتھیلیاں پسج گئی ”
تھی۔۔۔

کیا ہم ویڈیو کال پر بات کر سکتے ہیں؟“ دوسری جانب سے خاموشی ”
محسوس کرو وہ آس بھرے لہجے میں سوالیہ بولا۔۔۔
اس وقت؟ نہیں۔۔۔ میرا مطلب۔۔۔ میں باہر جا رہی ہوں۔۔۔“ وہ اس ”
تقاضے پر یکدم ہی گھبرا کر پہلو بچانے کی کرنے لگی۔۔۔
اس وقت باہر جا کر کیا کریں گی؟“ وہ مسرور سے لہجے میں سوالیہ گویا ”
ہوا۔۔۔

وہ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔۔ ناشتہ کرنے جا رہی ہوں۔۔۔“ وہ جلدی ”
سے گھبرا کر بولی تھی۔۔۔

او کے! میں بھی ریڈی ہونے جا رہا ہوں۔ کچھ دیر میں میٹنگز ہیں۔“

میری۔۔ شام کو بات ہوتی ہے۔۔ اپنا خیال رکھئے گا۔۔ اللہ حافظ!“ وہ اس کے لہجے میں گھبراہٹ محسوس کر سنجیدگی سے بولتا رابطہ منقطع کر گیا۔۔

جبکہ ثمرہ ایک لمحے کو ٹھہر گئی تھی۔۔ کیا وہ اس سے ناراض ہو گیا تھا۔۔۔

دپہر کے بارہ بج رہے تھے۔۔ وہ ناشتہ کرنے کے بعد جو روم میں آکر بند ہوئی تھی۔۔ ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔۔

دپہر کا وقت ہونے والا تھا۔۔ بھوک سے برا حال تھا۔۔ وہ نجانے کیوں زنجیرہ بیگم کا سامنہ کرنے سے کتر اسی رہی تھی۔۔۔ وہ مسلسل کمرے میں مارچ کر رہی تھی۔۔۔ صبح کے بعد سے مصطفیٰ کی بھی کوئی کال موصول نہیں ہوئی تھی۔۔۔ شاید نہیں یقیناً وہ کام میں بزی تھا۔۔ وہ اپنی ہی سوچ بچار میں گم تھی کہ جبھی کوئی ملازمہ دروازہ کھٹ کھٹا کر روم میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

جی!“ اس نے ذرا چونک کر پوچھا۔۔۔“

میڈم نے باہر بلوایا ہے آپ کو۔۔۔“ اب ثمرہ کو ٹینشن ہونے لگی تھی۔۔۔“

آپ چلیں میں آتی ہوں۔۔۔“ وہ لب چباتی باہر کی جانب بڑھی۔۔۔“

اف! اب نجانے آنٹی کیا کہنے والی ہیں۔۔۔“ وہ ان کے سخت لہجے کے

باعث خائف خائف سی تھی۔۔۔ پھر گہری سانس بھرتی قدم باہر کی جانب

اٹھا چکی تھی۔۔۔

زنیرہ بیگم ملازمین کو لائن سے کھڑا کئے انہیں کچھ ہدایات کر رہی

تھیں۔۔۔ جبکہ لاؤنج میں پڑے صوفوں پر لاپرواہی سے بیٹھی عریشہ اپنے

موبائل میں مصروف تھی۔۔۔

جی آنٹی آپ نے بلایا؟“ اس نے قریب آ کر دھیمی سی آواز میں

پوچھا۔۔۔ زنیرہ نے ایک نظر اس کے سر پر ڈالی تھی جو مصطفیٰ کی گئی

عنایتوں کے باعث دمک رہی تھی۔۔۔ وہ صبح سے ہی انکی آنکھوں میں کھٹک

رہی تھی۔۔ مصطفیٰ تو اسکے عام سے عین نقش اور سراپے کا دیوانہ تھا اور اب تو وہ مکمل طور پر اسکی پسند میں ڈھلی ہوئی تھی۔۔

جائیں آپ لوگ اپنا کام کریں۔۔“ تمام ملازمین سر جھکائے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے، جبکہ اب وہ باقاعدہ طور پر قدم اٹھاتی نزدیک چلی آئی تھیں۔۔ اور تنقیدی نظروں سے اسکے سراپے کا جائزہ لیا

تھا۔۔ گندمی نین نقش میں عجیب سی کشش تھی۔۔

تم اس گھر میں کس حیثیت سے موجود ہو؟“ انکا سوال انتہائی غیر متوقع تھا۔۔ ثمرہ نے ایک نظر پیچھے بیٹھی عریشہ کو دیکھا جو موبائل سائیڈ پر رکھتی اب باقاعدہ طور پر انکی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔

کچھ پوچھا ہے میں نے۔۔“ اسکی خاموشی پر انہوں نے سوال دہرایا تھا۔“ جانتی تو ہیں آپ؟“ اس نے نگاہیں جھکالی تھیں۔۔

تو پھر ہر وقت کمرے میں مہارانی بن کر کیوں گھسی بیٹھی رہتی ہو؟؟ گھر کے کام کاج کون کرے گا؟ کیا مصطفیٰ کی ہمدردی کو محبت سمجھ رہی ہو؟ یا

اپنی اوقات بھول گئی ہو؟“ عریشہ کے سامنے اس قدر بے عزتی پر ثمرہ کو شدید شرمندگی محسوس ہوئی تھی۔

بولو اپنی اوقات بھول گئی ہو کیا؟؟ کیا کہا تھا تم نے مجھ سے کہ آنٹی میں ”یہاں۔۔۔۔۔“ وہ اپنا جملہ مکمل کرنے ہی لگیں تھیں۔

آنٹی پلیرز! جو بھی کام ہے آپ مجھے بتا سکتی ہیں۔۔۔ میں سب ”کرد و نگ۔۔“ وہ نہیں چاہتی تھی کہ عریشہ کے سامنے اُسے سبکی اٹھانی پڑے۔

اچھا تو اب گھر کے کاموں کی فہرست بھی۔۔ میں تمہیں فراہم ”کرونگی؟؟“ وہ تیز لہجے میں بولیں تو ثمرہ سہم کر نگاہیں جھکا گئی۔۔۔

لانڈری ایریا میں جاؤ اور میشین لگاؤ۔۔۔ آج سے گھر کے سارے ”کپڑے دھونے کی ذمہ داری تمہاری ہے۔۔ لیکن مصطفیٰ کے کپڑوں کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ ایک بات اور۔۔۔ یہ بات مصطفیٰ کو پتہ نہیں لگنی چاہئے۔۔ ورنہ تمہارے ساتھ بالکل اچھا نہیں ہوگا۔“ ثمرہ

نے بے یقینی سے انکی جانب دیکھا تھا، یہ وہی عورت تھیں جو پانچ سال قبل
بڑے محبت سے اسے بہو بنانے کی چاہ لئے انکی دہلیز پر سوالی بن کر آئی
تھیں۔۔

اب کھڑی کھڑی شکل کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔ جاؤ جا کر کام دیکھو۔۔۔ ”ثمرہ“
پورے وجود سے اچھل پڑی تھی۔ اور پھر تیز قدموں سے وہاں سے نکلتی
چلی گئی تھی۔۔۔ جبکہ عریضہ کندھے اچکاتی واپس سے موبائل پر لگ گئی
تھی۔۔۔

ثمرہ واشنگ ایریا میں موجود کپڑے مشین میں ڈال رہی تھی۔۔۔ دپہر سے
بھوک پیاسی وہ محنت مشقت میں لگی ہوئی تھی۔ اور اب شام کے پانچ بج
رہے تھے۔۔۔ مسلسل تین گھنٹے کھڑے ہو کر کپڑے ڈالنے اور نکالنے کے
باعث کمر اکڑ سی گئی تھی۔۔۔ باپ کے گھر زندگی جیسی بھی صحیح مگر اس نے

کبھی یہ کام نہیں کئے تھے، اور اب تمام کام کرتے اُس کے اعصاب جواب دے گئے تھے۔۔۔

ثمرہ بی بی!“ وہ جو چھوٹے سے اسٹول پر بیٹھی کپڑے نچوڑ کر ڈرائیر میں ڈال رہی تھی، ملازمہ کی آواز پر یکدم چونکی۔۔

بی بی یہ آپ کا موبائل کب سے کمرے میں بچ رہا ہے۔۔“ ثمرہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر گیلے ہاتھوں سے اس کے ہاتھ سے موبائل لیا تھا۔۔ جہاں مصطفیٰ کالنگ جگمگ کر رہا تھا۔۔

السلام علیکم! وہ قدم اٹھا کر ذرا فاصلے پر آگئی تھی۔۔۔

وعلیکم السلام! کیسی ہیں آپ۔۔ اور میں کب سے کال کر رہا ہوں، آپ“ میری کال کیوں نہیں ریسپو کر رہی ہیں؟“ دوسری جانب سے اُبھرتی نقشیش بھری آواز پر ناچاہتے ہوئے بھی اُسکی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔۔

جی جی۔۔۔ آپ نے بتایا نہیں مصطفیٰ!“ اس نے ایک بار پھر سوال دہرایا۔“
 تھا۔۔۔ اب وہ کمرے میں آگئی تھی۔۔۔ لباس مکمل بھیگا ہوا تھا۔۔
 ہم! شاید دو دن مزید لگے گے۔۔۔“ اس نے ماتھا کھرچ کر کہا۔۔“
 کیا آپ میرا انتظار کر رہی ہیں؟“ وہ اچانک سے سوالیہ لہجے میں گویا ہوا۔“
 تھا۔۔۔ ثمرہ جو دوپٹے سے اپنے ہاتھ خشک کر رہی تھی۔۔۔ ایک لمحے کو
 ٹھہری۔ مگر خاموش رہی۔۔۔
 کیا آپ میرا انتظار کر رہی ہیں ثمرہ۔۔۔۔۔“ اس نے ایک بار پھر مزید۔“
 سوال کیا تھا۔۔۔ اس کے لہجے میں نرمی ہی نرمی تھی۔۔۔ ثمرہ کا دل کیا چیخ کر
 بول دے کہ وہ واقعی اسکی منتظر تھی۔۔۔
 آپ خیر سے آئیں مصطفیٰ! آنٹی اور عریشہ آپ کی کمی محسوس کر رہی۔“
 ہیں۔۔۔“ وہ بات کو گول کر گئی۔۔۔ مصطفیٰ کے لبوں پر مسکراہٹ
 کھل گئی تھی۔۔۔

مطلب آپ کو میری کمی بالکل بھی محسوس نہیں ہو رہی۔۔۔“ وہ اب ”
 شرارت پر اتر آیا تھا۔۔۔
 آنٹی آج کافی رو رہی تھیں منزل کو یاد کر کے۔۔۔“ ثمرہ نے اسکی ذومعنی ”
 باتوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے جان بوجھ کر منزل کا ذکر چھیڑا
 تھا۔۔۔ دوسری جانب مصطفیٰ کے لبوں سے نہ صرف مسکراہٹ جدا ہو گئی
 تھی بلکہ وہ پریشان بھی ہو گیا تھا۔۔۔
 روکیوں رہی تھیں۔۔۔ میں بات کرتا ہوں۔۔۔“ اس کا لہجہ سپاٹ سا ”
 ہو گیا تھا۔۔۔ دونوں جانب خاموشی سی چھا گئی تھی۔۔۔
 آپ کے والد صاحب، آپ کے بھائی کے لئے کافی پریشان ہیں۔۔۔ وہ ”
 روزنت نئی سفارشیں لگا رہے ہیں کہ کسی بھی طرح شارق کی ضمانت
 ہو جائے۔۔۔“ ثمرہ نے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔ وہ اس ذکر کو چھیڑ کر اپنے
 لئے مشکل کر گئی تھی۔۔۔

مگر شاید وہ جانتے نہیں ہیں کہ جب انکی طرف سے بھیجی گئی اتنی بڑی ”
سفارش کسی کام نہ آئی تو باقی تو کسی گنتی میں ہی نہیں آتیں۔“ مصطفیٰ
ناچاہتے ہوئے بھی تلخ ہوا تھا۔ یہ ذکر چھیڑ کر ثمرہ نے خود اپنے ساتھ
زیادتی کی تھی۔ وہ جتنا چاہ رہا تھا انکار یلشن نارمل رہے ثمرہ اس کے لئے اتنی
ہی مشکل پیدا کر دیتی تھی۔

شاید آنٹی مجھے بلارہی ہیں احد! آپ آجائیں پھر بات ہوگی۔“ وہ جان
چھڑانے والے لہجے میں ذرا جتا کر بولتی اسکی طرف کا جواب سنے بغیر
موبائل آف کر گئی۔۔۔

مجتبیٰ کہیں جا رہے ہو کیا؟“ وہ رات سے ہی اس سے خفا خفا سا تھا۔ نہ
بات کر رہا تھا اور نہ ہی کسی بات کا جواب دے رہا تھا۔
مجتبیٰ!“ اس نے پاس آکر روہان سے لہجے میں پکارا تھا۔“

کیا مسئلہ ہے آنرل! تمہیں نظر نہیں آرہا۔۔۔ جاب تلاش کرنے جارہا۔۔۔
 ہوں۔۔۔ اور شام میں گھر میں کچھ اچھا سا انتظام کر لینا، اہان اپنے والدین
 کے ساتھ رشتہ مانگنے آئے گا۔۔۔“ آنرل کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔۔
 ابھی رخصتی کی جلدی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ابھی یہ سب جھنجھٹ۔۔۔
 نہ بڑھاؤ۔۔۔“ اس نے سمجھانا چاہا۔۔۔ وہ اپنے بھائی کے مالی حالات سے خوب
 واقف تھی۔۔۔

تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں نے اپنے ایک
 دوست سے بات کی ہے کچھ ادھار رقم کی۔ تمہاری رخصتی تو اچھے سے
 ہو ہی جائے گی فکر نہ کرو۔۔۔“ وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔۔۔
 مجتبیٰ! اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے میرے بھائی۔۔۔ تم بالکل ٹینشن
 نہ لو۔۔۔“ وہ صفائی لہجے میں بولنے لگی تھی کہ مجتبیٰ خاموش کرا گیا۔۔۔

آنزل دروازہ اندر سے لاک کر لو۔ اور کسی کے لئے دروازہ کھولنے کی ”
 ضرورت نہیں ہے۔ کوئی آئے تو مجھے کال کرنا۔ میں آ جاؤنگا۔“ اُس
 کے لہجے میں ایسا کچھ ضرور تھا جو آنزل کو خواہ مخواہ ہی شرمندہ کر گیا تھا۔
 خیر سے جاؤ۔“ وہ لب دبا کر بولتی خود دروازہ اندر سے مقفل کر گئی۔۔۔



وہ نوکری کی تلاش میں صبح ہی گھر سے نکل گیا تھا۔ اور اس وقت وہ کئی
 جگہوں پر انٹرویوز دیتا کسی دوسری فرم میں جا رہا تھا۔ اس وقت دوپہر
 کے بارہ بج رہے تھے۔۔۔ وہ بس کے انتظار میں کھڑا تھا۔ مگر بس تھی کہ
 آکر ہی نہیں دے رہی تھی جی بھی وہ رکشہ لینے کی غرض سے روڈ کراس کرتا
 جانے والے روڈ پر آ گیا تھا۔ اور ہاتھ دے کر ایک رکشہ روکا تھا۔

کیا چار سو روپے؟؟ اوہ بھائی کیا ہو گیا یہاں دو قدم پر ہی تو ہے ”
 آفس۔۔“ وہ اس وقت اپنی دوسری منزل سے کوئی تقریباً دو کلو میٹر کی
 دوری پر ہی تھا۔۔ اور رکشہ والا علاقہ کے حساب سے منہ کھول رہا
 تھا۔۔۔

تو بھائی دو قدم پر ہے تو رکشہ کیوں کر رہا ہے۔۔ پیدل ہی چلا ”
 جا۔۔“ رکشہ والا بھی کوئی بل گیٹس کی اولاد تھا۔ دو کھری کھری سناتا یہ جا
 اور وہ جا۔۔۔۔

اس ملک کے غریب بھی صرف نام کے غریب ہیں۔۔ ذرا سا اللہ ہاتھ پکڑ ”
 لے فوراً آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔۔ ایک ہم جیسے مڈل کلاس
 ہیں۔۔ جن کی پوری زندگی بھرم قائم رکھنے میں ہی گزر جاتی ہے۔۔ پیٹ
 میں روٹی نہ ہو مگر بھرم لاکھ پتی والا ہونا چاہئے۔۔“ وہ خود ساختہ قیاس کرتا
 تیز ٹریفک کے باعث سائیڈ پر ہوا تھا۔۔ تیز چلچلاتی ہوئی دھوپ پہلے ہی نام

پتہ پوچھ رہی تھی سونے پر سہاگاہیہ رکشہ والا۔۔۔ وہ شدید پریشانی کے باعث اپنے پاس رکنے والی گاڑی بھی نوٹس نہیں کر سکا تھا۔۔۔

اوتے ہیرو۔۔۔ کدھر!“ عریشہ جو آج دوبارہ ٹکراؤ پر ذرا حیران ہوئی

تھی۔۔۔ خود کو گاڑی سے باہر آنے سے روک نہیں سکی تھی۔۔۔

اف! اب یہ کہاں سے آگئی۔۔۔“ اس کے کل والے طرز تخاطب کے

بعد وہ ایک بات تو بخوبی سمجھ ہی گیا تھا کہ یہ لڑکی بہت پہنچی ہوئی چیز

تھی۔۔۔ جو اسے لحیم شحیم مرد کو لیڈیز طبیعت کہہ سکتی تھی اس سے کوئی بعید

نہیں تھی۔۔۔ وہ اور کیا کیا کہہ ڈالتی۔۔۔

رکشہ!“ اس نے ہاتھ دے کر رکشہ والے کو روک دیا تھا۔۔۔ عریشہ نے

منہ کھول کر ہونقوں کی مانند اس کا نظر انداز کرنا ملاحظہ کیا تھا۔۔۔

کیا ہو گیا ہے بھائی۔۔۔ میں مرتخ پر جانے کی بات نہیں کر رہا ہوں یہیں

قریب میں آفس ہے۔۔۔ آپ سے پہلے والا چار سومانگ رہا تھا اور اب آپ

چھ سو۔۔ بھئی واہ۔۔،، مجتبیٰ تو ان رکشے والوں کی فرمائشوں پر عیش عیش کر اٹھا تھا۔۔۔

تو بھائی صاحب ڈی ایچ اے میں کھڑے ہو کر بھی حساب لگا رہے ”
 ہو۔۔ روڈ دیکھ رہے ہو۔ یہاں اور کوئی پبلک ٹرانسپورٹ نہیں
 چلتی۔۔۔ اور یہاں سے گزرنے والے سب رئیس زادے ہیں۔۔۔ ان
 امیر باپ کی اولاد سڑکوں پر بیچ میں گاڑی چلانا خود کو موت کے منہ میں
 دینے کے مترادف ہے۔۔۔“ وہ رکشے والا بھی کوئی بہت ہی گھاگ قسم کا
 بندہ تھا۔۔ مجتبیٰ نے ایک نظر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی عریشہ پر ڈالی جو بغور
 رکشے والے کی باتیں سن رہی تھی۔۔

کہہ تو آپ بالکل ٹھیک رہے ہیں بھائی۔۔ یہ لوگ واقعی میں ان سڑکوں ”
 کو اپنے باپ کی سڑک سمجھتے ہیں۔۔ سڑک پر چلنے والے انسان کم اور
 کیڑے مکوڑے زیادہ لگتے ہیں۔“ وہ رات والا واقعہ یاد کر طنزیہ بولتا اس چھ
 سو والے رکشے میں ہی بیٹھ گیا تھا۔ جبکہ عریشہ نے نوٹس کیا تھا وہ ابھی بھی

لنگڑا کر چلتا اس سے پیچھا چھڑانے کی غرض سے وہاں سے نکلتا چلا گیا
تھا۔۔۔

بیوقوف پاکستانی۔ پہلے چار سو میں نہیں مان رہا تو اور اب چھ میں چلا
گیا۔۔۔۔۔“ وہ بڑبڑاتی ہوئی واپس گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔۔۔ آج وہ مصطفیٰ
اور زنیہ کی تنبیہ کے باثدن میں باہر نکلی تھی۔۔۔

کراچی کے پوش علاقے میں بنے سفید سنگ مرمر سے بنے سکندرولا میں
اس وقت گھمسان کارن چھڑا ہوا تھا۔۔۔
ابان مسلسل اپنی ماں کو آئزل کے لئے راضی کرنے میں کوشاں تھا، جبکہ وہ
تھیں کہ اپنی ضد پر اڑی ہوئی تھیں۔۔۔
ممی پلیز! آخر کب تک ضد لگا کر رکھیں گی۔۔۔ آئی لوہر۔۔۔ میں شادی
کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اب پلیز اس اسٹیٹس اور عمر کے فرق سے باہر

آجائیں۔۔۔“ گہری سیاہ آنکھیں ضبط کے باعث سرخ پڑ رہی تھیں۔۔۔ جبکہ وہ تھیں کہ ہنوز اپنی ضد پر اڑی ہوئی تھیں۔۔۔ مہروز صاحب کچھ سمجھائیے اپنے لاڈلے کو۔۔۔ کہ وہ لڑکی ہمارے ”خاندان میں کسی صورت ایڈجسٹ نہیں کر سکتی۔۔۔“ شیفون کی پلین ساڑھی زیب تن کئے وہ اس عمر میں بھی خاصی پرکشش اور گریس فل خاتون تھیں۔۔۔

بیگم! گھر کی بچی ہے۔۔۔ اب آپ اپنی ضد چھوڑ دیں۔۔۔“ انہوں نے تحمل ”مزاجی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔“

گھر کی بچی؟ آپ کے دوست کی بیٹی ہے تو گھر کی بچی ہو گئی، بھئی واہ اور ”میری بھانجی اسکا کیا۔“ وہ ذرا خفا ہوئیں۔

آپ اکلوتے لاڈلے بیٹے کی پسند پر بھی تو نظر ثانی کریں ذرا۔۔۔“ انہوں نے ”بیٹا کو غصہ ضبط کرتا دیکھ کہا۔۔۔“

شام میں، میں اور بابا مجتبیٰ کے گھر جارہے ہیں آنرل کا ہاتھ مانگنے۔ اور ”
آپ کو بھی ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔“ وہ اپنی ضد کا کتنا پکا تھا یہ بات ان
دونوں میاں بیوی کے علاوہ اور کون جان سکتا تھا۔

اہان میں اس لوئر کلاس لڑکی کو کبھی اپنی بہو تسلیم نہیں کر سکتی۔ پہلے ہی ”
مجھے تمہاری اور تمہارے باپ کی یہ دوستیاں ہضم نہیں ہوتیں تھیں کجا کہ
اب تمہاری ضد۔۔“ انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔۔۔
مام پلیز! بابا سمجھائیں انہیں۔۔“ اس نے بے چارگی سے باپ کی جانب ”
دیکھا۔۔

تم بے فکر ہو جاؤ۔ شام میں ہم ضرور تمہارے ساتھ جائیں گے۔۔“
انہوں نے اُسکی مشکل آسان کی تھی۔۔۔

میں پھر مجتبیٰ کو کنفرم کر دوں نا۔۔“ اس نے تصدیقی لہجے میں پوچھا۔۔“
ہاں بھئی کر دو۔ شادی کرنی ہے یا نہیں اس بات کا فیصلہ ہم بعد میں کریں ”
گے۔“ اس بار تحمیدہ بیگم نے بات ختم کی تھی۔۔۔

یہ منظر ہے مصطفیٰ پیلس کے باورچی خانے کا جہاں زنیہ بیگم گک کی چھٹی کر چکی تھیں، اور ملازمین کو باقی تمام کام سونپ گئیں تھیں۔ جبکہ روز کے کپڑے دھونے کے ساتھ ساتھ کھانا بنانے کی ذمہ داری بھی اب ثمرہ کے ذمہ تھی۔۔۔

اس وقت بھی وہ پسینے سے شرابور رات کے کھانے کا اہتمام کرنے میں جتی ہوئی تھی۔ گندمی رنگت مسلسل تین گھنٹے سے چولہے کے پاس کھڑے ہونے کے باعث سرخ ہو رہی تھی، نازک ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے۔۔ جن ہاتھوں نے کبھی ہل کر پانی بھی نہ پیا تھا اب نہ جانے کیا کیا کر رہے تھے۔۔ مصطفیٰ کی صبح کال آئی تھی۔ مگر وہ چاہ کر اسے یہاں کے حالات کے بارے میں آگاہ نہیں سکی تھی۔۔

دلہن!“ یہ الماس خالہ تھیں، جو چار روز کی چھٹی کے بعد آج لوٹی“ تھیں۔۔

السلام علیکم خالہ!“ اس نے انہیں دیکھ خوش دلی سے کہا جبکہ ہاتھ تیزی
سے الٹی سیدھی پیاز کاٹنے میں لگے تھے۔۔۔ آنکھوں سے آنسو جاری
تھے۔۔

یہ سب کیا کر رہی ہیں آپ۔ کک کہاں گیا؟“ اس کی حالت دیکھ انہیں
حیرانگی ہوئی تھی۔۔

پتہ نہیں، میں بس رات کا کھانا بنا رہی تھی۔۔“ وہ صرف پیاز کی جلن کا
پانی نہیں تھا۔۔ رندھی آواز اسکے درد کی گواہ تھی۔۔

آپ یہ سب چھوڑیں۔۔ آرام سے بیٹھیں میں کرتی ہوں۔۔“ انہوں
نے تیزی سے اسکے ہاتھ سے چھری لی تھی۔۔ جی بھی وہاں زنیرہ انٹر ہوئی
تھیں۔۔

آپ یہاں کیا کر رہی ہیں الماس!“ زنیرہ کی آواز پر ثمرہ سہم سی گئی
تھی۔۔

وہ بیگم صاحبہ۔۔ دلہن اکیلے۔۔ ”انہوں نے صفائی میں کچھ کہنا چاہا، جبکہ ”
 ثمرہ اب دوسرا چولہا جلاتی چکن کا سالن بنانے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔
 الماس دلہن کا اپنا گھر ہے۔۔ گھر کے کچن میں گھر کی بہو سیٹیاں کام نہیں
 کریں گی تو کون کرے گا۔۔ آپ بے فکر رہیں۔۔ اور انہیں انکا کام کرنے
 دیں۔۔“ انہوں نے رسائیت سے جتنا تے لہجے میں کہا، نظریں ثمرہ کے
 سرخ چہرے پر مرکوز تھیں۔۔

مگر بیگم صاحبہ ثمرہ بی بی کو تو ان سب کاموں کی عادت بھی نہیں ”
 ہے۔۔“ انہوں نے حیرانگی کا اظہار کیا۔۔

عادت نہیں ہے تو اب ہو جائے گی۔۔“ الماس خاموش رہیں تھیں۔۔ ”
 آپ میرے ساتھ آجائیں۔۔ گھر کے بہت سے کام ہیں جو آپ کے ”
 انتظار میں ادھورے پڑے ہیں۔۔“ وہ انہیں لئے باہر کی جانب بڑھ
 گئیں تھیں۔۔

جبکہ پیچھے موجود ثمرہ نے بیدردی سے اپنے گال رگڑ ڈالے تھے، اس زندگی کا انتخاب کرنا اسکا ذاتی فیصلہ تھا۔ اور اب اسے اسی زندگی کے ساتھ نبھنا بھی کرنا تھا۔۔۔

قصویٰ ملازمین کی ہمراہی میں مصطفیٰ پیلس کے مہمان خانے تک آئی ”تھی۔

میڈم آپ یہاں بیٹھیں۔۔ میں بیگم صاحبہ کو آپ کی آمد کی اطلاع پہنچا دیتی ہوں۔۔“ قصویٰ نے سر ہلایا۔۔ جبکہ اب جانچتی نگاہیں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔ احد مصطفیٰ کا یہ محل نما گھرا سکی شخصیت کی ہی طرح بے حد خوبصورت اور شاندار تھا۔۔ دیواروں پر لگی نایاب پینٹنگز، شوپیس، چھت پر لگا جھومر ہر چیز ہی بیش قیمت اور انٹیک تھی۔۔

کیسا آنا ہوا لڑکی؟“ وہ ایک لمحے میں پہچان گئیں تھیں کہ وہ لڑکی ثمرہ کی ”بہن تھی۔۔

وہ آنٹی! میں ثمرہ سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔“ وہ انکی آمد پر احتراماً نشست
چھوڑ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

کون ثمرہ؟ وہ خون بہا میں آئی لڑکی۔۔۔ تم اس ثمرہ کی بات کر رہی
ہو؟“ وہ سخت الفاظ میں لہجے میں بے پناہ حقارت سموئے گویا ہوئیں
تھیں۔۔۔ جبکہ اپنے بیٹے کے قاتل کی دوسری بہن کو اپنے گھر کی چھت تلے
دیکھ غصہ آسمان چھو رہا تھا۔۔۔

خون بہا؟ آنٹی میرا بھائی ابھی تک جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے تو یہ
خون بہا کیسے ہو گیا۔۔۔ ویسے بھی احد مصطفیٰ نے یہ نگاہ اپنی مرضی سے کیا
تھا۔۔۔۔۔“ قصویٰ کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔

بہتر یہی ہے لڑکی کہ تم یہاں سے چلی جاؤ۔۔۔“ انہوں نے رسائیت سے
کہا۔۔۔

میں اپنی بہن سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔“ اس نے ٹھوس لہجے میں کہا۔۔۔

آپ کی بہن تھی۔۔ اب اس گھر میں وہ خون بہا کی حثیت سے موجود ”
 ہے۔۔ اور کسی خوش فہمی میں رہنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کہ
 مصطفیٰ نے یہ شادی محبت میں کی ہے۔۔ بلکہ مصطفیٰ تو گزشتہ چار روز سے
 دبئی میں ہیں اور ثمرہ کو وہ خود سرونٹس کو اٹر میں چھوڑ کر گئے
 ہیں۔۔ کیونکہ تمہاری بہن نے خود اپنا آپاں انکے سامنے پیش کیا
 تھا۔۔ اب بھگتو۔۔“ وہ انتہائی ناگواری سے بولیں تھیں۔۔ اسے حیرت
 ہوئی کیونکہ وہ ایسی تو نہ تھیں۔۔
 آنٹی اب آپ زیادتی کر رہی ہیں۔۔“ اس نے احساس دلانا چاہا۔۔
 زیادتی تو تمہارے بھائی نے کی ہے میرے جوان سال بیٹے کو موت کے ”
 گھاٹ اتار کر۔۔“ وہ یکدم ہی آپے سے باہر ہوئیں تھیں۔۔ قصویٰ سہم سی
 گئی تھی۔۔

لڑکی بہتر یہی ہے کہ تم یہاں سے اپنی شکل لے کر چلی جاؤ، ورنہ اچھا ”
 نہیں ہو گا۔۔ میں پہلے ہی بہت مشکلوں سے تمہاری بہن کا وجود اس گھر میں

برداشت کر رہی ہوں۔۔۔“ وہ لہجے میں بے پناہ ناگواری سموئے درشتگی سے گویا ہوئیں تھیں۔۔۔

مگر آپ ایک بار تو ملنے دیں مجھے ثمرہ سے۔۔۔“ اب وہ منتوں پر اتری ”تھی۔۔۔

میں نے کہانا لڑکی۔۔۔ یہاں سے اپنی شکل لے کر چلی جاؤ۔۔۔ سمجھ نہیں ”آ رہا تمہیں۔۔۔“ وہ غصہ ہوئیں۔۔۔

اوکے ریلیکس میں چلی جاتی ہوں۔۔۔ مگر میں پھر آؤنگی اور اس بار اپنی ”بہن کو ساتھ لے جانے کے لئے وکیل بھی ساتھ لاؤنگی۔۔۔“ وہ بھی نڈر لہجے میں بولتی بھاری دل کے ساتھ مصطفیٰ پیلس سے نکل آئی تھی۔۔۔ زنیہ نے سر جھٹکا تھا۔۔۔

شام میں اہان اپنے ماں، باپ سمیت آئزل کار شتہ لینے آیا تھا، مجتبیٰ بھی ان لوگوں کی وجہ سے جلدی گھر آ گیا تھا۔ البتہ اب وہ لوگ چھوٹے سے

مہمان خانے میں بیٹھے تھے، آئزل تو چائے پانی سرو کرنے کے بعد اندر چلی گئی تھی۔۔۔ اب وہاں صرف اہان اور اس کے پیرنٹس جبکہ دوسری طرف سے مجتبیٰ خاموش بیٹھا تھا۔۔۔

انگل اماں بابا کی حیات میں آپ لوگ کبھی اس رشتے کے لئے راضی ”
 نہیں ہوئے، اب اہان کا ضد لگانا اور انتہائی قدم اٹھانا، میں خود مجبور ہو گیا
 ہوں وگرنہ میں کبھی اپنی بہن کی شادی آپ کے خاندان میں نہیں
 کرتا۔۔۔“ وہ ٹھٹھر کر متوازن لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔ جبکہ اہان گڑ بڑایا
 کہیں وہ اسکی ماں کے سامنے نکاح والا راز ہی نہ فاش کر دے۔۔۔
 بیٹا ہم نہیں، صرف آپ کی آنٹی، اور اسکے پیچھے بھی ایک وجہ ہے کہ یہ ”
 اہان کی شادی اپنی بھانجی سے کرنا چاہتی ہیں۔ ورنہ مجھے تو شروع سے ہی
 آئزل بہو کے روپ میں بہت پسند ہے۔۔۔“ انہوں نے خوش دلی سے
 جواب دیا تھا۔۔۔ مجتبیٰ نے ایک گہری سانس بھری تھی۔۔۔
 تو پھر آپ رخصتی کی کوئی ڈیٹ دے دیں۔۔۔“ وہ سنجیدہ تھا۔۔۔

وہاٹ؟ اتنی جلدی۔۔ نہیں بھئی۔۔ ابھی تو میں اتنی جلدی اپنے بیٹے کی ”
 شادی کا ارادہ نہیں رکھتی۔۔“ انہوں نے صاف انکار کیا تھا۔
 کیا مطلب ہے آپ کا آنٹی؟؟ اہان یہ کیا کہہ رہی ہیں؟“ اس نے ”
 ناگواری سے اہان کو دیکھا۔۔

ریلیکس رہو۔۔ میں سمجھا لوں گا انہیں۔۔ تم بس رخصتی کی تیاری مکمل ”
 رکھو۔۔ ہم جلد ہی کوئی تاریخ طے کر لیں گے۔۔“ اہان نے فی الحال اسے
 آنکھ کے اشارے سے تحمل رکھنے کا کہا تھا۔۔

تیاری کیا کرنی ہے۔۔ آپ لوگ تو سب جانتے ہی ہیں کہ میں اپنی بہن کو ”
 جہیز کے نام پر زیادہ کچھ نہیں دے سکتا۔۔ بس جو کچھ ہے وہ آئزل کا نصیب
 ہے۔۔“ اس نے بغیر کسی لگی لپٹی رکھے سیدھی بات کی تھی۔۔
 ہمیں اور کچھ چاہئے بھی نہیں۔۔ بس ہماری بیٹی ہمارے حوالے ”

کردو۔۔“ مہروز کی محبت پراوٹ میں چھپی آئزل اور محبتی دونوں ہی

مسکرائے تھے۔۔ اس بات سے یکسر بے خبر کہ ابھی محبت کے بہت سے
امتحان پاس کرنے باقی تھے۔۔۔

آج مصطفیٰ کی واپسی کی فلائٹ تھی۔۔۔ ثمرہ سے آج زائرہ بیگم نے کوئی
کام نہیں کرایا تھا۔۔۔ کک اپنی ڈیوٹی پر واپس آچکا تھا۔ البتہ وہ صبح سے ہی
کمرے میں بند تھی۔۔۔ بلا ضرورت تو وہ ویسے بھی کمرے سے باہر نکلنے سے
گریز ہی کرتی تھی۔۔۔

اس وقت سنگھار آئینے کے سامنے کھڑی اپنا تنقیدی جائزہ لینے میں مگن
تھی۔۔۔ گندمی رنگت، جس پر سی گرین رنگ کا ہلکی کڑھائی والا کرتا کھل سا
رہا تھا۔۔۔ گلے میں شیفون کا دوپٹہ پڑا تھا۔۔۔ گہری سیاہ آنکھیں ہمیشہ کی

طرح بجھی بجھی سی تھیں۔۔۔ چہرے کی شادابی ہنوز قائم تھی۔۔۔ باورچی خانے کے دو کام کرنے سے اس کے ملکوتی حسن میں کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا۔۔

وہ کوئی ایسی بھی حسین لڑکی نہیں تھی کہ کوئی اس پر بری طرح فدا ہوتا، مگر یہ حقیقت تھی کہ مصطفیٰ نہ صرف اس سے بہت محبت کرتا تھا، بلکہ اس سے زیادہ ان دونوں کے مابین ہمیشہ سے احساسِ کارِ شتہ قائم رہا تھا۔۔

وہ دونوں ہی میچور تھے، ایک دوسرے کی بہت عزت کرتے

تھے۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ آج سے پانچ سال قبل مصطفیٰ نے اس کے اور اسکے

خاندان کے فیصلہ کا احترام کیا تھا۔۔ اور اب جو حالات پیدا ہو گئے تھے، ان

میں مصطفیٰ چاہتا تو اپنے بھائی کے خون کے بدلے کے ساتھ ساتھ اپنی بے

عزتی کا بھی بدلہ لے سکتا تھا۔۔ اسے زہرہ سے کوئی شکوہ نہیں تھا۔ انسان

ایسے ہی ہوتے ہیں، جب چوٹ لگتی ہے تو اچھے اچھے تڑپ جاتے ہیں اس

عورت نے تو پھر جوان بیٹا کھویا تھا۔۔ جسے بغیر شوہر کے بڑی مشکلوں سے

پال پوس کر جوان کیا تھا۔۔۔ وہ انسان تھیں جبھی ایسا رویہ اختیار کر گئیں
تھیں اور اگر وہ ایسا کچھ نہ کرتی تو پھر شاید انکا شمار فرشتوں میں ہوتا، بلکہ وہ تو
اس سے زیادہ برے حالات کے لئے خود کو تیار کر کہ آئی تھی۔۔۔ ابھی تو
ویسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔ جو بھی تھا مگر یہاں اسکے ساتھ انسانیت سے
رہا تھا۔۔۔ اس نے تو سگے باپ کے گھر میں گرا سلوک توہر گز نہیں ہو
ہمیشہ منٹلی ٹارچر برداشت کیا تھا۔۔۔ سگے باپ سے بد کرداری کے طنز اور
طعنے سنیں تھے۔۔۔ وہ ساری زہنی ازیتیں ان دو کاموں پر بھاری تھیں۔۔۔
وہ اپنے معمولی سے نقوش دھیرے سے چھوتی اپنی سوچوں میں گم تھی کہ
جبھی اسے باہر سے آواز آنے لگی تھیں۔۔۔ یقیناً مصطفیٰ واپس آگیا
تھا۔۔۔ لب خود بخود مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔ دل عجیب لے میں
ڈھڑک اٹھا تھا۔۔۔ بجھی آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔۔۔ اپنے نم بالوں کو ہار ف
کیچر میں قید کرتی وہ تیزی سے روم سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں ماما! کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ صرف چار دن کے ”
لئے ہی تو گیا تھا۔۔۔ اور پہلی بار تو ہر گز بھی نہیں گیا تھا۔۔۔“ وہ کتنی ہی دیر
سے روتی ہوئی زنیہ کو سینے سے لگائے کھڑا تھا۔۔۔ جو شاید منزل کے بعد
سے کچھ زیادہ ہی حساس ہو گئی تھیں۔۔۔

مصطفیٰ آئندہ اپنی جگہ کسی بھی امپلائی کو باہر بھیج دینا مگر تم نہ جانا۔۔۔ تم ”
جانتے تو ہونا کہ میں اب تمہیں ایک لمحے کے لئے بھی اپنی نظروں کے
سامنے سے اوجھل نہیں کر سکتی۔۔۔“ وہ کتنی ہی دیر ماں کو سینے سے لگائے
کھڑا تھا۔۔۔ ایک طرف کو کھڑی عریشہ ماں بیٹے کی محبت دیکھ دھیرے
سے مسکرا رہی تھی۔۔۔ جبکہ مصطفیٰ کی تشنہ نگاہیں ہمیشہ کی طرح اس شتمگر
لڑکی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔

”آئی مجھے بھی تو ملنے دیں اپنے دوست سے۔۔۔“ وہ ماحول میں تناؤ محسوس
کر خود چل کر نزدیک آئی تھی۔۔۔ تو وہ مسکرا کر پیچھے ہوئیں، اور عریشہ
ہمیشہ کی طرح لا پرواہی سے مصطفیٰ کے سینے سے لگی تھی۔۔۔ وہ جو اپنی

نگاہیں ثمرہ کے کمرے کے دروازے پر مرکوز کئے کھڑا تھا یکدم
 سٹیٹیا۔ اور یہی وہ لمحہ تھا جب ثمرہ کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور اسکا
 حسین چہرہ نمودار ہوا تھا، مگر وہاں کا منظر دیکھ اسکی پیشانی پر سینکڑوں بل
 نمودار ہوئے تھے۔۔۔ چہرہ غصے کی زیادتی سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔ اتنا تو وہ
 کبھی اپنے شوہر کے نزدیک نہیں ہوئی تھی جتنا یہ لڑکی مصطفیٰ سے چپک
 رہی تھی۔۔۔ مصطفیٰ کو گڑ بڑا ہٹ کا شکار دیکھ وہ چہرے پر سپاٹ تاثرات
 سجائے ہوئے ہولے ہولے قدم اٹھاتی نزدیک گئی تھی۔۔۔
 السلام علیکم!، مصطفیٰ نے نرمی سے اپنے سینے سے لگی عریشہ کو خود سے ”
 جدا کیا تھا، اور اسکے سلام کا جواب دیتے خفت سے انگھوٹے سے ماتھا کھتے
 سلام کا جواب دیا۔۔۔

کیسی ہیں آپ؟“ وہ ذرا فاصلے سے کھڑی ثمرہ کے قریب ہوتا ایک لمحے ”
 میں اسے بازوؤں سے پکڑ کر کندھے سے لگا گیا۔ اس بار سٹیٹیا نے کی باری

ثمرہ کی تھی۔۔۔ زئیرہ کے ماتھے پر ناگواری کی شکنیں نمودار ہوئیں
تھیں۔۔۔ عریشہ کو بھی مصطفیٰ کا یہ عمل ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔۔
ٹھیک۔۔۔“ اس نے جلدی سے اپنا آپ مصطفیٰ کی گرفت سے ”
آزاد کراتے فاصلے پر ہونا چاہا، جو اسے کندھے سے لگائے کھڑا شاید چھوڑنا
بھول چکا تھا۔ جبکہ اب وہ شرارت سے ثمرہ کے چہرے کے تاثرات سے
حظ اٹھا رہا تھا جو شرمائی گھبرائی سی مسلسل نامحسوس انداز میں مزاحمت
کر رہی تھی۔۔۔

مصطفیٰ چلو تم فریش ہو جاؤ۔ میں کھانا لگواتی ہوں۔۔۔“ وہ ماتھے پر ”
ناگواری کے بل سجائے واک آؤٹ کر گئیں، جبکہ خود کو مصطفیٰ کے حصار
سے آزاد کراتی وہ بھی جلدی سے وہاں سے نکلنے کے لئے پر تو لنے لگی۔۔۔
اور سناؤ مصطفیٰ ٹرپ کیسا رہا۔۔۔“ عریشہ نے اسکی توجہ بھٹکانی ”
چاہی۔۔۔ مصطفیٰ کایوں ثمرہ کی جانب جھکاؤ اسے بری طرح سے کھل رہا
تھا۔۔۔

ویسا ہی جیسا بزنس ٹرپ ہوتا ہے۔۔ چلو میں چینیج کر کہ آتا ہوں۔۔ ثمرہ ”
 میرے ساتھ آئیے۔۔“ وہ جو نظر بچا کر وہاں سے بھاگنے کے چکر میں تھی
 کہ مصطفیٰ کی آواز پر سٹیٹا کر ایک نظر عریشہ پر ڈالتی مصطفیٰ کے ہم قدم
 ہوئی۔۔ جو اسے آگے چلنے کا اشارہ کرتا خود بھی ساتھ ہی قدم اٹھا رہا تھا۔۔
 یہ مصطفیٰ کب سے لڑکیوں میں انٹر سٹ لینے لگا۔“ عریشہ نے خود ساختہ ”
 قیاس کیا تھا۔۔۔



فار گاڈ سیک ماما! کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ اور مت بھولیں ثمرہ کے ساتھ ”
 یہ سب کچھ صرف آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ کیا ہوا آپ کے اس سوکا لڈ
 خون بہا کا۔۔ ثمرہ وہاں پر نو کرانیوں جیسی زندگی گزار رہی ہے۔۔“ قصویٰ

جس دن سے مصطفیٰ پیلس سے واپس آئی تھی مسلسل فرناز بیگم سے جرح ہی کئے جا رہی تھی۔۔

جسٹ شٹ اپ قصویٰ میں ماں ہوں تمہاری۔۔ یہ تم مجھ سے کس لہجے ”
میں بات کر رہی ہو۔“ وہ آپے سے باہر ہوئیں تھیں۔۔ جبکہ ہمیشہ کی طرح
ایک طرف کو کونے میں بیٹھے جبران صاحب ماں بیٹی کی لڑائی میں بالکل
خاموش تھے۔۔

جبران صاحب۔۔ آپ کچھ بولتے کیوں نہیں ہیں۔۔ دیکھ رہے ہیں اپنی ”
لاڈلی کو یہ مجھ سے کس انداز میں بات کر رہی ہے۔۔“ وہ نخوت سے
چنگھاڑی تھیں۔۔۔ جبران خاموش رہے۔۔

بابا میں آپ کو بتا رہی ہوں وہاں ثمرہ بہت ازیت میں ہے۔۔ وہ زنیہ ”
آئی انہوں نے مجھے ثمرہ سے ملنے تک نہیں دیا۔۔ وہ احد مصطفیٰ بھی ویسا نہیں
ہے جیسا نظر آتا ہے۔۔ انہوں نے وہاں ثمرہ کو سرونٹس کو اٹرز میں رکھا ہوا

ہے۔۔ سارے گھر کا کام کراتے ہیں۔۔ اور پتہ نہیں کیسا سلوک کرتے
 ہونگے اسکے ساتھ۔۔“ قصویٰ کی بات پر جبران کے دل کو کچھ ہوا تھا۔
 میں بتا رہی ہوں آپ کو بابا یہ ثمرہ کے ساتھ زیادتی ہے۔۔ کل ہی”
 وکیل کریں اور میرے ساتھ چلیں۔۔ ہم ثمرہ کی ڈائورس کرا کر اپنے
 ساتھ واپس لے کر آئیں گے۔۔ شارق بھائی اپنے کئے کی سزا بھگتا رہا ہے
 ناں۔۔ جب تک کیس چل رہا ہے کیا ہم ثمرہ کو یہ تمام اذیتیں بھگتنے کے
 لئے تنہا چھوڑ دیں۔۔ کیا لاوارث ہے وہ۔۔ باپ اور بھائی کے ہوتے ہوئے
 بھی وہ یہ سب کیوں برداشت کرے۔۔“ قصویٰ تیز چنگھاڑتے ہوئے لہجے
 میں پہلی بار اس قدر شدت سے غرائی تھی۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا لڑکی۔۔ جبران صاحب سمجھائیں اپنی لاڈلی”
 کو ہمارے یہاں طلاقیں نہیں ہوا کرتیں۔۔ اور تم یہ منحوس لفظ اپنی زبان
 پر لائی بھی کیسے۔۔ جو کیا ہے ثمرہ نے خود اپنے ساتھ کیا ہے۔۔ میں نے یا
 تمہارے باپ نے اس سے نہیں کہا تھا کہ وہ جا کر احد مصطفیٰ سے شادی رچا

لے۔۔“فرناز قریب آتیں بیٹی کو لتاڑ چکی تھیں۔ جبکہ قصویٰ نے دکھ سے اپنے باپ کو دیکھا تھا۔۔۔ ان سے زیادہ کمزور شخص شاید ہی کبھی اس نے اپنی زندگی میں دیکھا ہو۔۔۔

بابا آپ نے ثمرہ کی طرح مجھے بھی مایوس ہی کیا ہے۔۔۔ اب سمجھ آتا ہے” مجھے کہ اس نے کبھی اپنے لئے کوئی اسٹینڈ کیوں نہ لیا۔۔۔ جس لڑکی کی بیک اتنی کمزور ہو، اسکا باپ بھی اسکا نہ ہو پھر ایسی لڑکیاں معاشرے کے ہاتھوں کھلونا ہی بنتی ہیں۔ جس طرح ثمرہ بنی ہوئی ہے۔۔۔ احد مصطفیٰ کے گھر کی زینت اسکا دل بہلانے کا سامان۔۔۔“ وہ بہت تلخی سے بولی۔۔۔ جبران صاحب بلبلا اٹھے تھے۔۔۔

قصویٰ خاموش ہو جاؤ۔ اور خبردار جو تم نے آئندہ اس قسم کے واہیات” الفاظ استعمال کئے۔۔۔ ثمرہ نے اپنے لئے یہ گڑھا خود کھودا ہے۔۔۔ وہ نہ مانتی مصطفیٰ کی بات اور واپس آ جاتی پھر میں دیکھتا کہ احد مصطفیٰ میری بیٹی

سے کیسے زبردستی کرتا۔۔۔ اگر وہ کوئی زیادتی برداشت کر رہی ہے تو یہ سب اسکی جلد بازی کا نتیجہ ہے۔۔۔“ جبران کو سخت قسم کا تاؤ آیا تھا۔۔۔ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں جبران۔۔۔“ فرناز نے حمایت کرنی چاہی۔۔۔“

شٹ اپ! جسٹ شٹ اپ۔۔۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے منافق“

عورت۔۔۔ نہ تم مجھے خون بہا کے لئے فورس کرتیں نہ میں اپنی بچی کو اس آزمائش میں ڈالتا اور نہ ہی وہ یہ جذباتی قدم اٹھاتی۔۔۔“ اس بار وہ فرناز پر دھاڑے تھے جن کی بولتی بند ہو گئی تھی۔۔۔

قصویٰ جائیں آپ اپنے کمرے میں۔۔۔“ قصویٰ دونوں ماں باپ پر ایک“

تاسفی نگاہ ڈالتی اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔۔۔ وہ دونوں صرف ایک دوسرے کو بلیم کرنے میں مصروف تھے۔۔۔ جبکہ ثمرہ کی زندگی جہنم بنی ہوئی تھی۔۔۔

اگر بیٹی کا اتنا ہی خیال ہے یا اگر غیرت جوش مار رہی ہے تو کر لیں اپنی“

دوسری بیٹی کے مشورے پر عمل۔۔۔ مگر مجھے باتیں سنانے کی ضرورت

نہیں ہے۔۔ آپ کی بیٹی کی نیت پہلے سے خراب تھی۔۔ ہے نا اپنی ماں جیسی۔۔“ وہ غصے اور تنفر سے بولتی وہاں سے واک آوٹ کر گئیں۔۔ جبکہ جبر ان صاحب اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئے تھے۔۔ آخر یہ انکے گھر میں ہو کیا رہا تھا۔۔ یہ بات سمجھ سے بالاتر تھی۔۔۔۔۔ ان کی تینوں اولادیں ان سے بد ظن ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔



وہ دونوں آگے پیچھے ہی مصطفیٰ کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔ اور پیچھے آتے مصطفیٰ نے احتیاط کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ ثمرہ چونک کر مڑی تھی۔۔

کیا ہوا اتنا گھبرا کیوں گئیں۔۔“ وہ اسے ایک نظر دیکھ خود اپنا کوٹ اتار کر ” ایک طرف پھینکتا سوالیہ گویا ہوا۔۔ چہرہ پر سنجیدگی طاری تھی۔۔

میں کیوں گھبراؤنگی۔۔“ وہ اپنا لہجہ حتیٰ المقدور مضبوط بناتی ذرا منہ بنا کر ”
بولتی صوفے پر پڑا اسکا کوٹ اٹھانے لگی تھی۔

اہم! رہنے دیجئے میں نے اس کام کے لئے آپ کو نہیں بلایا ”

ہے۔۔“ سائیڈ ٹیبل پر اپنی گھڑی اتار کر رکھتے اسنے اسے باز رکھا۔۔

میں رکھ دیتی ہوں۔۔“ اس نے اسرار کیا، تو وہ اسکی گھبراہٹ محسوس کر ”

خاموش رہا۔ جو اسکی جانب سے خاموشی محسوس کر کوٹ جلدی سے ہینگر
میں لگانے لگی تھی۔۔

عریشہ میری بہت اچھی دوست ہے۔۔ وہ اسٹریلیا میں پلی بڑی ہے۔۔۔

تھوڑی بولڈ ہے۔۔ اور مجھ سے فرینک بھی ہے۔۔ اس لئے تھوڑا سا جزباتی

ہو جاتی ہے۔۔“ آستین اور کالر کے بٹن کھولتے مصطفیٰ نے سرسری سے

لہجے میں عریشہ کے عمل کو جسٹیفائی کیا۔۔ جبکہ دوبارہ وہ منظر یاد کر ثمرہ کی

آنکھیں جلنے لگی تھیں۔۔

آپ نے مجھے کس کام کے لئے بلایا ہے مصطفیٰ!“ اس نے ذرا ناگواری سے پوچھا۔ وہ جو اسکی طرف سے رخ پھیر کر پیٹ میں لگی شرٹ باہر نکال رہا تھا، اس کے لہجے میں جھنجھلاہٹ محسوس کر ٹھہرا۔۔۔

یہاں آئیں۔۔۔“ اب وہ بے حد سنجیدگی سے بولا۔۔۔ ثمرہ کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

میں؟“ انتہائی بیوقوفانہ سوال کیا گیا تھا۔۔۔“

جی آپ؟“ وہ ثمرہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑتی دیکھ مسکراہٹ ضبط کر کے بولا۔ جبکہ وہ لب چباتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی نزدیک گئی تھی۔۔۔

جی!“ وہ دو قدموں کے فاصلے پر ٹھہری، اور سوالیہ نگاہوں سے مصطفیٰ کی جانب دیکھا جو بڑی گہری نگاہوں سے اسکے سراپے کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔

اس کام کے لئے بلایا تھا۔۔۔“ وہ دو قدموں کا فاصلے سمیٹتے اسے سینے سے لگا گیا تھا، جو اس اچانک افتاد پر سانس تک روک گئی تھی۔

یہ کیا بد تمیزی ہے مصطفیٰ! چھوڑیں مجھے۔۔۔“ ہوش میں آتی خود کو اس کے ”
 حصار میں قید محسوس کر وہ بری طرح سٹیٹائی تھی۔۔۔ وہ تو ابھی تک نیچے
 والے لمس کے حصار سے نہیں نکل پائی تھی کجا کہ مصطفیٰ کا یوں ہگ کرنا،
 دل ڈھڑکا گیا تھا۔۔۔ ڈھڑکنیں تو مصطفیٰ کی بھی تیز ہوئیں تھیں۔۔۔ محبوب کو
 پہلی بار حصار میں قید کر لینے کی خوشی ہی الگ ہوتی ہے۔۔۔ جو وہ دونوں اس
 وقت محسوس کر رہے تھے۔۔۔۔۔

اسے بد تمیزی تو بالکل نہیں کہتے مسز مصطفیٰ!“ گرفت مزید سخت کرتے ”
 جان کر ثمرہ کو چھیڑا تھا، جو خود کو اس سے آزاد کرانا چاہتی تھی۔۔۔
 یہ کام ہے آپ کا۔۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔۔۔۔“ وہ زچ ہوئی، وہ جس قدر سنجیدہ ”
 اور میچیور بندہ تھا، ثمرہ کو ہر گز بھی اس سے اس قسم کی حرکت کی توقع
 نہیں تھی۔۔۔ مگر ثمرہ بی بی بھول رہی تھیں کہ وہ اس سنجیدہ بندے کے
 نکاح میں تھیں۔۔۔

نیچے میں نے محسوس کیا تھا جب عریشہ نے مجھے ہگ کیا تو ایسی ہی کوئی ”
 خواہش آپ کی بھی تھی۔۔ کہ عریشہ کو دکھا دے کر خود مجھے ہگ
 کر لیں۔۔ میں نے تو بس آپ کی مشکل آسان کی ہے۔۔“ وہ اب جان
 بوجھ کر اسے اپنے حصار میں لئے کھڑا تھا، جس کا چہرہ شرم و حیا کے باعث
 سرخ پڑ گیا تھا۔۔

میری ایسی کوئی واہیات خواہش نہیں ہیں۔۔ مجھے چھوڑیں مصطفیٰ۔۔ لگتا ”
 ہے اپنی اس بے باک دوست کی صحبت میں رہ کر آپ بھی فلرٹی ہو گئے
 ہیں۔۔۔“ اس بار اس کی جھنجھلاہٹ اور غصے پر مصطفیٰ کا چہرہ پھاڑ قہقہہ
 بے ساختہ تھا۔۔

یار سیم بیوی سے کون فلرٹ کرتا ہے۔۔“ اس کے لہجے میں خوشی محسوس کر ”
 اب وہ مزاحمت ترک کر چکی تھی۔۔ اتنا تواں دازہ ہو گیا تھا وہ جان کر اسے
 زچ کر رہا تھا۔۔

اب چھوڑ بھی دیں۔۔ میری خواہش کی آڑ میں اپنی خواہشیں نہ پوری کریں۔۔“ اس بار اس نے ذرا غصے سے کہا تھا، تو مصطفیٰ نرمی سے الگ ہوتا اسکے پیشانی پر ہونٹ رکھ گیا۔۔

آئی مس یو سوچ!“ اسے یو نہی اپنے حصار میں لئے پیشانی سے پیشانی جوڑ“ کر کھڑا وہ جذبات سے بو جھل گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔ ثمرہ پلکیں جھکا گئی تھی۔۔ اس کے دل نے کبھی یہ خواہش ضرور کی تھی کہ یہ لمحات ان دونوں کے مابین آٹھریں۔۔ مگر پانچ سال قبل وہ اپنی ہر ایسی خواہش سینے میں دفن کر گئی۔۔

آپ نے مس کیا مجھے۔۔“ اس کے حسین چہرے کے نقوش محبت سے“ مہکاتا وہ آنچ دیتے لہجے میں سوالیہ گویا ہوا۔۔

نہیں!“ دل ایکدم ادا اس ہوا تھا۔۔ دل چاہا کہ یو نہی اسکے سینے سے لگ کر“ بتائے کہ اسکی موجودگی اسکے لئے کتنی اہمیت کی حامل ہے۔۔ کیونکہ جہاں

وہ ہوتا ہے وہاں کی گرم ہواؤں کو بھی اجازت نہیں کہ وہ ثمرہ مصطفیٰ کے خلاف جا سکیں۔۔

کیوں؟“ اس نے ذرا مصنوعی ناراضی سے اسکی جانب دیکھا۔۔
 کیوں کیا مطلب؟ آپ مجھ سے مل کر گئے تھے کیا؟ جو میں آپ کو یاد کروں۔۔“ اب وہ فاصلے پر ہو گئی تھی۔۔ جبکہ مصطفیٰ ایک گہری سانس لیتا بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔۔

یار جلدی میں نکلا تھا۔۔ پتہ تو ہے آپ کو آفٹر آل آپ میرے ساتھ اتنا“
 عرصہ کام کر چکی ہیں آپ۔۔“ اس نے ماضی کا حوالہ دیا۔
 ہاں اور پھر خبر ہی نہیں لی کہ پیچھے کوئی ثمرہ بھی ہے۔۔“ ثمرہ کے“
 سارے شکوہ شکایتیں بھی بس اسی سے تھے ایک مان تھا کیونکہ وہ کبھی اسکی کوئی بات نہیں ٹالتا تھا۔۔

روز تو کال کرتا رہا ہوں آپ کو۔۔ ہاں مگر وہاں دبئی سے بیٹھ کر آپ کو“
 ایسے ہگ تھوڑی دے سکتا تھا۔۔“ اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بیٹھاتا وہ اک

بار پھر شرارت پر آمادہ ہوا۔۔۔ ثمرہ نے منہ بگاڑ کر گھورا تھا۔۔۔ مصطفیٰ کو اس کے چہرے کے ایکسپریشنز دیکھ ہنسی آئی تھی۔۔۔

ہنستی رہا کریں اچھی لگتی ہیں۔۔۔“ اسکا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے وہ محبت ”

سے بولا تھا۔۔۔

اب جلدی سے مجھے بتائیں کہ یہاں میرے پیچھے میں کیا ہوا؟“ وہ جو اسکا ”

ہاتھ اپنی گرفت میں لئے بیٹھا تھا کہ انگوٹھے پر سینکڑوں کٹ دیکھ وہ

ٹھٹھک گیا تھا۔۔۔

کچھ ہونا تھا؟ کچھ بھی نہیں ہوا؟“ وہ اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے نکالنے کی ”

کوشش کرتی، سٹیٹائی۔۔۔

یہ ہاتھ پر کیا ہوا پھر۔۔۔۔ ایسا لگ رہا ہے دیکھیں چڑھانے کے لئے پیاز ”

ٹماٹر کاٹیں ہیں آپ نے؟“ اسنے اسکا انگوٹھا اس کے سامنے کیا۔۔۔ ثمرہ کو یکدم

اپنی حماقت کا احساس ہوا۔۔۔ کٹنگ بورڈ یوز کرنے کی اسے عادت نہیں تھی

اور یہ سب کٹس بھی تیز دھار چھری کی بدولت تھے۔۔۔

یہ تو ویسے ہی بس۔۔۔“ اس نے ایک بار پھر ہاتھ آزاد کرانا چاہا۔۔۔“
 ویسے ہی بس کچھ نہیں۔۔۔ پانچ سال اپنے گھر سے دور دیار غیر میں رہا“
 ہوں۔۔۔ وہاں کام کرنے کے لئے میری بیوی نہیں بیٹھی تھی۔۔۔ کچن کے
 سارے کام اپنے ہاتھ سے کتے ہیں۔۔۔ سب جانتا ہوں یہ کٹ چھری کی
 وجہ سے لگیں ہیں۔۔۔ اب زیادہ ڈرامے کرنے کی ضرورت نہیں
 ہے۔۔۔ مجھے فوراً بتائیں میرے پیچھے میں یہاں کیا ہوا ہے۔۔۔“ اس بار اسکا
 لہجہ سخت تھا۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے مصطفیٰ!“ اس نے منمننا کر اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے
 نکالنا چاہا تھا۔۔۔

آپ خود بتا رہی ہیں یا میں ملازمین کو یہاں بلاؤں۔۔۔“ مصطفیٰ کے
 بدلتے تیور دیکھ ثمرہ کا سانس خشک ہوا تھا۔۔۔
 گھر میں بور ہو رہی تھی۔ بس اسی لیے کوکنگ کی تھی۔۔۔“ ثمرہ نے بہانہ
 تراشا۔۔۔

اور جیسے میں تو جانتا ہی نہیں ہوں کہ آپ کو کچن کے کام کرنے میں کتنی ”
 الجھن ہوتی ہے۔۔“ اس بار ثمرہ نے شکوہ کناں نظروں سے اسکی جانب
 دیکھا تھا۔ اگر اب وہ سب خود ہی سمجھ گیا تھا تو بار بار اسے اکسا کر سب کچھ
 اگلوانے کی کیا ضرورت تھی۔۔

آپ ممی کو انکار بھی کر سکتیں تھیں۔۔“ مصطفیٰ نے آنکھیں میچ کر خود پر ”
 ضبط کیا تھا۔۔

انٹی نے ایسا کچھ بھی انوکھا نہیں کہا تھا مصطفیٰ! گھر کا کام ہے۔۔ اگر کر دیا ”
 تو کونسی آفت آگئی۔۔“ اس بار وہ بھی ذرا ناگواری سے بولی۔۔
 گھر میں ملازمین کی فوج موجود ہے ایسے میں آپ کا گھر کے کام کرنا مجھے ”
 سمجھ نہیں آیا۔۔ اور کچن تک بات سمجھ آتی ہے۔۔ روز کپڑے دھونے کی
 کونسی تک ہے۔۔ اور جب میں نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے مجھے انکار
 کر دیا۔۔ مجھ سے جھوٹ بولا۔۔ جبکہ میں نے ہمیشہ آپ کو ایک بات کہی
 ہے کہ کوئی بھی مسئلہ یا پریشانی ہو آپ بلا جھجک مجھے بتایا کریں۔۔ مگر نہیں

آپ کو تو عادت ہے مصطفیٰ سے باتیں چھپانے کی۔۔۔“ اب وہ خفگی کا اظہار کرتا غصہ ہوا تھا۔۔۔ جبکہ وہ چہرے کے ساتھ ساتھ نگاہیں بھی جھکا گئی تھی۔۔۔ آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئی تھیں۔۔۔

فی الحال مجھے آپ پر بالکل بھی ترس نہیں آ رہا کیونکہ جو شخص خود پر ترس نہ کھائے اس سے ہمدردی یا محبت کرنا بے کار ہے۔۔۔“ وہ اس کے چہرے سے رخ پھیرتا سخت لہجے میں بولا تھا۔۔۔ ثمرہ کو یہ خوش فہمی تھی کہ اتنے سارے ملازمین کے ہوتے ہوئے وہ گھر میں ہوتی کارروائی سے بے خبر رہے گا۔۔۔ اصل غصہ تو اسے اس کے باتیں چھپانے پر آیا تھا۔

تو مت کریں ہمدردی۔۔۔ میں نے نہیں کہا آپ سے کہ مجھ سے ہمدردی کریں۔۔۔“ اس بار ثمرہ کو بھی غصہ آیا تھا وہ بجائے اسے سینے سے لگا کر دلاسہ دینے کے الٹا ڈانٹ رہا تھا۔۔۔

یہ جتنی زبان آپ کی میرے سامنے چلتی ہے نا اتنی باقی سب کے سامنے” بھی چلا لیں تو، آپ کے حق میں بہت بہتر ہو گا۔۔۔“ وہ خود کو طنز کرنے

سے روک نہیں پایا تھا، جو اسے غصے سے دیکھتی اپنے گال رگڑتی تن فن کرتی کمرے سے نکلنے لگی تھی۔۔

ثمرہ۔۔،، مصطفیٰ نے اُسے پکارا مگر وہ سنی ان سنی کر گئی۔۔ جبکہ وہ ”ضبط سے ہاتھ کا مکنا کر بیڈ پر مارتا ناسف کھاتا ہی رہ گیا تھا۔۔

ویٹ واٹ۔۔ کہنا کیا چاہتے ہو تم؟؟،، اہان کی فضول گوئی پر مجتبیٰ کے ”ماٹھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔۔

یار اتنا سیریس کیوں ہو رہا ہے۔۔ میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں بس ایک ماہ ”انتظار کر لے۔۔ پھر میں رخصتی کے سارے انتظامات خود دیکھ لوں گا۔“ اہان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

جسٹ شٹ اپ! تم نے مجھے کیا بے غیرت سمجھ کر رکھا ہے۔۔ یا پھر اتنا”
کنگلا سمجھ لیا ہے کہ میں اپنی بہن کی رخصتی نہیں کر سکتا۔۔ ”مجتبیٰ کے
ماتھے پر سینکڑوں بل نمودار ہوئے تھے۔۔ اہان نے گہرا سانس
بھرا۔۔۔۔۔

میرے بھائی تیری وجہ سے ہی کہہ رہا ہوں۔۔ ابھی کوئی جاب بھی نہیں”
ہے تیرے پاس۔۔ ”اہان نے اسے حقیقت کا آئینہ دیکھایا۔۔
اس کی فکر نہ کریں اہان صاحب۔۔ میں سارے انتظامات کر چکا”
ہوں۔۔ آپ صرف بارات لانے کی تیاری کریں۔۔ ”وہ ذرا ناگوار لہجے
میں گویا ہوا۔۔۔

ٹھیک ہے پھر جیسی تیری مرضی!” اس نے کندھے اچکائے۔۔ مگر وہ”
چاہ کر بھی اسے حقیقت نہیں بتا سکا تھا کہ اسکی ماں کسی طور اس رشتے کے
لیے راضی نہیں ہو رہی تھیں۔۔۔

سکندر ہاؤس میں اس وقت تحمینہ بیگم اپنے شوہر اور بیٹے کے عین سامنے بیٹھیں بحث و مباحثہ میں مصروف مسلسل اپنی ضد پر ڈٹی ہوئی تھیں۔۔۔

مہروز صاحب آپ میری بات کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔۔ وہ لوٹر کلاس ”

لڑکی۔۔۔ کسی بھی طرح ہمارے اسٹینڈرڈز سے میچ نہیں کرتی ہے۔۔۔“ وہ

ایک بار پھر درشتگی سی بولی۔۔۔

مام بس۔۔۔ اب آپ آئزل کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہیں ”

گی۔۔۔ میں برداشت نہیں کرونگا۔۔۔“ وہ خفا ہوا۔

واہ بیٹا واہ! جو لڑکی ابھی اس گھر میں آئی نہیں ہے۔۔۔ اس کی اتنی ”

طرفداری۔۔۔“ انہوں نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

بابا پلینز سمجھائیں انہیں!“ اس بار اہان بیزاریت سے بولا۔۔۔“

مجتبیٰ کے گھر جانے کی تیاری کرو۔ ہم آج ہی جا کر مجتبیٰ کو رخصتی کی ”

تاریخ دے دیں گے۔“ اس بار مہروز صاحب سختی سے بولے

تھے۔۔۔ تحمینہ نے گھور کر اپنے شوہر کو دیکھا تھا۔

بس کر دیں تحمینہ ہر بار آپ کی مرضی نہیں چلے گی۔۔ جوان بیٹی کی ”

زندگی کا معاملہ ہے۔۔ وہ محبت کرتا ہے آئزل سے۔۔ آپ کیوں جاہل

عورتوں والی حرکتیں کر رہی ہیں۔۔ ابھی بچے کوئی غلط قدم اٹھالیں گے تو

پھر ٹھیک رہیں گی آپ۔۔“ اس بار مہروز کا لہجہ انتہا کا سخت تھا۔ اور بس

یہی انکے لئے آخری وار ننگ تھی۔۔ جبکہ جاہل عورتوں سے تشبیہ دینے

پر وہ تڑپ اٹھی تھیں۔۔

ٹھیک ہے پھر جیسا آپ دونوں باپ بیٹے کو ٹھیک لگے۔“ وہ بیٹی کی ”

موجودگی کے باعث شوہر کو ناراض نگاہوں سے دیکھ منہ بنا گئی۔۔

ماما میں چاہتا ہوں کہ آپ میری خوشی میں دل سے راضی ہوں۔۔“ اہان ”

نے انکا ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگایا تھا۔

ہاں بہت خوش ہوں میں۔۔۔“ وہ ناراضگی کا اظہار کرتیں وہاں سے واک ”
 آوٹ کر گئیں۔۔۔ اہان نے بے چارگی سے مہروز صاحب کی جانب دیکھا
 تھا۔۔۔ جو کندھے اچکا گئے۔۔۔

بابا! ”اس کے لہجے میں التجا تھی۔۔۔“

چھوڑوا اپنی ماں کو۔۔۔ تم شادی کی تیاریاں پوری رکھو۔۔۔ بس سادگی سے ”
 رخصتی کریں گے۔۔۔ مجتبیٰ پر کسی قسم کا بوجھ ڈالنے کی ضرورت نہیں
 ہے۔۔۔“ انہوں نے اسے تحمل رکھنے کا کہا تو وہ خاموش ہو گیا۔۔۔

عریشہ اس وقت اپنے روم میں بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی خواب و خرگوش کے
 مزے لوٹ رہی تھی۔۔۔ آج چھٹی کا دن تھا اور مصطفیٰ گھر میں ہی موجود
 تھا۔۔۔ اور عریشہ رات دیر تک جاگنے کے باعث اپنی نیندیں پوری کرنے
 میں مصروف تھی۔۔۔

اف! دس بج گئے۔۔۔“الارام کی چنگھاڑتی آواز پر عریشہ چونک کر”
 بیدار ہوئی تھی۔۔۔پھر کسملندی سے آنکھیں مسلتی بستر سے اٹھ کر واشروم
 کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

وہ فریش ہو کر باہر آئی تو ایک بار پھر اسکا موبائل بری چنگھاڑاٹھا تھا۔
 السلام علیکم! اس نے زراگلا کھنکھار کر کال ریسو کی تھی۔۔۔”
 واہ لڑکی واہ! تم تو پاکستان جا کر ماں کو ایسے بھولی ہو جیسے میں مر گئی”
 ہوں۔۔۔“عریشہ کو انکی آواز سن کر بیزاری سی ہوئی۔۔۔
 کیا کام ہے۔۔۔“اس نے نخوت بھرے لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔۔”
 میں پاکستان آنا چاہتی ہوں۔۔۔“عریشہ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔۔”
 بٹ وائے!“اسے انکی منطق سمجھ نہ آئی۔۔۔”

”کیا مطلب وائے۔۔ بس مجھے بھی تمہارے پاس آنا ہے۔۔“
 کیوں آپ کے اس بوائے فرینڈ کا دل بھر گیا آپ سے؟“ اس بار وہ تلخ
 ہوئی۔۔

جسٹ شٹ اپ! تم ہوتی کون ہو مجھ سے یہ سوال کرنے والی۔۔“ وہ
 بھر گئیں تھیں۔۔

میں جو بھی ہوتی ہوں مگر پلیز۔۔۔ مجھ سے اب کسی قسم کی اُمید لگانے کی
 ضرورت نہیں ہے۔۔ اور بہتر ہے آئندہ مجھے کال نہ کیجئے گا اللہ حافظ!“ وہ
 تیز چنگھاڑتے لہجے میں بولتی رابطہ منقطع کر گئی۔۔

مصطفیٰ صبح سویرے جاگنگ سے لوٹنے کے بعد لاؤنج میں لیپ ٹاپ گود
 میں لئے بیٹھا مصروف نظر آ رہا تھا۔ وہ عادت کے مطابق صبح سویرے

جی بس کچھ کام تھا۔۔۔ آپ بتائیں نیند پوری ہو گئی۔۔۔“ وہ لیپ ٹاپ ”
 ایک طرف کور کھتا اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔
 جی! میں تو ویسے بھی جلدی سونے کی عادی ہوں۔۔۔“ وہ سمجھ کر سر ہلا گیا ”
 ساتھ ہی ملازمہ کو آواز لگائی تھی۔۔۔
 گک سے کہیں میڈم کا اور میرا ناشتہ تیار کریں۔“ اس نے حکم صادر کیا ”
 ، تو ثمرہ خاموش رہ گئی۔۔۔
 میں بنادیتی ہوں مصطفیٰ! آپ بتادیں ناشتے میں کیا لیں گے۔۔۔“ ملازمہ ”
 کے جاتے ہی ثمرہ نے اپنی خدمات فراہم کرنا چاہی۔۔۔ دو دن قبل ہوئی تلخی
 کا اثر خود ہی زائل ہو گیا تھا۔۔۔
 ہم! رہنے دیجئے۔۔۔ گک کا کام ہے وہ خود کر لے گا۔۔۔“ اس نے ثمرہ کا ”
 ہاتھ پکڑ کر واپس بیٹھایا، تو وہ خاموشی اختیار کر گئی۔۔۔

آپ کو معلوم ہے ثمرہ قصویٰ آپ سے ملنے یہاں آئی تھیں۔۔۔“ وہ جو ”
 خاموش بیٹھی ہتھیلیاں مسل رہی تھی۔۔۔ مصطفیٰ کی آواز پر چونکی۔۔۔
 قصویٰ؟ مگر کب؟“ اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔۔۔
 کچھ روز قبل۔۔۔“ ثمرہ خاموش رہ گئی تھی۔۔۔“

وہ آپ سے ملنا چاہتی تھیں۔۔۔ کیا آپ اپنے گھر والوں سے ملاقات کرنا ”
 چاہتی ہیں۔۔۔“ ثمرہ کے چہرے کے سپاٹ تاثرات دیکھ اسنے کھوجتی
 نگاہوں سے اسکی جانب دیکھ کر سوال کیا۔۔۔

نہیں! بلکہ میں اس بارے میں کوئی بات ہی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔“ وہ اپنے ”
 تاثرات بحال کرتی ازلی نرم لہجے میں گویا ہوئی تو مصطفیٰ سمجھ کر سر ہلا
 گیا۔۔۔ وہ ویسے بھی منزل یا پھر کسی دوسرے کا ذکر کر کہ ثمرہ اور اپنا
 وقت خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

اور بتائیے، یہاں آنے سے قبل کیا مصروفیات تھیں آپ کی؟،، مصطفیٰ نے بات کو طول دینے والیہ نظروں سے دیکھا تو ثمرہ جو کسی گہری سوچ میں گم تھی یکدم چونکی، پھر اسکی جانب دیکھ ہلکا سا مسکرائی جس کی نگاہوں میں ہمیشہ والا نرم تاثر قائم تھا۔

کچھ خاص نہیں۔۔۔ بس ویسے ہی کبھی کبھی دل چاہتا ہے تو پیٹنگ یا پھر ”اسکیچنگ کر لیتی تھی۔۔۔ ورنہ ہماری تنہائیوں کی ساتھی تو بکس ہی ہیں۔۔۔“ اس نے ہولے سے مسکرا کر جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

تو پھر ہمارا اسکیچ کب بنا رہی ہیں آپ۔۔۔،، مصطفیٰ کہ اس قدر اچانک کہنے ”پر ثمرہ کو بے ساختہ ہنسی آئی تھی۔۔۔ اس نے نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھا جبکہ وہ اپنی مسکراہٹ چھپانے کی غرض سے چہرہ جھکا گئی۔۔۔

کیا ہوا؟ آپ مسکرائی کیوں؟“ اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔ جبکہ اسے ”مسکراتا دیکھ دل میں سکون سا بھر گیا تھا۔ وگرنہ اس روز آفس میں جس ثمرہ کو دیکھا تھا تو اسے لگا وہ گویا مسکراتا ہی بھول گئی ہو۔۔۔۔۔

ایک منٹ!“ وہ ہنسی ضبط کرتی اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب ”

بڑھی۔۔ مصطفیٰ بھی متجسس سا اٹھ کر اسکے ہمقدم ہوا۔ جو اسے ایک لمحے کو ٹھہر کر دیکھتی پھر کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ اور سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھایا جو وہ اپنے گھر سے ساتھ لائی تھی۔

یہاں آئیں۔۔“ اب وہ بیڈ پر ہی بیٹھ گئی تھی۔ جبکہ ہاتھ تیزی سے ”موبائل کی ٹچ اسکرین پر چل رہے تھے۔ مصطفیٰ نا سمجھی سے قریب گیا اور ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔

یہ رہا آپ کا پہلا کیچ جو میں نے، تب بنانے کی کوشش کی تھی جب آفس ”میں ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔“ اس نے اپنے ابتدائی زمانوں کے کارنامے سامنے کیے، جس میں اچھا خاصہ انارڈی پن چھلک رہا تھا۔

یار سیم آپ نے میرے فیس فیچرز بالکل بھی اچھے نہیں بنائے ہیں اور یہ ”
میری ناک۔۔ کیا کر دیا ظالم۔۔“ اس نے موبائل اسکرین زوم کر کے
بغور جائزہ لیتے ہنسی ضبط کرتی ثمرہ کی جانب دیکھا۔

تو اس وقت مجھے اتنا تھوڑی معلوم تھا۔ اور یہ تو بس ویسے ہی بنائی ”
تھی۔۔ تب تو میرے پاس آپ کی کوئی تصویر بھی نہیں تھی۔۔ بٹ میں
نے اسے سنبھال کر رکھا ہے کیونکہ اس میں آپ کی ناک بہت فنی لگ رہی
ہے۔۔“ وہ اپنے کارنامے پر خود ہی بہت خوش ہو رہی تھی۔۔ مصطفیٰ نے
ذرا ناراضی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

مجھ جیسے ہینڈ سم سے بندے کی لک بگاڑ دی آپ نے تو۔۔“ اس نے ایک ”
بار پھر تصویر زوم کر کے دیکھی تھی۔ اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ
وہ ایک اچھی کوشش تھی۔

آپ یہ بھی تو دیکھیں ناں کہ میری یادداشت کتنی تیز تھی صرف ایک بار”
کی ملاقات میں کاغذ پر اتار دیا آپ کو۔۔“ وہ اپنی صلاحیت کا احساس کراتی
ذرا مغرور ہوئی۔۔

اب مجھے کیا معلوم کہ مجھ ہینڈ سم بندے پر آپ کی پہلے ہی دن سے نیت”
خراب تھی۔۔“ وہ لبوں پر مٹھی جماتا معنی خیزی سے بولا تو ثمرہ کو یکدم اپنی
بے ساختگی کا احساس ہوا۔۔

زیادہ خوش فہمی میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے، میری عادت ہے ہر”
خوبصورت چہرے کو کیٹنوس پر اتارنے کی۔۔“ اس نے ناک چڑھا کر کہتے
اسکے ہاتھ سے اپنا موبائل لیا، جو مزے سے تصویریں آگے پیچھے کرتا اب
اسکی سیلفیاں دیکھنے لگا تھا۔۔

چلیں چھوڑیں آپ بھی کیا یاد کریں گے۔۔ میں اپنا دوسرا شاہکار دکھاتی”
ہوں آپ کو۔۔“ کچھ یاد آنے پر وہ پھر سے پر جوش ہوئی۔۔

ناٹ اگین ثمرہ۔۔ میں اپنی ناک پر کوئی کمپر وائز نہیں ”
 کر سکتا۔۔“ مصطفیٰ نے انگشت شہادت اٹھا کر اسے بازو رکھنا چاہا۔
 ارے صبر تو کریں بھئی۔۔ پہلے سے ہی رائی کا پہاڑ بنا لیا۔۔“ اس نے ”
 ایک نظر ناراضگی سے دیکھ اسکرین اسکے سامنے کی تھی۔۔ مصطفیٰ ایک لمحے
 کو ٹھہر گیا تھا۔۔ یہ ان دونوں کا سکیچ تھا۔۔ یہ آفس کی ایک پارٹی کی تصویر
 تھی جو ثمرہ نے زبردستی اسکے ساتھ بنائی تھی۔۔ اور پھر اس نے اس قدر
 خوبصورتی سے پیپر پر اتارا تھا کہ یہ گماں کرنا مشکل تھا کہ واقعی اس کے
 ہاتھوں کا شاہکار تھا۔
 اچھی ہے نا۔۔“ اپنے کان کے بے حد نزدیک ابھرتی اس دلربا کی آواز ”
 پر اس پر چھایا فسوں ٹوٹ گیا تھا۔ وہ جو مبہوت سا اسے تکے جا رہا تھا ثمرہ کو
 خود کے اس قدر نزدیک دیکھ مسکرایا۔۔۔

مسمراؤنگ !!!“ ثمرہ کے چہرے پر نظر جمائے وہ ٹرانس میں بولا ”
تھا۔۔۔

یہ۔۔۔“ اسکا چہرہ پکڑ کر سامنے نظروں سے اسکرین کی جانب اشارہ ”
کرتے ثمرہ نے اپنی خفت چھاپانے کو ذرا ناراضگی سے کہا اور غیر محسوس
انداز میں فاصلہ قائم کیا۔۔۔ وہ باتوں باتوں میں خاصی نزدیک آگئی
تھی۔۔۔ جبکہ مصطفیٰ نے بمشکل اپنے جذبات پر ضبط کیا تھا۔۔۔

بہت پیاری ہے۔۔۔ مگر میں اس شاہکار کو بنانے والی کے ہاتھ چومنا ”
چاہوں گا۔۔۔“ اس کی شرارتی رگ پھڑچکی تھی۔۔۔ ثمرہ نے سُرخ ہوتے
چہرے پر ہاتھ پھیر کر بستمکل گھورا تھا۔۔۔

چھوڑیں اسے۔۔۔ ایک کام کرتے ہیں سیلفی لیتے ہیں۔۔۔ میں آج فری ”
ہوں۔۔۔ آپ کی ایک اور فنی سی ناک بناؤنگی۔۔۔“ وہ اسکی توجہ بھٹکانے کو

اپنے موبائل کا فرنٹ کیمرہ کھولنے لگی۔ جبکہ مصطفیٰ بھی اسکے نارمل رویے پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

اسمائیل! ”وہ جو کیمرے کا رخ اپنی جانب کئے بیٹھی تھی، مصطفیٰ نے اسکی ”کمر میں ہاتھ دال کر اپنے قریب کیا تھا، اور بے ساختگی میں اپنے لب اسکی پیشانی پر رکھتے ساکت ہوئی ثمرہ کے ہاتھ سے موبائل لیتے خود پکچر کلک کی تھی۔۔۔

ایسے لیتے ہیں کیل پکچر! ”اس نے سٹیٹائی سی ثمرہ کو آنکھ مارتے موبائل ”اسکی جانب بڑھایا تھا۔

یہ ساری چیزیں یقیناً آپ کے والد صاحب کے گھر ہو گئی رائٹ؟ ”اس نے سوال کیا تو ثمرہ نے سر ہلا کر تصدیق کی تھی۔۔

پھر آج آپ کی ضرورت کا سارا سامان خریدنے چلتے ہیں۔۔ اسی بہانے ”
 آؤٹنگ بھی ہو جائے گی۔۔ چلیں اب باہر چلتے ہیں، گک نے ناشتہ تیار
 کر دیا ہو گا۔“ بیڈ سے کھڑے ہوتے اسنے ہاتھ ثمرہ کی جانب بڑھایا، جو
 مسکرا کر تھام گئی۔۔

چلیں۔۔۔“ وہ مسکرا کر اس کے ہم قدم ہوئی۔۔ جبکہ کچن کی جانب ”
 جاتی زئیرہ کی نظر جب ثمرہ کے کمرے سے نکلتے مصطفیٰ پر گئی تو انکے چہرے
 پر ناگواری سی چھا گئی تھی۔ اور وہ تیزی سے ان دونوں کی جانب بڑھیں۔۔
 مصطفیٰ! انکے اچانک سے سامنے آنے پر وہ دونوں ہی ٹھہر گئے ”
 تھے۔۔ ثمرہ نے نا محسوس انداز میں اپنا ہاتھ آزاد کرانا چاہا۔۔
 گڈ مارنگ مام! اٹھ گئیں آپ۔۔“ ثمرہ کا ہاتھ آزاد کرتے اس نے آگے ”
 بڑھ کر ماں کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

تم اس لڑکی کے کمرے میں کیا کر رہے تھے؟“ انہوں نے کڑے ”
 تیوروں سے استفسار کیا۔۔۔ شدید غصے کے باعث چہرہ سُرخ پڑ گیا
 تھا۔۔۔ مصطفیٰ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔۔
 ”مام یہ کیا۔۔۔۔۔“

اور تم لڑکی۔۔۔ شرم غیرت نام کی کوئی چیز ہے یا نہیں۔۔۔ یا اگر تم سے ”
 صبر نہیں ہو رہا تو ایک کام کریں مصطفیٰ کے کمرے میں شفٹ ہو جائیں
 ”آپ۔۔۔۔

مام۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔۔“ ثمرہ کا چہرہ ایسا تھا کہ کاٹو تو لہو نہیں، جبکہ زنیہ کا ”
 لہجہ آگ اگل رہا تھا۔۔۔ مصطفیٰ اپنی ماں کے ایسے لفظوں پر خود شرم سے پانی
 پانی ہو گیا تھا۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ انہیں جوابا کیا کہے۔۔۔۔۔
 کیا مام! یقیناً اسی لڑکی نے تمہیں اپنے کمرے میں بلایا ہو گا۔۔۔ سنو لڑکی ”
 کسی گماں میں نہ رہنا کہ تم مصطفیٰ سے کوئی بھی تعلق قائم کر کہ اس گھر میں

اپنے قدم جمالو گی۔۔۔۔۔۔“ وہ ثمرہ کی جانب بڑھتی ناگواری سے غرائی تھیں۔۔۔

مام پلیز خاموش ہو جائیں۔۔ یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔ آپ کو کچھ اندازہ ”
 بھی ہے۔۔ ثمرہ بیوی ہے میری۔۔ اگر میں انکے کمرے میں چلا بھی گیا تو
 کونسی قیامت آگئی۔۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا یہ کوئی خون بہا میں آئی لڑکی
 نہیں ہیں۔۔۔“ اس بار مصطفیٰ کا ضبط جواب دے گیا تھا اور وہ اپنی ماں کے
 لفظوں کی کاٹ پر بری طرح سے چنگھاڑا تھا۔۔ زنیہ نے بے یقینی سے جبکہ
 ثمرہ نے سہم کر مصطفیٰ کی جانب دیکھا تھا۔۔ اور لڑکھڑاتے قدموں سے
 کمرے میں جا کر بند ہو گئی تھی۔۔

یہ کس انداز میں بات کر رہیں مصطفیٰ آپ مجھ سے۔۔ میں ماں ہوں آپ ”
 کی۔۔“ ان کا چہرہ بیٹے کی بدتمیزی کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔۔
 مگر افسوس آپ یہ بھول گئیں ہیں کہ آپ اپنے بیٹے کے مقابل کھڑی ”
 ہیں۔۔ اور جو آپ کہہ رہی ہیں وہ میں کسی صورت برداشت نہیں

مجھے جلد از جلد اس رشتے کے حوالے سے کوئی بڑا فیصلہ ضرور کر لینا چاہئے۔“ وہ انتہائی درشت لہجے میں بولا تھا۔

کیا کہا تم نے مصطفیٰ؟ پاگل ہو گئے ہو تم۔ اس قاتل کی بہن کو اس گھر کی عزت بنانا چاہتے ہو۔۔۔ تم شاید بھول گئے ہو کہ یہ لڑکی تمہارے بھائی کی قاتل ہے۔۔۔“ وہ ضبط کھوتیں بری طریقے سے چنگھاڑی تھیں۔۔۔ مصطفیٰ نے لب بھینچ لئے تھے۔۔۔

مام پلیز! بس کر دیں۔۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے بیٹے کے قاتل کو سزا ضرور دلاؤں گا۔ لیکن ثمرہ اب میری بیوی ہیں۔۔ میں چاہتا تو اسی روز رخصتی کر سکتا تھا ثمرہ کو اپنے روم میں رکھ سکتا تھا۔ مگر میں نے ایسا نہیں کیا کہ کہیں میری ماں کی فیملنگز ہرٹ نہ ہو جائیں۔۔ جانتا ہوں۔۔ بہت اچھے سے جانتا ہوں۔ اور سمجھتا بھی ہوں کہ ثمرہ آپ کے

بیٹے کے قاتل کی بہن ہیں۔۔۔۔۔ انہیں بہو کے طور پر قبول کرنا بہت مشکل ہے آپ کے لئے۔۔ مگر اس کا یہ مطلب تو ہر گز نہیں ہے کہ آپ ان کے ساتھ زیادتی کریں یا پھر کردار کشتی پر اتر آئیں۔ جانتی ہیں نہ کسی پر بے بنیاد الزام لگانا کتنا بڑا گناہ ہے پھر میری ماں ایسا کیسے بول سکتی ہیں۔۔۔۔۔ وہ آپ کو اپنی ماں کی جگہ سمجھتی ہیں۔۔۔۔۔ بلکہ وہ خود ہی دماغ سے پیدل ہیں۔۔۔۔۔ خون بہا کی رٹ لگا کر رکھی ہوئی ہے۔ مگر وہ کوئی خون بہا میں آئی لڑکی نہیں ہیں۔۔۔۔۔ اگر آپ کو لگتا ہے کہ میں ان سے اپنی دلی خواہش کے تحت نکاح کیا ہے تو ہاں ایسا ہی ہے۔۔۔۔۔ اپنی محبت کو اپنانے کا اس سے اچھا موقع مجھے کبھی نہیں مل سکتا تھا۔“ وہ اچانک ہی سختی سے بولا تھا اور پھر بولتا ہی چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ ثمرہ اپنے کمرے کے دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔۔۔ مصطفیٰ کے لفظوں پر رونے میں مزید تیزی آگئی تھی۔۔۔۔۔

تم میرے بیٹے نہیں ہو۔۔ میرے مصطفیٰ نے کبھی مجھ سے اونچی آواز ”
 میں بات تک نہیں کی تو بد تمیزی کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔۔ اس لڑکی
 نے۔۔ اس لڑکی نے بھڑکایا ہے نا تمہیں تاکہ یہ اپنے بھائی کو بھی بچالے
 اور اس گھر میں بھی قدم جما لے۔۔“ وہ اب تک بدگمانی سے بول رہی
 تھی۔۔ اس بار مصطفیٰ نے آنکھیں میچ کر خود پر ضبط کیا تھا۔ اور پھر نرمی
 سے بڑھتا زنیہ کو تھام گیا جو نڈھال سی بڑبڑاتی ہوئی اپنے آنسو خشک کر
 رہی تھیں۔۔

میرا منزل۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ میرا معصوم بچہ۔۔۔ ابھی اسے گئے دن ”
 ہی کتنے ہوئے ہیں کہ اس لڑکی نے مجھ سے میرا دوسرا بیٹا بھی چھین لیا
 ہے۔۔۔ بد بخت۔۔۔ منحوس۔۔۔ بے غیرت خاندان سے ہے نا۔۔۔ جو
 گھر آئے مہمانوں کی تزیین کریں وہ بھلا کیا جانیں گے گھر خاندان کیا
 ہوتے ہیں۔۔۔“ وہ صدمے سے دوچار جو منہ میں آ رہا تھا بولتی چلی جا رہی

تھیں۔۔ جبکہ مصطفیٰ یہاں آکر بے بس ہو جاتا تھا۔۔ وہ ماں تھیں آخر اور کتنا منع روک سکتا تھا۔۔ مگر وہ جس طرح ثمرہ کو بُرا بھلا بول رہی تھیں اسکا غصہ سوانیزے پر پہنچ چکا تھا۔۔ اور طیش تو اسے ثمرہ کے خاندان والوں پر بھی آرہا تھا۔۔ یہ سب انہی کی وجہ سے ہو رہا تھا۔۔

مما پلینز کچھ خیال کریں۔۔ عریشہ بھی گھر میں موجود ہے۔۔ اور مجھے کسی ”صورت یہ برداشت نہیں ہے کہ آپ کسی تیسرے کے سامنے بھی ثمرہ کی بے عزتی کریں۔۔ اب وہ میری عزت ہے اس گھر کی عزت ہے۔۔ میرے نکاح میں ہے۔۔“ مصطفیٰ نے اس بار تحمل مزاجی سے انہیں سمجھانا چاہا۔۔

مصطفیٰ وہ یہاں تمہیں مجھ سے چھیننے کے لئے آئی ہے۔۔“ انہوں نے ”خوفزدہ سے لہجے میں باور کرایا تھا۔۔

ماں۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ آپ تو جانتی ہیں ثمرہ کو وہ ایسی لڑکی نہیں ”
ہیں۔۔۔ آپ کو تو وہ بہت اچھی لگتی تھیں۔۔۔“ مصطفیٰ نے ماضی کا حوالہ دیا
تھا۔۔۔

نہیں غلط تھی میں۔۔۔ پہلے تم اس لڑکی کی وجہ سے اپنی ماں اور چھوٹے ”
بھائی کو تنہا لاوارث چھوڑ کر دوسرے ملک چلے گئے۔۔۔ اور اب یہ لڑکی
ایک بار پھر تمہیں مجھ سے دور کرنا چاہ رہی ہے۔۔۔“ وہ ہنوز بے یقینی کا شکار
تھیں۔۔۔ مصطفیٰ کو شدت سے اپنے غلط فیصلے کا احساس ہوا تھا۔ وہ اسکی
حماقت کو بھی ثمرہ کے سر ڈال رہی تھیں۔۔۔ شرمندگی ہی شرمندگی
تھی۔۔۔

ماں اس میں ثمرہ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ اس جگہ سے دور جانے کا فیصلہ ”
میرا اپنا ذاتی تھا۔“ اس نے صفائی پیش کرنی چاہی۔
یہ۔۔ تم۔ تم مسلسل اس لڑکی کی حمایت کر رہے ہو۔“ انہوں نے اسکی ”
گرفت سے اپنے ہاتھ چھڑائے۔

ماں پلیز۔۔۔۔۔“ اس بار وہ مزید کچھ نہ کہہ سکا۔

تم اپنے بھائی کا خون بھول گئے ہو مصطفیٰ۔۔ تم اس لڑکی کی محبت میں ”
اندھے ہو گئے ہو۔۔“ وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھیں۔

کیا چاہتی ہیں آپ؟“ اس نے سوال کیا۔

اس لڑکی سے دور رہو۔۔۔۔ میں اس لڑکی کی زندگی بخش دوں گی، آدھی ”
 بات بھی نہیں کروں گی مگر تم مجھ سے وعدہ کرو۔۔ تم اس لڑکی سے دُور
 رہو گے۔۔“ انہوں نے جھٹ بیٹے کا ہاتھ تھاما تھا۔

ماں۔۔۔“ مصطفیٰ بے یقینی سے ماں کا چہرہ تکتا رہ گیا۔۔“

وعدہ کرو مجھ سے مصطفیٰ!“ وہ عجیب ہزیرانی سی کیفیت سے دوچار ”
 تھیں۔۔

وعدہ کرو تم اس لڑکی سے دور رہو گے۔۔“ وہ مسلسل ضد پر قائم ”
 تھیں۔۔ کمرے میں موجود ثمرہ اب خاموش ہو گئی تھی۔۔ زنیہ کے
 تقاضے کا سوچ سوچ کر دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

وعدہ کرو جب تک تم اپنے بھائی کے قاتل کو سزا نہیں دلا دو گے تم اس ”
لڑکی سے بات تک نہیں کرو گے۔۔“ اب وہ زیادتی پر اتر آئی تھیں۔۔
”یہ غلط ہے۔“

تو ٹھیک ہے پھر نکالو اس لڑکی کو میرے گھر سے۔۔“ وہ غصہ ہوئیں ”
تھیں۔۔

میں اس لڑکی کا وجود اپنے گھر میں نہیں برداشت کر سکتی۔۔“ وہ غصے میں ”
پاگل ہو رہی تھیں۔۔۔

میں اپنے سابقہ فیصلے پر قائم ہوں ماں۔۔ میں جب تک آپ کے بیٹے کے ”
قاتل کو سزا نہیں کرادونگا۔ سکون سے نہیں بیٹھونگا۔۔ اور رہی ثمرہ کی
بات۔۔ تو وہ لڑکی میرے آسرے پر اس گھر میں موجود ہے۔۔ میں ان

سے قطع تعلقی نہیں کر سکتا۔۔“ وہ متوازن لہجے میں بولا تو زبیرہ نے بے یقینی سے اپنے فرما بردار بیٹے کو دیکھا تھا۔۔ جوان سے نگاہیں چراتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔۔

آنزل!“ مجتبیٰ آج معمول کے مطابق پکارتا ہوا گھر میں داخل ہوا۔“
تھا۔۔ آنزل خوشگوار حیرت میں مبتلا اپنے کمرے سے باہر آئی۔۔ کیونکہ وہ
اس روز کے بعد سے اس سے ضرورت کے علاوہ بات نہیں کرتا تھا۔۔

کیا ہوا مجتبیٰ!“ وہ مٹھائی کا ڈبہ ہاتھ میں پکڑے روم میں داخل ہوا تھا۔۔“

میری جاب لگ گئی ہے۔۔۔“ آنزل کے منہ میں مٹھائی کا ٹکرا ڈالتا وہ ”
ضرورت سے زیادہ خوش دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

کیا واقعی! بہت مبارک ہو تمہیں۔۔۔“ آنزل نے بھی بھائی کو مبارکباد ”
دیتے مٹھائی کا بچا ہوا ٹکرا اسکے منہ میں رکھا تھا۔۔۔

کہاں لگی ہے جاب! “اس نے اب سوالیہ پوچھا۔۔۔“

ایک سوفٹ ویئر ہاؤس ہے۔۔۔ وہاں ایز آگرافک ڈیزائنر۔۔۔“ ثمرہ اوہ ”
کرتی رہ گئی۔۔۔

مجھے پتہ ہے تم یقیناً یہ سوچ رہی ہو گی کہ تنخواہ تو بہت کم ہو گی۔۔ توہاں ”
بہت چھوٹا سا سوفٹ ویئر ہاؤس ہے۔۔ ابھی نیو سیٹ اپ ڈالا ہے۔۔ مگر ان
شاء اللہ جلد بڑھ جائے گی۔۔“ اس نے مسکرا کر اگاہ کیا۔۔

نہیں مجتبیٰ جتنی بھی سیلری ہو گی ہمارے لئے بہت ہے۔۔ دو ہی تو لوگ ”
ہیں ہم۔۔“ آئزل نے بھائی کی پریشانی کم کرنی چاہی تھی۔۔
جی اور عنقریب میں اکیلا رہ جاؤں گا۔۔“ آئزل نے دکھ سے اسکی جانب ”
دیکھا تھا۔

میری طرف سے اپنا دل برانہ کرو مجتبیٰ۔۔“ آئزل نے صفائی پیش کرنی ”
چاہی۔۔

ہاں وہ سب چھوڑو۔۔ میں کل تمہیں کچھ پیسے دے دوں گا شاپنگ پر چلی ”
 جانا۔۔ اپنے لئے جو چاہے خرید لینا۔۔۔“ وہ اس بار اسے کندھے سے لگاتا
 نرمی سے بولا تھا۔۔ ان دونوں بہن بھائیوں کی دنیا ایک دوسرے کے گرد
 ہی تو گھومتی تھی۔۔۔

اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے مصطفیٰ۔۔۔۔۔ اہان لوگ کے گھر میں ”
 سب کچھ تو ہے۔۔“ اس نے نرمی سے بھائی کو انکار کرتے بوجھ کم کرنا
 چاہا۔۔

مگر میں نہیں چاہتا کہ میری بہن زندگی کے کسی بھی موڑ پر خود کو کم تر ”
 محسوس کرے۔۔۔ جتنا کر سکتا ہوں وہ ضرور کروں گا۔۔۔ ویسے بھی اماں کا
 سارا زیور تمہارا ہی ہے۔۔ اور پھر یہ گھر بھی تو ہے۔۔“ وہ اسے کیا بتاتا کہ
 اس کی شادی کے لئے اس نے یہ گھر ہی گروی رکھ دیا تھا۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہو مجتبیٰ! یہ گھر ہمارے ماں باپ کا ہے اور اب ”
تمہارا۔۔۔ مجھے اس گھر میں سے کوئی حصہ وغیرہ نہیں چاہئے۔۔۔ بس میری
رخصتی ہو جائے پھر میں جلدی سے تمہارے لئے بھی کوئی اچھی سی لڑکی
دیکھ کر شادی کر دوں گی۔۔۔“ اس نے بڑی بہنوں والا رعب جمایا تھا۔۔۔

اچھا! پہلے تمہاری تو ہو جائے۔۔۔ اچھا بتاؤ۔۔۔ کھانے میں کیا بنایا ”
ہے؟“ اس بار اس نے بات گول کرتے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

مونگ مسور کی دال اور چاول۔۔۔“ آئزل نے ہنسی ضبط کی تھی۔۔۔ جبکہ ”
اسنے ناک چڑھائی۔۔۔

چھوڑو میں باہر سے کچھ لے کر آتا ہوں۔۔ تمہارا بھی یہ دالیں سبزیاں کھا”
 کھا کر منہ خراب ہو گیا ہو گا ہے نا۔۔“ اس نے آنزل کی نہ نہ نظر انداز
 کرتے جلدی سے قدم گھر سے باہر کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔

ثمرہ کتنی ہی دیر تک روتے روتے نیند کی وادیوں میں اتر گئی
 تھی۔۔۔۔۔ رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب اسے محسوس ہوا جیسے کوئی تھا جو
 اسکے کمرے کا دروازہ بجا رہا ہو۔۔۔ وہ کتنی ہی دیر تک بستر پر چت لیٹی محض
 چھت کو گھورتی رہی تھی۔۔۔۔۔

مگر جب دروازے پر دستک مسلسل جاری رہی تو ذہن آہستہ آہستہ بیدار
 ہونا شروع ہوا تھا اور وہ چار و نچار اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھی۔۔

جی!“سامنے الماس خالہ کھڑی تھیں۔۔۔”

دلہن یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے آپ نے اپنا۔۔ چلیں مصطفیٰ بابا نے آپ کو ”
کھانے کے لئے بلایا ہے۔۔۔“ ثمرہ کی غمزہ آنکھیں سرخ انگارہور ہی
تھیں۔۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔“ اس نے بہانہ بنانا چاہا۔۔۔”

دلہن مصطفیٰ بابا بہت غصے میں ہیں۔۔ انہوں نے سختی سے ہدایت کی ہیں ”
کہ میں آپ کو لازمی ڈنر ٹیبل پر ساتھ لاؤں۔۔ مہربانی کر کہ چلیں ورنہ وہ
بہت خفا ہونگے۔۔ وہ کبھی غصہ نہیں کرتے۔۔ مگر آج بہت غصے میں

ہیں۔۔۔“ ثمرہ کتنی ہی دیر خاموش کھڑی انکی بچاری سی شکل تکتی رہی تھی۔۔۔

اچھا آپ چلیں۔۔۔ میں آتی ہوں۔۔۔“ وہ آنکھیں رگڑتی فریش ہونے کی ” غرض سے واشروم کی جانب بڑھی تھی۔۔۔



مصطفیٰ خیریت تو ہے تم اتنا غصے میں لال پیلے کیوں ہو رہے ہو۔۔۔“ آج۔۔۔“ وہ سب اس وقت ڈنر ٹیبل پر ثمرہ کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ کچھ خاص نہیں۔۔۔ بس ویسے ہی کچھ باہر کی ٹینشنز ہیں۔۔۔“ زبیرہ ” خاموش تھیں جبکہ وہ ان دونوں کا انتظار کسی بھی خاطر میں لائے بغیر اپنا کھانا شروع کر چکی تھیں۔۔۔

آئی یہ آپ کی بھانجی کہاں رہ گئی ہے؟“ عریشہ کو کوفت ہوئی مصطفیٰ“
کلانی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھ رہا تھا۔ دس منٹ گزر چکے تھے۔

میرے خیال سے اسے بھوک نہیں ہے مصطفیٰ۔ یار خود کھالے“
گی۔۔“ اس نے منہ بنایا۔۔

تم چاہو تو کھانا شروع کر سکتی ہو۔۔۔“ وہ سپاٹ لہجے میں بولا تو وہ منہ بنا“
گئی۔۔

السلام علیکم!“ عقب سے ابھرتی بھاری آواز پر مصطفیٰ نے ذرا رخ ترچھا“
کر کے دیکھنا چاہا۔ جہاں ثمرہ پیچھے سے گزرتی اس سے دو کرسیاں چھوڑ کر

ایک چتر گھسیٹ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ چہرہ بالوں کی اوٹ میں چھپانے کی
ناکام سی کوشش کی تھی۔۔

مصطفیٰ نے بغور اسکا چہرہ دیکھا تھا، گندمی رنگت میں پیلاہٹ سی گھل گئی
تھی۔۔ خاموشی سے اپنی پلیٹ اٹھاتی وہ کسی مجرم کی طرح سر اور نگاہیں
دونوں جھکائے ہوئے تھی۔ مگر انکی نم پلکیں اس بات کا واضح ثبوت تھیں
کہ وہ سارا دن روتی رہی تھی۔۔ مصطفیٰ نے اسے دیکھ ایک نظر اپنی اماں پر
ڈالی جو نظروں میں بے پناہ نفرت سموئے ثمرہ کے جھکے سر کو گھور رہی
تھیں۔۔ جو پلیٹ میں تھوڑے سے چاول لئے کھاکم اور کھیل زیادہ رہی
تھی۔۔۔

لڑکی تم کیا سو گئیں تھیں،، ہم کب سے تمہارا انتظار کر رہے تھے۔۔“

ثمرہ نے ابھی بھی نگاہیں نہیں اٹھائیں تھیں۔۔ وہ ہنوز خاموش بیٹھی تھیں

۔۔ عریشہ نے سوالیہ نظروں سے مصطفیٰ کی جانب دیکھا۔

ثمرہ آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔۔“ مصطفیٰ نے سنجیدگی سے سوالیہ ”

پوچھا۔

ہمم!“ وہ یو نہی سر جھکائے ہنکار بھر گئی۔۔ مصطفیٰ کتنی ہی دیر خاموشی ”

سے اسے دیکھتا رہا تھا، جس نے اسے ایک نظر اٹھا کر دیکھنا بھی گوارہ نہیں

کیا تھا۔ یا پھر وہ اپنے تاثرات چھپانے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔۔

اب ثمرہ نامہ بند ہو گیا ہو تو ہم سکون سے کھانا کھالیں۔۔“ بلا آخر زنیہ ”

کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

آپ ٹھیک سے کھانا کھائیں مہی۔۔ پھر آپ کو میڈیسن بھی لینا ہوتی ”
ہے۔“ اسنے اس بار توجہ ماں کی جانب کی۔۔۔

بیٹا جی آپ میری فکر نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔“ انکا لہجہ جتنا ہوا ”
تھا۔۔ مصطفیٰ خاموش ہو گیا۔۔ جبکہ ثمرہ جگ سے پانی نکال کر پیتی جلدی
سے ٹیبل چھوڑ کر جانے لگی۔۔

“ثمرہ کھانا تو ٹھیک سے کھالیں۔۔“
میں نے کھالیا احد۔۔۔“ وہ اسکے لہجے میں فکر محسوس کر نرمی سے جواب ”
دیتی یو نہی پلٹ گئی تھی۔۔

مصطفیٰ یہ کیا سین ہے بھئی۔۔ تم کب سے لڑکیوں میں اتنی دلچسپی لینے ”
لگے۔۔“ اس نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

بکازشی از مائی وائف۔۔ منکوحہ ہیں میری۔۔“ مصطفیٰ نے اس قدر ”
اچانک سے بم پھوڑا تھا کہ وہ ہونقوں کی مانند حواس باختہ سی کتنے ہی لمحے تو
گنگ سی مصطفیٰ کو بے یقینی سے تکتی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔
”وہاٹ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟“

واٹ؟؟ واٹ آریو سیننگ مصطفیٰ؟؟“ اس کی حیرانگی بجا تھی۔۔ زنیہ
ٹیبل چھوڑ گئیں تھیں۔۔

اس میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے؟“ مصطفیٰ نے آئی برو
اٹھائے۔۔۔۔

نہیں مطلب۔۔ آنٹی نے کہا تھا کہ وہ۔۔ مطلب تم نے مجھے پہلے
کیوں نہیں بتایا۔۔“ اب عریشہ کو اپنے رویے پر افسوس ہوا تھا۔
پہلے بتایا اب۔۔ ایک ہی بات ہے۔۔“ اُس نے کندھے اچکائے۔۔
مگر پھر بھی۔۔ تمہیں کم از کم مجھے تو لازمی بتانا چاہئے تھا۔۔“ اس نے
تاسف کا اظہار کیا۔۔

تم اور تھنک کرتی ہو عریشہ۔۔۔“ اس کے لہجے میں کچھ تھا جو عریشہ کو
کھٹکا گیا تھا۔۔

خیر تم بتاؤ تمہارے والد صاحب کے خاندان والوں کے جانب سے اب تو
کوئی ایکشن نہیں لیا گیاناں؟“ اس نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

نہیں۔۔۔ اور پلیز ابھی یہ سب باتیں نہیں کرو۔۔ میں تمہاری شادی ”
 کے صدمے میں ہوں۔۔“ اس نے کچھ اس طرح کہا تھا کہ ناچاہتے ہوئے
 بھی مصطفیٰ کے لبوں پر مسکراہٹ سی کھل گئی تھی۔۔۔

ثمرہ سیدھی کمرے میں آکر بند ہو گئی تھی۔۔ مصطفیٰ کے ساتھ ایسا رویہ ”
 اختیار کر کے اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔ یو نہی بستر پر چت لیٹے
 دو گھنٹے گزر گئے تھے۔۔ ابھی مزید تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ تب ہی
 کوئی دستک دے کر اسکے روم میں داخل ہوا تھا۔۔
 آپ یہاں؟“ وہ مقابل ہستی کو دیکھ چونک گئی تھی۔۔“
 کیوں میں یہاں نہیں آسکتی۔۔“ وہ ہولے سے مسکراتی اسکے قریب ”
 آئی۔۔ ثمرہ اب خاموش کھڑی تھی۔۔

سب سے پہلے تو بہت مبارک ہو۔۔۔ میں تمہارے اور مصطفیٰ کے لئے ”
 دل سے بہت خوش ہوں۔۔۔“ اس نے فرط جذبات میں یکدم آگے بڑھ کر
 ثمرہ کو سینے سے لگایا تھا۔ وہ تو ایک لمحے کو گنگ ہی رہ گئی تھی۔۔۔
 مجھے معاف کر دو مجھے علم نہیں تھا کہ مصطفیٰ اور تم نکاح کے بندھن میں ”
 بندھے ہو۔۔۔ ورنہ میں کبھی ایسا رویہ نہ اختیار کرتی۔۔۔“ وہ اپنے جذبات پر
 قابو پا چکی تھی۔۔۔ ساتھ ہی اسے اپنے رویے کا بھی افسوس ہوا تھا۔ وہ ثمرہ
 سے ہر گز بھی اپنا دل برا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ اسکے پیارے دوست کی
 بیوی تھی۔ بھلے وہ اسکی محبت رہا تھا، مگر ضروری تو نہیں کہ محبتیں میسر بھی
 آجائیں۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔ ویسے یہ بات آپ کو کس نے بتائی۔۔۔“ اس سے ”
 الگ ہوتی ثمرہ نے ذرا متجسس ہو کر سوالیہ پوچھا۔۔۔

مصطفیٰ نے خود بتایا ہے یار! اور تمہیں معلوم ہے۔۔ اب میں اس سے ”
سخت قسم کا ناراض ہونے والی ہوں۔۔“ عریشہ نے ذرا ناک چڑھ کر
کہا۔۔ تو وہ مسکرا دی۔۔

کیا میں اندر آسکتا ہوں؟“ دروازے پر کھڑے مصطفیٰ نے اجازت ”
چاہی۔۔ ثمرہ اور وہ دونوں ہی چونک گئیں، وہ پشت پر ہاتھ باندھے چہرے
پر حد درجہ سنجیدگی سجائے گویا انکی اجازت کا منتظر تھا۔۔
ضرور آئیے بلکہ یہ تو آپ ہی کا کمرہ ہے۔۔“ عریشہ عادتاً شرارتی لہجے میں ”
گویا ہوئی تو مصطفیٰ نے اسے گھورا۔۔
مجھے لگتا ہے آپ دونوں میں اچھی دوستی ہو گئی ہے؟“ ان دونوں کو ساتھ ”
کھڑا دیکھ اس نے اپنے تئیں اندازہ لگایا۔۔

صرف دوستی؟؟ مصطفیٰ صاحب میں اور ثمرہ اب ایک ٹیم بن چکے ”
ہیں۔۔ بی ریڈی کیوں کہ ہم تمہیں مل کر بہت ٹف ٹائم دینے والے
ہیں۔۔ میں ثمرہ کو تمہارے سارے اقتیرز کے بارے میں ضرور

بتاؤنگی۔۔“ وہ آنکھ دباتی شرارتی لہجے میں بولی تو مصطفیٰ نے اپنی خرافاتی دوست کو گھورا۔ جبکہ ثمرہ چہرے پر سپاٹ تاثرات سجائے خاموش کھڑی ایک بار پھر نگاہیں جھکا گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے شدت سے اسکا یہ انداز نوٹس کیا تھا۔۔

باز آ جاؤ تم۔۔“ اس نے تنبیہ ضروری سمجھی۔۔۔“

اب آپ یہ بھول جائیں مصطفیٰ صاحب۔۔ کہ ہم آپ کو بخش دیں۔“

گے۔۔ نہیں نہیں۔۔ ایسا نہیں ہونے والا۔۔“ وہ ہولے سے مسکرایا۔۔

چلیں اب میں کباب میں ہڈی نہیں بنتی۔۔ آپ دونوں باتیں۔“

کریں۔ میں سونے جا رہی ہوں۔۔۔“ وہ ہنستی مسکراتی وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا تھا۔۔ ثمرہ نے لب دبائے تھے۔۔۔۔

جو کچھ صبح ہوا اس کے لئے ایم سوری یہی وجہ تھی میں نے نکاح کے ”
 باوجود آپ کو گھر واپس چھوڑ دیا تھا۔ مگر وہاں کے حالات ایسے تھے
 خیر۔۔ صبح والی تلخ کلامی کے لئے میں دل سے معذرت خواں
 ہوں۔۔۔“ وہ اس کے مقابل آتا معذرتی لہجے میں بولا تھا۔

کیا میں نے آپ سے کوئی شکوہ کیا؟“ اس بار اس نے اپنی سرخ آنکھیں ”
 اٹھا کر مصطفیٰ کو دیکھا، اور یہی وہ لمحہ تھا جب اس نے خود کو بہت بے بس
 محسوس کیا تھا۔

مگر آپ کی آنکھیں تمام داستان سنار ہی ہیں ثمرہ۔۔“ وہ گھمبیرتا سے گویا ”
 ہوتا اس کا مومی ہاتھ تھام گیا۔۔ وہ ابھی تک اسی بسکٹی رنگ جوڑے میں
 ملبوس تھی۔۔۔

غلط فہمی ہے آپ کی۔۔“ وہ تلخی سے بولتی نگاہیں پھیر گئی۔۔ ساتھ ہی ”
 اپنے ہاتھ اسکی گرفت سے آزاد کرائے۔۔

تو پھر یہاں دیکھیں میری طرف۔۔ نگاہیں کیوں چرار ہی ہیں۔۔ ”ثمرہ“
 نے یکدم ہی نظر اٹھا کر بغور اسکی جانب دیکھا تھا۔ جو سیاہ رنگ شلوار
 سوٹ میں ملبوس نکھرا نکھرا سا تھا۔ وجیہہ چہرے پر ازلی سنجیدگی قائم
 تھی۔ نم بالوں کو پیچھے سیٹ کر رکھا تھا۔ وہ شاید ابھی شاور لے کر آیا
 تھا۔۔

مصطفیٰ نگاہیں وہ چراتے ہیں جن کے دل میں چور ہوتا ہے۔۔ میرے ”
 دل میں کوئی چور نہیں ہے۔۔ مگر ہاں اب مجھے پچھتاوا ضرور ہے۔۔ میں
 نے اپنے ایک جذباتی فیصلے کی وجہ سے ہم دونوں کی زندگی مشکل میں ڈال
 دی ہے۔۔ خاص کر آپ کی۔۔“ اس بار وہ کڑے دل سے بولتی رخ پھیر
 گئی۔۔

جو نصیب میں لکھا ہوتا ہے اسے کوئی بدل نہیں سکتا۔۔ آپ کا اور میرا ملنا ”
 یو نہی لکھا تھا۔۔“ وہ متوازن لہجے میں بولا، جبکہ وہ ہنوز پشت کئے کھڑی
 تھی۔۔

نصیب۔۔۔۔۔“وہ تلخی سے زیر لب بڑبڑائی۔۔۔“

آنٹی نہیں چاہتی کہ آپ مجھ سے یوں باتیں کریں، یا پھر میرے روم میں آئیں تو بہتر یہی ہے کہ آپ اپنی ماں سے کیا وعدہ ضرور وفا کریں۔۔۔ پہلے اپنے بھائی کے قاتل کو سزا دلانے کا بندوبست کریں اپنی ازدواجی زندگی کے بارے میں بعد میں سوچ لیجئے گا۔۔۔“ وہ بہت سختی سے گویا ہوئی تھی۔۔۔ مصطفیٰ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔

آپ کون ہوتیں ہیں مجھے یہ بتانے والی کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟“ وہ گھوم کر اسکی جانب آیا۔۔۔ ساتھ ہی بازوؤں سے پکڑ کر نزدیک کیا۔ کوئی بھی نہیں مصطفیٰ۔۔۔ پلیز جائیں یہاں سے۔۔۔“ وہ بے رخی سے بولی۔۔۔ میں یہاں سے جانے نہیں، بلکہ آپ کو ساتھ اپنے روم میں لے جانے آیا ہوں۔۔۔ صرف نکاح کر لینا کافی نہیں ہوتا اس رشتے کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں اور میرے خیال سے اب ہمیں اس بارے میں سنجیدگی سے سوچنا چاہئے۔۔۔“ اس کے لفظوں کی گہرائی اور مفہوم سمجھ کر ثمرہ کی گندمی

رنگت میں پل میں سرخیاں سی گھل گئیں تھیں۔۔۔ پلکیں لرز پر عارضوں پر
سجدہ ریز ہوئیں تھیں۔۔۔

چلیں میرے ساتھ۔۔۔ اس رشتے کو اسکا اصل مقام دینے کا اصل وقت ”
آچکا ہے۔۔۔“ وہ اسے لب چباتا دیکھ مزید بولا تھا۔

رات کی تاریکی میں؟“ ثمرہ کے منہ سے بے ساختہ ہی پھسلا تھا۔

کہنا کیا چاہتی ہیں آپ؟ کیا میں نے آپ سے یہ نکاح چھپ کر کیا ”
ہے۔۔۔ اس نکاح کے بارے میں آپ کا پورا خاندان جانتا ہے تو پھر اس
فضول بات کا مطلب۔۔۔“ اس کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔

کوئی مطلب نہیں ہے۔۔۔ فی الحال میں اس رشتے کو آگے بڑھانے میں ”
دلچسپی نہیں رکھتی اور آئی بھی ایسا نہیں چاہتی ہیں۔۔۔ اور میرے خیال
سے اپنے جذبات سے پہلے آپ کو اپنی ماں کے جذبات کا خیال کرنا
چاہیے۔“ مصطفیٰ نے غصے سے مٹھیاں بھیج لی تھیں۔۔۔

آپ کو معلوم ہے نا آپ کیا کہہ رہی ہیں؟“ ثمرہ کا انکار اسکی اناپرکاری“
وار کر گیا تھا۔

جی۔۔ اور اب آپ کو بھی سمجھ لینا چاہئے۔۔ بہتر یہی کہ آپ مجھ سے دور“
رہیں۔۔ کم از کم اپنی ماں سے وعدہ وفا کرنے تک تو لازمی دور رہیں۔۔“ وہ
سختی سے بولتی ڈریسنگ روم میں جا کر بند ہو گئی تھی۔۔ مصطفیٰ کا چہرہ اس
تزیل کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔

اس رشتے کو دنیا کے سامنے ایک جائز مقام دینے کی یہ میری آخری“
کوشش تھی۔۔ اب آئندہ قدم میں نہیں بلکہ آپ کو بڑھانا ہوگا
ثمرہ۔۔۔“ وہ اتنا سب سننے کے باوجود بہت ضبط سے بولا تھا۔ ڈریسنگ روم
میں موجود ثمرہ نے منہ پر ہاتھ رکھتے اپنے آنسوؤں پر ضبط کیا تھا۔
اگر آپ کو اپنے لفظوں کا احساس ہو جائے تو میرے کمرے کے“
دروازے ہمیشہ آپ کے لئے کھلے ہیں۔۔ مگر آج کے بعد احد مصطفیٰ آپ

کی طرف قدم ہر گز نہیں بڑھائے گا یہ بات یاد رکھئے گا۔۔۔“ وہ انتہائی
درشتگی سے بولتا کمرے سے واک آؤٹ کر گیا۔۔

حسین تو اور ہیں لیکن کوئی کہاں تجھ سا
جو دل جلائے بہت پھر بھی دل رہا ہی لگے
بشیر بدر



دیکھتے ہی دیکھتے ایک ماہ سے زائد کا عرصہ گزر گیا تھا۔ اس دن کے بعد سے
مصطفیٰ اور ثمرہ میں بمشکل ایک بار ہی ملاقات ہو سکی تھی۔ وہ دونوں
اپنی جگہ خاموش تھے۔ رات کا کھانا عموماً ساتھ ہی کھایا جاتا تھا۔ مگر اب
مصطفیٰ اسکی طرف سے بالکل لا تعلق ہو گیا تھا۔۔

ویسے بھی ثمرہ زنیہ بیگم کے رویہ کی وجہ سے ہر اس جگہ سے غائب ہو جاتی تھی جہاں مصطفیٰ ہو۔۔ انہیں اگر نہیں پسند تھا کہ وہ انکے بیٹے کے ارد گرد رہتی تو وہ بھی پیچھے ہٹ گئی تھی۔۔ مصطفیٰ بھی آج کل کورٹ کی پیشیاں بھگتاتے اور بزنس میں مصروف تھا۔ عریشہ نے مصطفیٰ کے ساتھ ہی بزنس میں انویسٹ کر دیا تھا، اور اب وہ ساتھ میں فورٹی پر سنٹ کی پارٹنر بن گئی تھی۔۔

شارق کی رہائی ابھی تک نہیں ہو سکی تھی۔۔ جبران کو بزنس میں دن بدن لاس ہوتا چلا جا رہا تھا۔ قصویٰ گھر کے ماحول سے تنگ آ کر اپنی دوستوں کے ساتھ پکنک پر چلی گئی تھی۔۔۔

آئی کھانے میں کیا بنے گا؟؟“ خود کو مصروف رکھنے کی خاطر اب باقاعدہ ”طور پر کچن کی بہت سی ذمہ داریاں اس نے اپنے سر لے لیں تھیں۔۔ زنیہ نے بھی اسے مصطفیٰ سے فاصلے پر دیکھ چپ سادہ لی تھی۔۔

جو مرضی چاہے بنا لو۔۔۔“ انہوں نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔“
 کیا آپ مجھ سے اپنی ناراضی ختم نہیں کر سکتیں۔۔۔ اب تو میں اپنے بھائی“
 کی رہائی کی ضد بھی چھوڑ چکی۔۔۔ مصطفیٰ مجھے اپنے نکاح میں لینے کے لئے ہر
 گز بھی راضی نہیں تھے۔۔۔ یہ تو بس میں ہی تھی جو مصطفیٰ کو اموشنلی بلیک
 میل کر رہی تھی بس اسی لئے وہ مجھے اپنے نکاح میں لینے کے لئے مجبور
 ہو گئے۔۔۔“ ثمرہ نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتے زنیہ کو اس حقیقت
 سے آگاہ کیا تھا جو مصطفیٰ نے پردے میں رکھی تھی۔۔۔
 کیا کہا تم نے لڑکی؟“ انہوں نے کڑے تیوروں سے پوچھا۔۔۔“
 آنٹی مصطفیٰ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔“ ثمرہ نے ایک بار پھر صفائی پیش
 کی۔۔۔

اچھا۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔ انہوں نے فوری اسے چلتا کیا۔۔۔ جبکہ وہ“
 نا سمجھی سے انہیں دیکھتی کمرے سے نکل آئی تھی۔۔۔ جواب سائیڈ ٹیبل
 سے مزمل کی تصویر اٹھاتی اسے یاد کر ایک بار پھر سے رونے لگی تھیں۔۔۔

جبران صاحب۔۔ شارق کی ضمانت کا کیا بنا؟“ فرناز بیگم اپنے شوہر کے ”
برابر میں آکر بیٹھی تھیں۔۔

ابھی ممکن نہیں۔۔“ انہوں نے نڈھال لہجے میں کہا۔۔

تو کیا آپ اپنے اکلوتے بیٹے کو پھانسی کے پھندے پر چڑھنے دیں ”
گے؟“ جبران صاحب نے ایک قہر بھری نگاہ ڈالی، جو دل مٹھی میں لینا
خوب جانتی تھیں۔۔

اگر تم میری کسی پریشانی کا کوئی ہل نہیں نکال سکتی نا تو بہتر ہے اپنا منہ بند ”
رکھو۔“ انہوں نے درشت لہجے میں کہا تھا۔۔

اچھا مرضی ہے آپ کی۔۔ ویسے وہ ہمارے گھر ملازمہ نہیں آتی تھی کام ”
کرنے کے لئے۔۔ اس سے ملاقات ہوئی تھی میری۔۔ مصطفیٰ کے گھر
میں ملازمت کر رہی ہے اب وہ۔۔“ انہوں نے تہمید باندھی۔۔

تو؟؟؟“ انہوں نے نا سمجھی سے اپنی بیوی کو دیکھا۔۔

تو یہ کہ وہ مجھے بتا رہی تھی کہ ثمرہ وہاں بہت خوش ہے۔۔۔ احد مصطفیٰ اور ”
 ثمرہ نے یہ نکاح اپنی مرضی سے کیا ہے۔۔۔ وہ پلکوں پر بیٹھا کر رکھتا ہے ثمرہ
 کو۔ یہاں تک کہ اپنی ماں تک سے لڑ جاتا ہے۔۔۔ وہاں بہت عیش میں ہے
 آپ کی بیٹی۔۔۔۔“ انہوں نے نگاہیں چرا کر شوہر کو مریج مصالحہ لگا کر آگاہ
 کیا تھا۔۔۔

آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ثمرہ نے اپنی مرضی سے نکاح کیا ”
 ہے؟؟ تو پھر وہ کیا تھا جو قصویٰ نے کہا۔۔۔ اور جو احد مصطفیٰ نکاح کے فوراً
 بعد ثمرہ کو یہاں لایا تھا؟“ انہوں نے درشت لہجے میں استفسار کیا۔۔
 وہ تو صرف زنیہ کا رویہ اچھا نہیں۔ ثمرہ تو احد مصطفیٰ کے ساتھ بہت ”
 خوش ہے۔۔۔ اور زنیہ تو ویسے بھی ساس ہیں۔۔۔ اور ساس تو ایسے ہی ہوتی
 ہیں۔۔۔ دوسری بات کہ جو بھی ہے اب منزل انکا بیٹا تھا۔۔۔“ فرناز نے ناک
 بھنوائیں سمیٹی تھیں۔۔۔

میں تو کہہ رہی ہوں آپ احد مصطفیٰ سے اونچی سوز سز کا استعمال ”
 کریں۔۔ اور شارق کی ضمانت لگالیں، ساتھ ہی ہم وکیل کو ساتھ لے کر
 جائیں گے اور ثمرہ کو بھی اپنے ساتھ لائیں گے۔۔ اگر ثمرہ وہاں رہی تو
 مستقبل میں وہ ہمیں اس کے تھر و بلیک میل کر سکتے ہیں۔۔“ کچے کانوں
 کے جبران صاحب فوری اپنی بیوی کی من گھڑٹ کہانیوں پر ایمان لے
 آئے تھے۔۔

اچھا چلیں چھوڑیں۔۔ میں آپ کو بتاتی ہوں آگے کالائے عمل۔۔۔“ وہ ”
 شوہر کو گہری سوچ میں ڈوبا خاموش دیکھ اپنا زہنی فطور انکے گوش گزار
 کرنے لگی تھیں۔۔۔

مصطفیٰ!، عریشہ اسکے عین مقابل بیٹھی، آفس میں موجود تھی۔۔ جو ”
 لیپ ٹاپ اسکرین پر جھکاتیزی سے کچھ ٹائپ کرنے میں مصروف تھا۔
 ہم!، اس نے ہنکار بھرا۔۔۔“

میں اگر کچھ کہوں تو تم ماسنڈ تو نہیں کرو گے؟“ وہ ذرا جھجک کر بولی۔۔۔

کہو۔۔۔“ وہ اب باقاعدہ طور پر اسکی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔۔

کیا تمہارے اور ثمرہ کے درمیان سب کچھ نارمل ہے۔۔۔“ مصطفیٰ نے

ایک گہری سرد آہ خارج کی تھی۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی تھی۔۔۔

کچھ عرصے میں ایک گرینڈ پارٹی میں، میں ہماری شادی انونس

کردونگا۔۔۔ ماں ابھی منزل کے صدمے سے گزری ہیں،، بس اسی لئے میں

نے کوئی بھی فنکشن کرنے سے اجتناب کیا ہے۔۔۔ لیکن ظاہر سی بات ہے

اپنے اکلوتے بیٹے کی شادی کے حوالے سے بہت سے ارمان ہیں انکے۔۔۔ اور

میں ان سے انکی خوشیاں چھیننا نہیں چاہتا۔۔۔ بس اسی لیے یہ میرا اور ثمرہ کا

مشترکہ فیصلہ ہے کہ ہم جب تک الگ رومز میں رہیں گے۔۔۔“ اس نے

اصل بات بتانے سے گریز ہی کیا تھا۔۔۔

اچھا! لیکن ثمرہ مجھے مینٹلی اسٹیبل نہیں لگتی۔ اور آنٹی کے بھی کچھ اچھے تاثرات نہیں ہیں تمہارے رشتے کو لے کر۔“ اس نے ذرا جھجک کر اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔

تم اس کی فکر نہ کرو۔۔ میں ہوں نا۔“ اس نے گویا بات ختم کی تھی۔۔
ویسے تمہیں پتہ ہے۔۔ کل پھر سے مجھے میرے رشتے داروں کے چیلے“
“فالو کر رہے تھے۔

اوہ۔۔ وہ لوگ آخر چاہتے کیا ہیں؟“ مصطفیٰ کی پیشانی پر بل نمودار“
ہوئے۔

یہی کہ میں کسی بھی طریقے سے انکے لاڈلے سے شادی کر لوں اور ان“
ڈائریکٹلی یہ ساری جائیداد انکے نام ہو جائے۔“ وہ استہزائیہ مسکرائی
تھی۔۔

اوہ گاڈ۔۔“ ہمارے لوگ پتہ نہیں اس سیاست سے کب باہر آئیں“
گے۔“ اس نے تاسف کا اظہار کیا۔۔

خیر تم چھوڑو۔۔ میں تمہارے لئے ایک باڈی گاڑد کا انتظام کروادیتا”
 ہوں۔۔ جوہر لمحہ سائے کی طرح تمہارے ساتھ ہوگا۔۔“ وہ ذرا شرارت
 سے بولا۔۔

اوہ کم آن مصطفیٰ۔۔“ وہ ہولے سے مسکرائی تو وہ بھی مسکرا کر اپنے کام”
 میں غرق ہو گیا۔۔



آنزل اور اہان کی شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔۔ اہان کو
 ایمر جنسی میں ملک سے باہر جانا پڑا تھا۔۔ بس اسی وجہ سے رخصتی ایک ماہ
 تاخیر کا شکار ہو گئی تھی۔۔ مجتبیٰ اپنی جاب پر تھا۔۔

جبکہ آئزل معمول کے مطابق گھر کے کاموں میں مصروف تھی۔ جبھی کسی نے دروازہ پر دستک دی۔

کون؟“ آئزل نے جلدی سے سر پر دوپٹہ اوڑھتے دروازے کے پاس ”ٹھہر کر پوچھا۔

بیٹا ہم ہیں۔۔ انکل آئی۔۔“ باہر سے اسے مہروز صاحب کی آواز سنائی ”دی تھی۔۔ آئزل نے جھٹ دروازہ کھول دیا تھا۔

السلام علیکم!“ وہ خوش دلی سے بولی۔۔ تحمینہ نے اسے ایک نظر دیکھ ”نگاہوں کا رخ پھیر لیا تھا۔

کیسی ہیں بیٹا؟“ مہروز نے شفقت بھرے لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔

اللہ کا کرم! آپ پلیز بیٹھیں ناں۔۔“ وہ انہیں لے کر گھر کے مہمان خانے میں آگئی تھی۔

آپ کیا لیں گے ٹھنڈا یا گرم؟“ اس نے مہمان نوازی نبھائی۔۔

ارے کچھ بھی نہیں۔۔ دراصل ہم آپ کو لینے آئے ہیں۔۔ بھئی ویسے تو”
 ہم نے سوچا تھا شادی کا جوڑا آپ اور اہان خود جا کر اپنی مرضی سے لے لیجئے
 گا مگر اب چونکہ اہان یہاں موجود نہیں ہے۔۔ سو ہمیں ہی یہ کام کرنا
 ہو گا۔۔ ہماری مجتبیٰ سے بات ہو گئی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں شاپنگ
 پر۔۔۔“ انہوں نے نرمی سے کہا۔۔

اچھا!“ اس نے لب دبائے۔۔

کوئی پریشانی ہے؟“ انہوں نے متفسر انداز میں دریافت کیا۔“
 میں ایک بار مجتبیٰ سے پوچھ لوں۔۔“ تحمینہ نے ناک چڑھا کر سر
 جھٹکا۔۔

ضرور پوچھیں بھئی۔۔ بلکہ اچھی بات ہے بھائی کو اعتماد میں لئے بغیر کوئی“
 کام کرنا درست نہیں۔۔“ انہوں نے دھیرے سے مسکرا کر کہا تھا۔۔
 ہاں نکاح بھلے چھپ چھپا کر کر لو۔۔“ وہ دھیمی آواز میں طنزیہ بڑبڑائی“
 تھیں۔۔ آنزل کا چہرہ شرمندگی سے سرخ پڑا تھا۔۔

جاؤ بیٹا آپ جاؤ۔۔۔“ مہروز صاحب نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔ تو وہ ”خاموشی سے لب چباتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔“

تخمینہ حد کرتی ہو۔۔۔ بچوں نے یہ فیصلہ خود نہیں کیا تھا۔۔۔ میں تمہیں بتا ”چکا ہوں کہ اگر اہان کو اپنے ہاتھ میں رکھنا ہے تو اسکی پسند نہ پسند کو اہمیت دو۔۔۔“ مہروز صاحب انکے کان کے قریب سختی سے غرائے تھے۔۔۔ جو اب پنکھا چلنے کے باوجود گرمی لگ رہی ہے کاتاثر دیتیں اٹھ کھڑی ہوں تھیں۔۔۔

آپ چڑھائے اس دو ٹکے کی لڑکی کو سر پر۔ مجھ سے یہ ناز برداریاں نہیں ”ہوتیں۔۔۔ اور میں آپ کو بتا رہی ہوں بھلے یہ ساری زندگی اہان کے ساتھ رہے مگر میں اہان کی شادی اپنے اسٹیٹس کے لوگوں میں لازمی کراؤنگی۔۔۔“ مہروز صاحب نے اپنی جذباتی بیوی کو دیکھ کر جھٹکا۔۔۔

ہاں تمہارا لاڈ لا تو جیسے چابی والا گڈا ہے ناجسے تم چابی دو گی اور وہ اس رخ کو ”چل پڑے گا۔۔۔“ وہ دانت پیس کر بولے جبکہ وہ سر جھٹک گئیں۔۔۔

آنزل بیٹا! اور کتنی دیر ہے؟“ انہوں نے وہیں سے بیٹھے بیٹھے آواز ”
لگائی۔۔

جی بس آگئی انکل۔۔“ وہ مجتبیٰ سے اجازت لینے کے بعد کپڑے بدلتی ”
چادر سر پر لیتی پندرہ منٹ بعد کمرے سے باہر آئی تھی۔۔
چلیں؟“ انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔“
جی ضرور چلیں۔۔“ اب وہ تینوں آگے پیچھے ہی گھر سے نکلے تھے۔۔۔

عریشہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی کام میں غرق تھی جبھی اسے ایک ”
انجان نمبر سے کال موصول ہوئی تھی۔۔
ہیلو!“ چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات تھے۔“
عریشہ سکندر؟“ دوسری جانب سے تصدیق کی گئی۔“
جی بات کر رہی ہوں۔۔“ اس کا ماتھا ٹھنکا۔۔۔

کیسی ہیں ڈیر کزن۔۔“ دوسری جانب سے شوخ سی آواز ابھری ”
 تھی۔۔ عریشہ کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا نمودار ہوا۔
 تمہارے پاس میرا نمبر کہاں سے آیا؟“ اس نے کڑے تیوروں سے ”
 پوچھا۔۔

یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔۔ یہ بتائیے آپ ہمارے گھر کب چکر لگا ”
 رہی ہیں؟“ وہ سوالیہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔
 کبھی بھی نہیں۔۔ اور آئندہ مجھے کال نہ کرنا۔۔“ عریشہ نے غصے سے ”
 موبائل پٹختے رابطہ منقطع کر دیا تھا۔۔۔
 کیا ہوا لڑکی۔۔ اتنے غصے میں کیوں ہو؟“ آفس ڈور دھکیل کر اندر آتے ”
 مصطفیٰ نے اچھنے سے اسکا یہ انداز نوٹس کیا تھا۔۔
 بس ویسے ہی۔۔ تم بتاؤ خیریت؟“ اسے ورکنگ آؤر میں اپنے آفس ”
 میں دیکھ وہ ذرا حیران ہوئی۔۔

ہاں سب خیریت ہی ہے۔۔ دراصل مجھے اپنی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔ اس سے پہلے کہ میں زیادہ بیمار ہو جاؤں اور کل کی میٹنگ اٹینڈ نہ کر سکوں اس لئے میں گھر جا رہا ہوں۔۔ تھوڑا ریسٹ کرونگا۔۔“ وہ اپنا ماتھا کھجا کر ذرا تھکے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔۔

اوہ ہو۔۔ تو آپ فوری گھر جائیں بھئی۔۔ اور اپنی زوجہ سے اپنی کچھ خد متیں کروائیں۔۔“ وہ ازلی شرارت سے بولی تھی تو مصطفیٰ ہولے سے مسکرایا۔۔

“سدھر جاؤ تم۔۔ خیر میں نکلتا ہوں۔۔ آج آفس کی بوس تم ہو۔۔“ اوکے باس! آپ فکر نہ کریں۔ ہم سب کو تیر کی طرح سیدھا کر دیں گے۔۔“ وہ بھی شرارتی لہجے میں بولی تو وہ تھمبر اپ کا اشارہ کرتا خود کوٹ جھٹکتا آفس سے باہر نکل گیا تھا۔۔

ثمرہ اس وقت لان میں بیٹھی کسی کتاب کا مطالعہ کرنے میں غرق تھی۔۔۔ جبھی کارپورچ میں گاڑی رکنے کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔
 ثمرہ نے ذرا چونک کر اسکی گاڑی کو دیکھا تھا۔۔۔ مصطفیٰ آج جلدی گھر واپس آگیا تھا۔۔۔

جبکہ وہ آنکھوں پر سن گلاسز چڑھاتا اب اسی کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔۔۔ وہ فوری سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔

آلمنڈ کلر کے پینٹ کوٹ میں ملبوس مصطفیٰ کی چھپ ہی نرالی تھی۔۔۔ وہ پہلے سے زیادہ ہینڈ سم اور پرکشش ہو گیا تھا۔۔۔ یا یہ صرف اسکی محبوبانہ نگاہوں کا دھوکہ تھا۔۔۔ وہ قریب آتا اب اسکے پاس ہی بیٹھ گیا تھا۔
 آپ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں؟“ اگرچہ دوپہر ڈھل چکی“ تھی۔۔۔ مگر پھر بھی دھوپ میں ابھی تپش باقی تھی۔۔۔
 کچھ نہیں بس ویسے ہی باہر آگئی تھی۔۔۔“ وہ مصطفیٰ کی آواز پر گڑ بڑا کر“ ہوش میں آئی، تو وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔۔۔

وہ اس وقت سرخ رنگ جوڑے میں ملبوس اداس گلاب لگ رہی تھی۔۔
 آج آپ جلدی واپس آگئے۔۔“ ہاتھ میں پکڑی کتاب ذرا جھک کر ”
 سامنے پڑی میز پر رکھی تھی۔۔ جس کے باعث بالوں کی آبشار پھسل کر
 کندھوں سے نیچے آگری تھی۔۔
 جی بس ذرا طبیعت ڈاؤن لگ رہی تھی۔۔“ اس نے اس بار ماتھا مسلا ”
 تھا۔۔

تو آپ پھر ریٹ کریں نا۔۔“ وہ متفکر ہوئی۔۔“
 جی روم میں ہی جا رہا ہوں۔۔ آپ ایک کام کیجئے الماس خالہ سے بولیں گے ”
 میرے روم میں ایک کپ اسٹرونک سی کافی پہنچا دیں۔۔“ وہ بولنے کے
 ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ ثمرہ کو اسکایوں اجنبی رویہ بری طرح چبھا
 تھا۔۔

میں بنادیتی ہوں مصطفیٰ!“ وہ جو پلٹ کر جا رہا تھا، اسکی آواز سن مزید کچھ ”
 کہے بغیر گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

جبکہ لب چباتی ثمرہ اسکی فکر میں تیزی سے پیچھے گئی تھی۔۔ اس رات کے بعد سے ناچاہتے ہوئے بھی ان دونوں کے درمیان ایک خلش سی آگئی تھی۔۔ مصطفیٰ کی یہ بیگانگی اب اسے کچو کے لگا رہی تھی۔۔ مگر جو وہ چاہتا تھا اب وہ یہ سب کرنے سے قاصر تھی۔۔۔

مجتبیٰ! ”وہ جو اپنی پوری توجہ سے سکریں پر نگاہیں جمائے اپنے کام میں“ غرق تھا، اپنے برابر والے کو لیگ کی آواز پر چونکا۔۔۔ کیا ہوا؟“ اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔ ”تمہیں سر نے بلوایا ہے۔۔“ اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔ ”اچھا! چلو میں دیکھتا ہوں۔۔“ وہ اٹھ کر آفس کی جانب بڑھا۔۔

مے آئی کم ان سر!“ اس نے اجازت چاہی۔۔“

یس کم ان!“ فوری اجازت دی گئی۔ وہ لب چباتا انکے سامنے ڈیسک کے ”
 سامنے جا کھڑا ہوا، مقابل فائلزاد ہر ادھر پلٹا شیشے کے بھی کش لگا رہا تھا۔
 مجتبیٰ آپ جس پروجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔۔ وہ کمپلیٹ ”
 ہو گیا؟“ انہوں نے کڑے تیوروں سے پوچھا۔

نوسر! ابھی صرف چار دن ہی تو ہوئے ہیں۔۔ میرا کلائینٹ سے وعدہ تھا ”
 کہ ہم انہیں یہ پروجیکٹ ٹین ٹو ففٹین ورکنگ ڈیز میں فائنل کر کے دیں
 گے۔۔“ مجتبیٰ ذرا حیران ہوا۔

ٹین ٹو ففٹین ڈیز؟؟ آریوان سینسز مسٹر مجتبیٰ؟ کلائینٹ ہمیں ڈالرز میں ”
 پے کر رہا ہے ہم زیادہ سے زیادہ سیون ورکنگ ڈیز میں اپنا آرڈر کمپلیٹ کر
 لیتے ہیں۔۔۔“ وہ استہزائیہ مسکرائے۔

یو آر رائٹ سر! بٹ وہ ٹیم ورک ہوتا ہے۔۔ یہ جتنا بڑا پروجیکٹ ہے میں ”
 اس پر اکیلا ہی ورکنگ کر رہا ہوں۔۔ آپ میرے ساتھ تین سے چار

بندوں کی ٹیم لگا دیں۔۔ آئی پرومس میں یہ پروجیکٹ دودن میں آپ کے ہینڈ آور کر دوں گا۔۔“ مجتبیٰ کی پیشانی پر بل پڑے۔۔

تو آپ کو کس لئے رکھا ہے یہاں۔۔ آپ کو سیلری کس بات کی دے

رہے ہیں؟“ انہوں نے گھورا۔۔

سوری سر! بٹ مجھے ڈیڑھ ماہ سے زیادہ ہو گیا ہے لیکن آپ نے ابھی تک

سنگل پینی بھی سیلری کے نام پر نہیں دی۔۔ بلکہ آپ ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ

ہم بھی نیو ہیں آہستہ آہستہ سب ہو جائے گا۔ اسٹاف کے نام پر دس لوگ

ہیں یہاں وہ بھی گزشتہ ڈیڑھ ماہ میں دو بار بدل چکے ہیں۔۔ ایک میں فرد

واحد ہوں جو پرانا ہوں، باقی آپ کا اسٹاف تو ہر دس دن بعد تبدیل ہو جاتا

ہے۔۔ کیونکہ مجتبیٰ آصف کے سوا کوئی بیوقوف تو نہیں جو بغیر سیلری کے

کام کرے گا۔“ مجتبیٰ کی بس ہوئی تھی۔۔

مسٹر مجتبیٰ ایک نون گریجویٹ کو میرے علاوہ کوئی جاب دے گا بھی

نہیں۔۔“ مجتبیٰ ہولے سے مسکرایا۔۔

مانا کہ مجبور ہوں مگر اتنا بھی نہیں کہ آپ جیسے فراڈی شخص کے پاس کام ” کرتا رہوں۔۔ مہینے کی دس کو آؤنگا اپنی سیلری لینے۔۔“ وہ غصے سے بول کر جانے لگا۔

کوئی سیلری بھٹی؟؟؟“ انہوں نے نظریں ایسے پھیری تھیں گویا کعبے سے بت پھر گئے ہوں جیسے۔۔

اور نیلی کوئی سیلری؟؟؟ بات سنیں میری۔۔ اس آفس میں جتنے لوگ ” بیٹھے ہیں نا نہیں ابھی جا کر کہو ننگا کہ تم یہاں بیٹھ کر سب سے مفت میں اپنا کام نکلو ارہے ہو۔۔ اور یہاں آفس میں بیٹھ کر کیمرے سے لڑکیوں کے ہر ایکٹ پر نظر رکھی ہوئی ہے اور بعد میں انہیں بلیک میل بھی کرو گے۔“ وہ درشت لہجے میں ڈیسک بجا کر بولا تو مقابل ذرا چونک کر پیچھے ہوا۔

بلکہ نہیں میں ایسا ہی کرونگا۔۔“ وہ کچھ سوچ کر باہر کی جانب بڑھا۔۔“ مسٹر مجتبیٰ ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔۔“ وہ جلدی سے پیچھے بھاگا۔۔“

ہیلو گائز۔۔ بات سنیں میری۔۔ آپ یہاں جتنے لوگ موجود ہیں آپ ”
سب نیو ہیں۔ کیونکہ کوئی پرانا ان کے پاس ٹکٹا ہی نہیں ہے۔۔“ سب اسکی
جانب متوجہ ہو گئے تھے۔۔ دوسری اور اہم بات۔۔

یہ یہاں بیٹھ کر اسکیم کر رہے ہیں۔۔ باہر سے کلائنٹ لیتے ہیں ہم سے کام ”
کراتے ہیں۔۔ ڈالرز میں پیمنٹ ریسیو کرتے ہیں۔۔ اور کسی کو کوئی سیلری
وغیرہ نہیں دیتے۔ تو اب آپ لوگ جو یہاں کام کرنا چاہتا ہے اسکی مرضی
ہے۔ جبکہ میں یہاں دو ماہ سے کام کر رہا ہوں اور انہوں نے مجھے سیلری کے
نام پر پھوٹی کوڑی بھی نہیں دی۔۔۔“ وہ درشت لہجے میں بولا تھا۔۔ جبھی
اسکی پرسنل اسٹنٹ لڑکی بھاگتی ہوئی اسکی جانب آئی۔۔ جو شاید چھ ماہ پرانی
تھی۔۔ اور بوس کی زیادہ ہی منہ چڑی تھی۔۔

سربات سنیں۔۔ آپ اس طرح نہیں کر سکتے،، ورنہ ہم پولیس کو کال ”
کریں گے۔۔“ اس لڑکی نے دھمکانا چاہا۔۔ سب خاموشی سے یہ تماشہ
ملاحظہ کر رہے تھے۔

پولیس کو کال کرونگائیں۔۔ اور آپ خاتون ہیں لحاظ کر رہا ہوں۔ زیادہ ”

شاہ سے زیادہ شاہ کی وفادار بننے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔“ مجتبیٰ نے انگشت شہادت اٹھا کر باز رکھا۔ تو وہ لڑکی دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

لڑکی ہیں اپنی عزت و وقار کا خیال رکھیں۔ پیسے کے پیچھے اتنی اندھی نہ ”

ہوں کہ صحیح غلط کا فرق بھول جائیں۔۔ وہ شخص آپ کے باپ کی عمر کا ہے۔ اگر کوئی مجبوری ہے بھی تو ڈھنگ کی جاب تلاش کرو۔۔“ مجتبیٰ کی صاف گوئی پر اس لڑکی کا چہرہ لہورنگ ہو گیا تھا۔ اور وہ پھر پیچھے ہٹتی چلی گئی تھی۔۔ جبکہ سب اسٹاف ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھ اپنا سامان سمیٹنے لگے تھے۔۔ جب اس جگہ کا موجودہ حساب سے سب سے پرانا بندہ ہی یہ فرم چھوڑ گیا تھا تو باقی سب کا یہاں کیا کام تھا۔۔ جبکہ اسکی پرسنل اسٹنٹ لڑکی سرخ چہرہ لئے آنکھوں میں ڈھیروں نمی لئے خاموش کھڑی رہ گئی۔۔

ثمرہ تیزی سے ہاتھ چلاتی کافی پھینٹ کر ٹرے میں رکھتی ساتھ پیناڈول کا پتا رکھتی مصطفیٰ کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

کمرے کے پاس پہنچ کر ہولے سے دستک دی گئی تھی۔۔۔

آجائیں۔۔۔“ وہ جوا بھی فریش ہو کر واشروم سے باہر نکلا تھا ذرا مصروف ”

سے انداز میں بولا تھا۔۔۔ پھر پلٹ کر عقب میں دیکھا جہاں ثمرہ کھڑی شاید اسی کی طرف سے کسی قسم کی پیش قدمی کی منتظر تھی۔۔۔

آجائیں ثمرہ۔۔۔“ وہ دو قدم لینے کے بعد پھر سے وہیں ٹھہر گئی ”

تھی۔۔۔ مصطفیٰ نے ہنوز نرم لہجے میں کہا تو وہ قدم اٹھاتی نزدیک چلی آئی۔۔۔

آپ نے بلا وجہ خود آنے کی زحمت کی۔۔۔ کسی ملازم سے کہہ ”

دیتیں۔۔۔“ ڈریسنگ ٹیبل کے عین سامنے کھڑا وہ بالوں میں برش پھیرتا

سنجیدگی سے بولا۔۔ وہ اس وقت کچھول سے حلیے میں ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا۔

یہ میڈیسن بھی لے لیجئے گا۔۔“ دونوں ہتھیلیاں رگڑتی وہ دھیمی سی ”آواز میں گویا ہوئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے بغور آئینے میں نظر آتا اسکا عکس دیکھا تھا۔

تھینک یو!“ اس نے نرمی سے کہتے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے۔۔ جبکہ ”لب چباتی ثمرہ ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔۔ آپ کو کچھ کہنا تھا؟“ اس نے ثمرہ کو یو نہی جما کھڑا دیکھ سر سری لہجے میں ”پوچھا تھا۔

نہ۔۔ نہیں۔۔ وہ میں یہ پوچھ رہی تھی کہ ڈنر میں کیا لیں گے آپ۔۔“ گڑ بڑا کر ہوش میں آتے جلدی سے استفسار کیا گیا تھا۔

جو سب کے لئے بنا رہی ہیں وہی بنالیں۔۔ میں بھی کھا لوں گا۔۔“ اس کی ”بے رخی اب دل پر لگ رہی تھی۔۔ وہ کہاں اس سے اس لہجے میں بات کرتا

تھا۔ اسکا لہجہ ازلی نرمی سمیٹے ہوئے تھا مگر اب اجنبیت سی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

پلیز ٹمرہ جاتے ہوئے رومز کی لائٹ آف کر دیجئے گا۔“ وہ کہہ کر ”
آنکھوں پر بازو رکھ گیا۔ اس بار اسکی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر
گئیں تھیں۔۔۔ دل چاہا کہ ابھی مصطفیٰ سے اسکے رویہ کا حساب لے۔۔۔ مگر
پھر اپنا تلخ رویہ اختیار کرنا یاد آیا تو وہ تیزی سے روم سے نکل گئی تھی۔۔
ٹمرہ لائٹ؟؟؟“ اس نے پیچھے سے ہانک لگائی مگر بے سدھ۔ پھر خود ہی ”
ریموٹ کنٹرول لائٹس آف کرتا یاد آنے پر کافی کے سپ لیتا واپس سے بستر
پر نیم دراز ہوتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔

مجتبیٰ میرے بھائی ہوا کیا ہے اتنے غصے میں کیوں ہو؟“ وہ جب سے گھر واپس آیا تھا غصے میں چیزیں ادھر سے ادھر پٹخ رہا تھا۔

آفس میں کسی سے کوئی لڑائی ہوئی ہے کیا؟“ اس نے سوالیہ انداز میں ”

پوچھا۔ وہ منہ پر بارہ بجائے صوفے کی پشت پر سر گرائے خاموش بیٹھا تھا۔

نہیں۔ لڑائی نہیں ہوئی میرا دماغ خراب ہے۔“ وہ شرٹ اتار کر ایک طرف کو پھینک گیا۔

اس بات میں تو واقعی کوئی شک نہیں۔“ اس نے شرٹ اٹھائی۔ مصطفیٰ ”

نے گھورا۔

اچھا اچھا سوری۔“ اسے خفگی سے گھورتا پا کر وہ فوری سیدھی ہوئی۔

اب بتا بھی دو، ہر بات پر روٹھی حسینہ کیوں بن جاتے ہو۔ اتنا نخرہ تو ”

لڑکیاں بھی نہیں دکھاتی ہیں۔“ مجتبیٰ کا پاراہائی ہوا۔

انسان بن جاؤ آنزل۔۔ خبردار جو مجھے کسی عورت سے تشبیہ دی تو۔۔“ وہ ”
بہن پر خفا ہوا۔

اچھا اچھا! خفا کیوں ہو رہے ہو۔۔“ اس نے رام کرنا چاہا۔۔“
اب بتاؤ آفس میں کیا ہوا؟“ اس نے اس کے بالوں میں ہاتھ چلائے شفقت
سے استفسار کیا، جو ماتھے پر سینکڑوں بل سمیٹے ہوئے تھا۔

میں نے جاب چھوڑ دی۔۔۔“ آنزل نے ہونقوں کی مانند گھورا۔۔“
کیا کہا تم نے؟؟“ اس کی پیشانی پر سینکڑوں بل سمٹ آئے تھے۔۔“
جاب چھوڑ دی۔۔“ اس نے لب بھینچ لئے۔۔“

کیوں چھوڑ دی؟“ آنزل کے لہجے میں تاسف در آیا تھا۔۔۔“
بس مجھے سمجھ نہیں آئی۔۔ تم آج کھانے کا نہیں پوچھو گی کیا بے روزگار ”
بھائی کو کھانے کو نہیں پوچھا جاتا؟“ وہ ذرا ناراض ہوا یا پھر ہواؤں سے بھی
لڑ رہا تھا۔۔

یہ بھائی کافی عرصے سے بے روزگار ہے۔۔ یہی بہن کھانا پانی پوچھتی ہے ”
 ابھی تمہاری بیوی نہیں آئی۔ جو مجھے نخرے دکھا رہے ہو۔۔“ آنزل نے
 اسکی ڈرامے بازیوں پر بال نوچے تھے۔۔ وہ کراہ کر رہ گیا۔۔
 جاؤ جاؤ کھانا لے کر آؤ۔۔ پھر تو تم اپنے نکمے شوہر کے سامنے کھانے پیش ”
 کر رہی ہو گی۔ پتہ نہیں کیا پسند آگیا تمہیں اس لفنگے میں۔۔“ وہ بڑبڑایا تو
 آنزل اسے گھورتی ہوئی کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔



السلام علیکم!“ وہ رات کا کھانا کھانے کے بعد ابھی روم میں آئی ”
 تھی۔۔ جبھی نظر موبائل پر گئی جہاں اہان کی سینکڑوں مسڈ کالز آئی ہوئی
 تھیں۔۔

و علیکم السلام۔۔۔ کہاں ہو یار؟ کب سے کال کر رہا ہوں۔۔۔“ دوسری

جانب سے اسکی جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔۔

وہ دراصل مجتبیٰ کو کھانا دے رہی تھی۔ آپ بتائیں خیریت۔۔۔“ آنزل

نرم لہجے میں استفسار یہ گویا ہوئی۔

اف ایک تو یہ جب آپ، آپ کہتی ہیں نا بخدا سیدھی دل پر لگتی

ہیں۔۔۔“ دوسری جانب سے اسکی مسحور کن آواز بلند ہوئی۔۔۔ آنزل کے

گال سرخ ہوئے۔۔

پھر تم ہی بولو نگی میں رخصتی کے بعد بھی۔۔۔ پھر نہ کہنا آنزل مجھے عزت

سے مخاطب کیا کرو۔۔۔“ وہ نروٹھے پن سے بولی۔۔

آپ جو بھی کہیں ہمارا دل تو بس آپ ہی کی سنتا ہے نا جاننا۔۔۔“ دوسری

جانب وہ زیادہ ہی اچھے مزاج میں تھا۔۔

کیا ہو رہا تھا؟“ وہ بات گھما گئی۔۔۔“

آپ کی یاد میں تارے گن رہا تھا۔۔ یہ رات کاٹے نہیں کٹ رہی۔۔“ وہ ”
 مخمور لہجے میں گھمبیرتا سے بولا۔۔ آئزل نے لب دبائے۔۔
 ان لبوں پر اتنا ظلم نہ کیا کریں پلیز۔۔“ دوسری جانب وہ اسکی خاموشی ”
 اور حرکت بھانپ گیا تھا۔۔

کھانا کھالیا؟“ اب وہ دوپٹہ اتارتی آرام دھ آنداز میں لیٹی تھی۔۔ ”
 ہم! مگر آپ کی یاد نیند نہیں آنے دے رہی جاناں۔۔“ آئزل نے ”
 اسکرین کو گھورا۔۔

پاکستان کب واپس آرہے ہو۔۔“ وہ سنجیدگی سے بولی۔ دوسری جانب ”
 اہان نے منہ بنایا۔۔

بیوی بندہ محبت کا جواب محبت سے دیتا ہے۔۔“ وہ نروٹھے پن سے ”
 بولا۔۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔“ وہ آپ سے تم پر آگئی تھی۔۔ ”

آپ بولا کریں مجھے اچھا لگتا ہے۔۔“ دوسری جانب وہ پھر پٹھری سے ”
اُترا۔

”میں سونے لگی ہوں۔۔“

ویڈیو کال پر آئیں نا۔۔“ وہ ضد کرنے لگا۔۔“

کیا بد تمیزی سے اہان۔۔“ وہ خفت زدہ سی گالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

ٹھیک ہے پھر۔۔ جیسے آپ کی مرضی۔۔“ وہ غصے میں رابطہ منقطع ”

کر گیا۔ اس کے اس عمل پر آنرل کی جان لبوں پر آئی تھی۔

اہان پلیز۔۔ نہیں کرو۔۔“ وہ روہانسو سی التجائیہ بڑ بڑائی۔ ساتھ ہی ”

موبائل پر نمبر ڈائل کیا تھا۔۔ جبکہ اب وہ ناراضی دکھاتا اسکی حالت کا

مزاح لے رہا تھا۔ جو کال پر کال کر رہی تھی۔

اس وقت سب رات کے کھانے کی میز پر موجود تھے۔ ثمرہ الماس خالہ کی ہمراہی میں جلدی جلدی کھانا میز پر لگا رہی تھی۔۔۔ مصطفیٰ اور عریشہ لاؤنج میں پڑے صوفوں پر بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔۔۔ وہ کچھ دیر قبل ہی فریش ہو کر نیچے آیا تھا بظاہر وہ عریشہ سے باتوں میں مصروف تھا۔۔۔ مگر ساری توجہ ثمرہ کی جانب تھی جو بار بار اس طرف سے گزرتی کچن کی جانب جا رہی تھی۔۔۔

الماس خالہ انٹی کو بھی بلا لیں۔۔۔“ وہ خود دوپٹہ درست کرتی لاؤنج کی جانب بڑھی۔۔۔

کھانا لگ گیا ہے آجائیں آپ لوگ۔۔۔“ وہ دونوں ہی چونکے۔۔۔ مصطفیٰ ”
نے خاموشی سے سر ہلایا۔۔۔

ارے ثمرہ۔۔۔ لڑکی کیا ہر وقت ان فضول سے کاموں میں لگی رہتی ”
ہو۔۔۔ مصطفیٰ نے بتایا تھا کہ تم اس کے ساتھ آفس میں کام کرتی

تھیں۔۔ میں تو کہتی ہوں۔۔ تم بھی ہمارے ساتھ کام شروع کر دو۔۔“ وہ مزے سے بولی تو ثمرہ دھیماسا مسکرائی۔۔

نہیں انکی کیا ضرورت ہے آفس میں۔ ویسے بھی یہ گھر کے کام کرتی زیادہ” اچھی لگتی ہیں۔۔۔“ مصطفیٰ کے لہجے میں عجیب سی چبھن تھی۔ ثمرہ کو اسکا رویہ بری طرح محسوس ہوا تھا۔۔

کیا مطلب ہے۔۔ ملازمہ لگی ہے تمہاری۔۔ جو گھر کے کام کرے” گی۔۔ بس ثمرہ تم کل سے ہمارے ساتھ چلنا۔۔“ عریشہ نے ذرا گھور کر دیکھا۔۔ یہ تو وہ بھی بھانپ چکی تھی کہ دونوں کے مابین ناراضی چل رہی تھی۔۔

کھانا لگ چکا ہے۔۔ باقی باتیں بعد میں کر لیجئے گا۔۔ برائے مہربانی باقی” تمام افراد آندر تشریف لے آئیں۔۔“ زنیرہ کی آواز پر وہ سب ہی چونک گئے۔۔

آ رہے ہیں آنٹی۔۔“ وہ تیزی سے بولتی آگے بڑھی تھی۔۔ جبکہ مصطفیٰ نے ایک دم ثمرہ کو ہاتھ پکڑ کر روکا تھا۔۔ جو اسے شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھتی خود بھی قدم بڑھا رہی تھی۔۔

کیا ہوا؟ روکیوں رہی ہیں آپ؟“ اس کی آنکھوں میں چمکتے آنسو دیکھ وہ سوالیہ گویا ہوا۔۔ ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر چہرے پر جھولتی لٹ سنواری تھی۔۔

ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔“ وہ خفگی سے بولتی مزاحمت کرنے لگی۔۔“ کیوں۔۔ کیا ہوا ہے ہاتھ پر جو چھوڑ دوں؟“ وہ آئی براٹھا کر سوالیہ بولا۔۔ جبکہ وہ آنکھوں میں خفگی لئے اپنا ہاتھ جھٹک گئی۔۔ ثمرہ۔۔“ اسے اسکا یہ عمل ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔۔“

باتیں کرنے کے لئے ہم آپ دونوں کو ہم پورا وقت دیں گے۔۔ مگر براہ کرم ابھی میز پر آ جائیں کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔“ وہ شرارتی لہجے میں بولی تو

اس بار ثمرہ کے ساتھ ساتھ مصطفیٰ بھی سٹپٹایا تھا۔ مجال ہے جو یہ لڑکی کبھی لحاظ کرتی ہو۔

میں ایک کال سن رہا تھا۔ ”وہ آگے پیچھے ہی میز تک آئے تھے۔ اور“ اس کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ رقص کرتی محسوس کروہ صفائیہ بولا ساتھ خود بھی مسکرایا تھا۔ زنیہ نے ثمرہ کو ایک نظر دیکھ سر جھٹکا۔ واہ واہ۔ کیا بات ہے مصطفیٰ۔ آج تو لگ رہا ہے آپ کی زوجہ نے واقعی ” بہت دل سے کھانا بنایا ہے، مطلب سب کچھ آپ کی پسند کا ہے۔“ وہ ڈش کے ڈھکن اٹھا اٹھا کر چیک کرتی ایک بار پھر شرارت سے بولی تھی۔ مصطفیٰ نے میز پر ایک جائزہ نگاہ ڈال ثمرہ کو دیکھا تھا۔ جو فوری نگاہوں کا رخ پھیر گئی۔

لیکن میں تو یہ سب بالکل نہیں کھا سکتا۔ بتایا تھا نا تمہیں طبیعت ناساز ” ہے میری ذرا۔ تو مجھے یہ ماما پر ہیزی چکن پاس کرو ذرا۔“ وہ جان کر ثمرہ کا دل جلانے کو زنیہ کا کھانا کھا رہا تھا۔ جبکہ وہ اس اتھے خاصے بیمار کو

ایک نظر دیکھتی غصے سے لال پیلی ہو رہی تھی۔۔ عریشہ ان دونوں کو کیٹ فائٹ کرتا دیکھ مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔

تمہاری بیوی کا بس نہیں چل رہا۔۔ یہ باؤل ہی اٹھا کر سر پر دے ”
 مارے۔۔“ پاس رکھے موبائل پر پاپ اپ نوٹیفیکیشن میں پیغام جگمگایا
 تھا۔۔ مصطفیٰ کے لبوں پر مسکراہٹ سی کھل گئی تھی۔ ثمرہ نے ذرا تپ کر
 دیکھا تھا۔۔ جو نجانے موبائل پر کیا دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔

اور جان بوجھ کر تیلی لگانے کا کام تم کر رہی ہو ڈیر فرینڈ۔۔ فضول میں ”
 تنگ نہ کرو میری معصوم سی بیوی کو۔۔“ وہ ثمرہ کی نظروں کی تپش خود پر
 بخوبی محسوس کر چکا تھا۔۔ جی جی جان کر میسج ٹائپ کرنے لگا۔۔

کس کا میسج ہے مصطفیٰ۔ جو آپ کھانا چھوڑ کر موبائل میں لگے ہیں۔“ اس ”
 بارز نیرہ نے بیٹے کی حرکت پر ٹوکا۔۔

وہ میری سیکریٹری ہے ماما۔ ایکچوئیلی وہ نیوکار لینا چاہ رہی ہے تو اسے سمجھ ”
 نہیں آرہا کس موڈل کی لوں۔۔ وہ اس وقت شوروم میں موجود ہے تو

بس۔۔،، مصطفیٰ نے جان بوجھ کر بہانہ گھڑا۔ ثمرہ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔ زینرہ نے سمجھ کر سر ہلایا جبکہ عریشہ کو اپنا قہقہہ ضبط کرنا مشکل لگا۔

وہ سیکریٹری۔۔ اف مصطفیٰ کتنی حسین ہے نایار وہ۔۔ کاش میں لڑکا ہوتی۔۔ تو اس سے شادی کر لیتی۔۔۔ عریشہ نے آہ بھرنے والے لہجے میں کہا۔۔۔ اگیزیکٹلی۔۔۔ آگر میرا بھی یہ ذرا سا نکاح نہ ہوا ہوتا تو میں بھی اپنی۔۔۔ سیکریٹری کو فوری طور پر اپنی بیٹریاں بنا لیتا۔۔۔ اب ثمرہ کی بس ہوئی تھی۔۔۔ وہ اسکے رویہ کا بدلہ ایسے اموشنلی ٹارچر کر کے لے رہا تھا۔۔۔ ہا ہا ہا! ویسے تم تو مرد ہو دو بیویاں بھی رکھ سکتے ہو۔۔۔ عریشہ کو نسی کم۔۔۔ تھی۔۔۔ مصطفیٰ نے نظر تر چھی کر ثمرہ کو دیکھا، جس کا چہرہ بہ شدید ضبط کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔ مصطفیٰ کو مسکرا مسکرا کر اسکرین کی جانب دیکھتا پا کر وہ ایک دم چیئر چھوڑ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

ارے ثمرہ کیا ہوا؟ کہاں جا رہی ہو۔۔ کھانا تو کھالو، وہ معصوم ”
 بنی۔ مصطفیٰ نے بھی نا سمجھی کے تاثرات سجائے اسکا لال بھوکا چہرہ دیکھا
 تھا۔۔

بھوک نہیں ہے مجھے۔۔ آپ لوگ کھائیں۔۔، مصطفیٰ کو گھورتی ایک ”
 ایک لفظ چبا چبا کر بولتی وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔۔ جبکہ مصطفیٰ کو اسکا
 یوں کھانا چھوڑ کر جانا اچھا ہی نہیں لگا۔۔
 اللہ جانے کس بات کے ڈرامے کرتی ہے یہ لڑکی۔۔ ہم تو پھر اتنی عزت ”
 دے رہے ہیں۔۔ اپنے گھر میں تو میڈم کی دو کوڑی کی بھی عزت نہیں
 تھی۔۔“ زبیرہ جو خاموشی سے یہ ساری صورت حال ملاحظہ کر رہی
 تھیں۔ ذرا ناگواری سے بولیں۔۔ مصطفیٰ کے لبوں سے مسکراہٹ پل میں
 جدا ہو گئی تھی۔۔

اب تم کہاں جا رہے ہو؟“ دو منٹ بعد پانی پی کر مصطفیٰ کو جاتے دیکھ ”
 عریشہ نے اچھنبے سے پوچھا۔۔

ثمرہ کو لے کر آتا ہوں۔۔ وہ شاید تمہاری کسی بات کو مائنڈ کر گئی ”
ہیں۔۔“ ماں کے خیال سے وہ عریشہ پر سارا الزام دھرتا خود ثمرہ کے
تعاقب میں اسکے روم کی جانب بڑھا۔۔ اب وہ بھوکے رہے، اس دل کو یہ
بھی تو گوارہ نہیں تھا۔۔



ثمرہ غصے سے تن فن کرتی روم میں داخل ہوتی بیڈ پر جا بیٹھی ”
تھی۔۔۔۔۔ رہ رہ کر مصطفیٰ پر غصہ اور اپنی بے بسی پر رونا آ رہا تھا۔۔ وہ بھلا
کیسے کہہ سکتا تھا کہ وہ نہ ہوتی تو وہ دوسری شادی کر لیتا۔۔ اس نے تو کبھی
اس کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔۔ اور وہ۔۔۔۔۔

دوپٹہ گلے سے اتار کر ایک طرف کو پھینک دیا تھا۔۔۔ بادامی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔۔ دل بار بار بھر کر آرہا تھا۔۔۔

ثمرہ! ”چند ساعتوں بعد وہ اُسے پکارتا ہوا روم میں داخل ہوا تھا۔۔۔ ثمرہ“ چونک سی گئی تھی۔۔۔

کیا ہوا روکیوں رہی ہیں؟“ مصطفیٰ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا اسے ”روتا ہوا دیکھ اسکے قریب آیا، جو غصے سے رُخ پھیر گئی۔۔۔

ثمرہ وہاٹ ہیپنڈ؟؟ ہوا کیا ہے؟“ اس بار وہ حیران ہوا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔ جائیں یہاں سے پلیز۔۔۔“ اپنی حالت کا احساس ہونے پر ”

جلدی سے سٹیٹا کر دوپٹہ گلے میں لیا تھا۔۔۔

رونے کی وجہ تو بتائیں۔۔۔“ وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

آپ جا کر دوسری شادی کریں اپنی اس سیکریٹری سے۔۔۔“ اس بار وہ غصے ”

سے غرائی تھی۔ پتہ نہیں یہ مردوں کو دوسری شادی کا اتنا شوق کیوں ہوتا

ہے۔۔۔

مصطفیٰ نے مسکراہٹ دبائی۔۔

”تو آپ کو کیا پر و بلم ہے۔۔“ اب وہ جان کر جی جلا رہا تھا۔۔ ثمرہ نے ایک ”خونخوار نگاہ اس پر ڈالی تھی۔۔ مصطفیٰ نے آئی برواٹھائے۔۔

”نہیں مطلب مجھے آپ کا یہ ریکشن سمجھ نہیں آرہا۔ آپ تو خون بہا میں“ آئی لڑک ہیں نا۔۔۔۔ تو پھر میں دوسری شادی کروں یا کچھ بھی۔۔۔“

جیبوں میں ہاتھ پھنسائے مصطفیٰ چہرے پر حد درجہ سنجیدگی سجا کر بولا، ثمرہ نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔۔

”مطلب آگر آئی آپ کی دوسری شادی کرائیں گی تو آپ مان جائیں“ گے؟“ ثمرہ کو اپنی ہی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔۔ دل مانو بیٹھ سا گیا تھا۔۔

”افکورس مان جاؤں گا۔۔ اب آگر پہلی والی ایک ہی راگ الاپتی رہے گی“ کہ میں خون بہا میں آئی ہوں۔ تو پھر میں تو ساری زندگی اسی بیوقوف

عورت کے انتظار میں نہیں خراب کر سکتا نا۔۔“ وہ ہنوز لا پراہ لہجے میں گویا
ہوا۔۔ آگر اس کی محبت ٹیڑھی تھی تو وہ سیدھی بھی خوب کرنا جانتا
تھا۔۔۔

تو پھر یہاں کیا کر رہے ہیں۔ جائیں اور جا کر دوسری والی کی کار سلیکٹ
کرانے میں مدد کریں۔۔“ وہ اچانک ہی بیڈ کے سرہانے رکھا تکیہ اٹھا کر
مصطفیٰ کی جانب اچھالتی اسے حیرت زدہ کر گئی۔۔
یہ کیا بد تمیزی سے ثمرہ۔۔“ تکیہ کیچ کرتے، اس کی پیشانی پر بل نمودار
ہوئے۔۔

کوئی بد تمیزی نہیں ہے جائیں یہاں سے۔۔ ابھی آنٹی آجائیں گی تو فضول
میں ڈرامہ بن جائے گا۔۔“ وہ غصے میں کانپتی ہوئی آواز میں بولی تھی۔۔ اتنا
غصہ نجانے کس وجہ سے آرہا تھا۔۔

او کے جیسے آپ کی مرضی۔۔۔“ وہ اسکا غصہ کسی بھی خاطر میں لائے بغیر، ”
لاپرواہی سے کندھے اُچکاتا اسکے لال سُرخ چہرے پر ایک نگاہ ڈالتا کمرے
سے نکلنے لگا پھر ٹھہرا۔۔

سنیں۔۔۔۔۔ کھانا کھا لیجئے گا۔۔۔۔۔“ وہ اپنی نرم فطرت کے تحت خود کو ”
احساس کرنے سے باز نہیں رکھ سکا تھا۔۔۔ جبکہ ثمرہ کا دل کیا۔۔۔ چیخ چیخ کر
آسمان سر پر اُٹھالے۔۔۔ مگر فی الحال وہ اپنی بے بسی پر رونے کے سوا کچھ بھی
نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

سی آواز میں بولنا شروع ہوئی۔۔۔ مجتبیٰ کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا بن گیا تھا۔۔۔

”میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا آئزل۔۔۔“ وہ ذرا خفا ہوا۔۔۔
 ”مگر میں کرنا چاہتی ہوں۔۔۔“ اس نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ تھامے۔۔۔
 ”جب تم اپنی مرضی کر چکیں تو اب صفائیاں پیش کرنے کا فائدہ۔۔۔“ وہ ناراضی سے بولی۔۔۔

”میں نے یہ نکاح اپنی نہیں بلکہ بابا کی مرضی سے کیا تھا۔۔۔“ وہ اس قدر اچانک سے بولی تھی کہ ایک لمحے کو تو مصطفیٰ گنگ رہ گیا۔۔۔
 ”کیا؟ کیا کہا تم نے؟“ وہ جتنا حیران ہوتا کم تھا۔۔۔

”سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔ جس روز بابا کا ایکسڈینٹ ہوا ماما تو اسی وقت ہمیں چھوڑ گئیں تھیں۔۔۔ مگر بابا ہسپتال میں تھے۔۔۔“ اس نے تہمید باندھی۔۔۔
 ”آگے بولو آئزل یہ سب معلوم ہے مجھے۔۔۔“ وہ بے چینی سے بولا۔۔۔ اس کا باپ اسے علم میں لائے بغیر اتنا بڑا قدم کیسا اٹھا سکتا تھا۔۔۔

ابا جانتے تھے کہ تم کم عمر ہو اور جذباتی بھی۔۔ اور جب انہیں اپنی زندگی ”
کا بھروسہ نہیں رہا تو وہ اپنی بیٹی کو محفوظ ہاتھوں میں سونپ کر جانا چاہتے
تھے۔۔“ آنرل کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔

اوہ مطلب انہیں اپنے بیٹے سے زیادہ اس اہان پر یقین تھا۔۔“ وہ مایوس ”
ہوا۔۔

ایسا نہیں ہے مجتبیٰ۔۔ انکل اور اہان شروع سے یہی چاہتے تھے مگر تحمید ”
آنٹی کی وجہ سے ہمیشہ خاموش ہو جاتے تھے۔۔“ وہ مزید گویا ہوئی۔۔
تو اب مجھے کیوں بتا رہی ہو۔۔“ وہ تلخی سے بولا۔۔

بابا نے یہ نکاح ہسپتال میں کرایا تھا۔۔ جس وقت تم ماں کی تدفین کے ”
بعد خود کو کمرے میں بند کر چکے تھے۔۔ اسی شام یہ نکاح ہوا تھا۔ اس
وقت وہاں اہان، انکل اور بابا موجود تھے۔۔ ہم تمہیں بھی بتانا چاہتے
تھے۔۔ مگر اس وقت تم صدمے میں تھے۔۔ صدمے میں تو میں بھی تھی
مگر بابا کی خاطر میں نے حوصلہ کیا تھا۔۔ اور صرف انہی کی وجہ سے یہ نکاح

بھی کیا تھا۔۔۔ ورنہ جس طرح ہر بار تھمینہ آنٹی ہمیں نیچا دکھانے کی کوشش کرتی ہیں تو میں یہ نکاح کبھی نہ کرتی۔۔۔ بابا نے کہا تھا کہ تمہیں بتا دوں۔۔۔ مگر گزرے سالوں میں ایسے حالات ہی نہیں بن سکے۔۔۔ پھر اہان نے کہا کہ وہ آنٹی کو منا کر باقاعدہ رشتہ لے کر آئے گا۔۔۔ مگر ایسا بھی نہ ہوا۔۔۔“ وہ بتاتے ہوئے کس کرب سے گزر رہی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی۔۔۔

بابا نے اتنا بڑا فیصلہ کر لیا اور مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔۔ انہوں نے ”ہمیشہ مجھے چھوٹا ہی سمجھا۔۔۔ تو کیا اب چھوٹا نہیں ہوں میں؟“ وہ آنکھیں مسلتا کسی بچے کی طرح شکوہ کر رہا تھا۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے مجتبیٰ۔۔۔ تم یہ بھی تو دیکھو نا ماما چھوڑ گئیں۔۔۔ پھر بابا ”کو اپنی سانسوں کا بھروسہ نہیں رہا۔۔۔ وہ اسی رات ہمیں چھوڑ گئے۔۔۔ تو سوچوں نا وہ اپنی جوان بیٹی کے لئے کس قدر پریشان ہونگے۔۔۔“ آنرل

نے اسکے ہاتھ تھامتے، اسکے آنسو صاف کئے۔۔ اور آگے بڑھ کر اس کے کندھے سے لگی تھی۔۔

پلیز مجھ سے اپنی ناراضی ختم کر لو۔۔ ورنہ میں اپنی نئی زندگی شروع نہیں کر سکونگی۔۔“ وہ ماں، باپ کو یاد کر بھائی کی بے رخی پر پھپھک پھپھک کر رونے لگی تھی۔۔ روتو وہ بھی رہا تھا۔۔ کچھ دنوں بعد اسکا واحد رشتہ بھی اس سے دور ہونے جا رہا تھا۔۔

میں تم سے ناراض نہیں ہوں آنزل۔۔ بھلا تم سے ناراض ہو سکتا“ ہوں۔۔ اور اگر تم سے ناراض ہو گیا تو پھر کہاں جاؤنگا۔۔“ بہن کو کندھے سے لگائے وہ آنسوؤں سے گلوگیر لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔ جواب اس سے بہت سی باتیں کرتی کبھی ہنس رہی تھی۔۔ تو کبھی آنسو بہا رہی تھی۔۔ جبکہ وہ بھی اپنا بچپن اور ماں، باپ کو یاد کر بڑی بہن کی محبت و شفقت پر سب بھول گیا تھا۔۔ وہ اس سے عمر میں چھوٹا ضرور تھا۔ مگر مان ہمیشہ بڑے بھائیوں والا ہی دیتا تھا۔۔

عریشہ اس وقت اپنی گاڑی خود ڈرائیو کرتی مست مگن سی گنگنائی ہوئی کار سڑک پر دوڑا رہی تھی۔۔۔ جبھی اسے محسوس ہوا تھا کہ کوئی ایک بار پھر اسے فالو کر رہا تھا۔

اف اب یہ کون ہے؟؟“ اس نے سائیڈ مرر سے دیکھتے خود ساختہ قیاس کیا۔

بیٹا تو جو کوئی بھی ہے۔۔۔ میرے ہاتھوں سے اب گیا۔۔۔“ وہ غصے سے ”سوچتی، ڈیش بورڈ پر رکھی گن اٹھا کر لوڈ کر چکی تھی۔ ساتھ ہی کار کو اسپید دی تھی۔۔۔ اب وہ پوش آئیریا کی سُن سَن گلیوں میں گھس گئی تھی۔۔۔ وہ گاڑی جو اسے فالو کر رہی تھی۔۔۔ اس کے پیچھے پیچھے ہی تھی۔۔۔ عریشہ نے ونڈو سے سر باہر نکالتے فائز کھول دیا تھا۔۔۔ دوسری جانب سے بھی جوابی وار کیا گیا تھا۔۔۔

افف! یہ تو مرنے مارنے پر اتر آئے۔۔۔“ وہ خوف سے سوچتی اب جلدی ”
 سے مصطفیٰ کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔۔۔ جہاں دوسری طرف سے کوئی
 رسپانس نہیں تھا۔۔۔

ماتھے پر پسینہ چمک اٹھا تھا۔۔۔ دل بہت رفتار سے دھڑک رہا تھا۔۔۔“
 گاڑی بھی ڈرائیو کرنا مشکل ہوا تھا۔۔۔ جبھی وہ گاڑی اسے آورٹیک کرتی ”
 سامنے سے آئی تھی۔۔۔ اور سیاہ رنگ وردی میں ملبوس گارڈز نے اسکی
 جانب قدم بڑھائے۔۔۔

باہر نکلو۔۔۔“ عریشہ کا دم خشک ہوا۔۔۔“
 دیکھو۔۔۔ تم جانتے نہیں ہو میں کون ہوں۔۔۔ میرے تایا کے آدمی ہونا ”
 تم۔۔۔“ وہ کپکپاتے لہجے میں بول رہی تھی۔۔۔ جبکہ وہ باوردی گارڈز اسکی سنی
 ان سنی کرتے۔۔۔ زبردستی گاڑی سے باہر نکالتے اپنی گاڑی میں دھکادے
 کر بیٹھا چکے تھے۔۔۔

چھوڑ مجھے۔۔“ وہ مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔۔ معافرنٹ سیٹ پر ”
موجود شخص کے اشارے پر گارڈز اسکی مخصوص رگ دباتے بے ہوش کر
چکے تھے۔۔۔

نیم اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں موجود بیڈ پر چت لیٹی وہ آہستہ آہستہ
بیدار ہو رہی تھی۔۔ زہن ماؤف ہو چکا تھا۔۔ دھیرے سے پلکیں واکی تو نگاہ
سیدھی چھت پر گئی تھی۔۔ مندی مندی سی آنکھیں مسلتے صورتحال سمجھنے
کی کوشش میں وہ نامانوس جگہ دیکھ ادھر سے ادھر نگاہیں گھمار رہی تھی۔۔
، زہن کے بیدار ہوتے ہی یکدم چونک کر اٹھ بیٹھی تھی۔۔
کون ہے یہاں۔۔ مجھے کیوں لائے ہو۔۔“ عریشہ نے جلدی سے اپنی ٹی ”
شرٹ کا بگڑاگلا کھینچ کر درست کیا تھا۔۔
اوہ ہیلو ڈیر کزن۔۔۔“ دوسری جانب سے اُسکی آواز سُن دروازہ کھول ”
کر آندر داخل ہوتا وہ نوجوان شوخ سے لہجے میں بولا تھا۔۔

تم۔۔۔ گھٹیا انسان۔۔۔ یہ کیا بے ہودہ حرکت ہے۔۔۔“ عریشہ کمرے کی
 بتی روشن ہونے پر چندھیائی آنکھوں سے دیکھتی سختی سے غرائی تھی۔
 ہاہاہا۔۔۔ بے بی اس میں کیا گھٹیا پن ہے ہاں۔۔۔“ وہ پچکارنے والے لہجے
 میں بولا۔

تمہیں شرم نہیں آتی۔۔۔ اس طرح کی چیپ حرکتیں کرتے
 ہوئے۔۔۔“ وہ ناگواری سے غرائی تھی۔

نہیں۔۔۔ ویسے میں نے تمہارا رپ تو ہر گز نہیں کیا۔۔۔ جو تم یوں چلا رہی
 ہو۔۔۔“ اسکی بے ہودگی پر عریشہ کان کی لوتک سرخ پڑ گئی تھی۔
 تمہاری اتنی اوقات بھی نہیں ہے۔۔۔ گھر چھوڑ کر آؤ مجھے۔۔۔“ وہ تندہی
 سے بولی۔

چھوڑ دیں گے۔۔۔ یہ بتاؤ بے بی کہ تم گھر کیوں نہیں آتیں؟“ وہ سوالیہ
 لہجے میں بولا۔

کیونکہ تم میرے باپ کے رشتے دار ہر گز نہیں ہو اسی لئے۔۔۔“ وہ

نفرت سے غرا کر بولی تو مقابل کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا تھا۔

مت بھولو بے بی کہ میں نہ صرف تمہارے باپ کا رشتہ دار ہوں بلکہ ”
بچپن کا منکوح بھی تو ہوں تمہارا۔۔۔“ مقابل آنکھ دبا کر معنی خیزی سے
بولا تھا۔ عریشہ نے خوف سے اسکی جانب دیکھا۔

کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔“ وہ نفرت سے غرائی تو وہ
اسکی بے بسی پر قدم اٹھاتا نزدیک آنے لگا۔

دیکھو میرے نزدیک مت آنا۔۔۔ ورنہ میں تمہیں چھوڑ دوں گی

نہیں۔۔۔ مصطفیٰ۔۔۔ مصطفیٰ تمہیں جان سے مار دے گا۔۔۔“ وہ ہزانی سی

ہو کر چلانے لگی تھی۔۔۔ جبکہ مقابل اپنی ہی کرنے میں مگن اسکے بے حد

نزدیک چلا آیا تھا۔۔۔

چلاؤ تمہاری چیخیں مجھے سکون پہنچاتی ہیں۔۔۔۔۔“ وہ خباثت سے مسکرایا

تھا۔ عریشہ کو اپنے حواس پر قابو رکھنا مشکل لگا تھا۔۔۔

شمرہ ڈنر کے بعد پانی پینے کی غرض سے روم سے باہر آئی تو مصطفیٰ کو لاؤنج میں پریشان سا ٹھہلتا پایا۔ وہ آج افس سے ذرا دیر سے واپس آیا تھا۔۔۔

کیا ہوا مصطفیٰ؟ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں؟“ اس نے اسکی جانب ”سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔۔ جو اسکی آمد کے باعث چونک گیا تھا۔۔۔ آپ سوئی نہیں۔۔۔“ اس نے ذرا حیرت سے گھڑی کی جانب دیکھا۔ جو ”بارہ کاہندسہ عبور کر رہی تھی۔۔۔

بس سونے ہی جارہی تھی۔ مگر آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟“ اس نے ”سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔

پتہ نہیں عریشہ کہاں رہ گئی ہے۔۔۔“ اس نے پیشانی مسلی۔۔۔“

کیا مطلب۔۔۔ اتنی رات کو عریشہ کہاں گئی؟“ اس نے ہونقوں کی مانند

سوال کیا۔۔۔ کارپورچ میں گاڑی ٹھہرنے کی آواز پر وہ دونوں چونکے

معلوم نہیں۔ دیکھتا ہوں۔“ وہ اتنا کہہ کر ایک بار پھر سے نمبر ڈائل کرتا

قدم بڑھانے لگا، جبھی وہ سامنے سے آتی ہوئی دکھائی دی تھی۔۔۔ چہرہ سرخ

ہو رہا تھا۔۔۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

عریشہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟؟ کہاں تھیں صبح سے؟ تمہیں پتہ

ہے میں کتنا پریشان تھا۔۔۔“ اس کا چہرہ رونے کی زیادتی کے باعث سُرخ

ہو رہا تھا۔۔۔ وہ قدم اٹھاتا نزدیک گیا تھا، جبکہ وہ خود پر قابو کھوتی، یکدم آگے

بڑھتی اسکے سینے سے جا لگی تھی۔۔۔

مصطفیٰ! وہ وہ۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا وہ میرا شوہر ہے۔۔۔“ مصطفیٰ جو اسکی

حرکت پر ہمیشہ کی طرح سٹیٹا یا تھا۔۔۔ ذرا حیران ہوا۔۔۔ جبکہ ثمرہ کے

چہرے پر ناگواری کے تاثرات واضح تھے۔۔۔

کون۔۔۔ کیا ہوا؟ مجھے ٹھیک سے بتاؤ۔۔۔“ وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر ”
نرمی سے خود سے جدا کر گیا۔۔۔

وہ۔۔۔ وہ میرے تایا ابو کا بیٹا۔۔۔ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ میرا شوہر ہے۔۔۔ دادا“
ابو نے بچپن میں ہمارا نکاح کر دیا تھا۔۔۔“ وہ سسکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔
ایسا کچھ نہیں ہے یار! تم ذرا حوصلہ رکھو۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ مگر تم سارا“
دن سے کہاں غائب تھیں۔۔۔ آج میں ذرا گھر لیٹ واپس آیا تو مجھے پتہ لگا تم
ابھی تک آفس سے گھر نہیں آئیں۔۔۔ میں نے ماما کو اتنی مشکل سے
مطمعین کیا ہے۔“ اب وہ اس کو پکڑ کر صوفے تک لایا۔۔۔

ثمرہ پلیران کے لئے پانی لے آئیں۔۔۔“ وہ خاموش کھڑی ثمرہ سے ”
مخاطب ہوا۔۔۔

مصطفیٰ وہ۔۔۔ اس نے مجھے گاڑی سمیت کڈنیپ کر لیا تھا۔۔۔ اور تمہارا ”
نمبر کیوں نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ میں نے کتنی کالز کی تمہیں۔۔۔“ اب وہ الٹا اسی
پر چڑھ دوڑی تھی۔۔۔

ریلیکس میں بڑی تھا۔ ایک سائٹ کے وزٹ پر تھا وہاں سگنلز نہیں آتے یار۔ اس نے سمجھانے کی ناکام سی کوشش کی تھی۔ مجھے بچاؤ پلیزان لوگوں سے۔ اس نے مصطفیٰ کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ میری بات سنو۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ جب تمہارے بابا نے کبھی تمہیں اس حقیقت کا نہیں بتایا تو وہ یقیناً جھوٹ بول رہا ہو گا تم ریلیکس کرو یار۔ وہ ایک بار پھر روتے روتے مصطفیٰ کے کندھے سے جا لگی تھی۔ ثمرہ کی برداشت کی انتہا ہوئی تھی۔ اس سے مزید یہ سب ڈرامہ دیکھا نہیں جا رہا تھا۔

میرے خیال سے اب تمہیں ریٹ کرنا چاہئے۔ مصطفیٰ نے نرم لہجے میں کہا، جی جی وہ ثمرہ کو رخ پھیر کر کھڑا دیکھ، احساس ہونے پر فوری سیدھی ہوئی۔۔۔

سوری ثمرہ۔۔۔ وہ بس۔۔۔ وہ نادام ہوئی۔۔۔

اُس اوکے۔۔ اس میں سوری کرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔۔ ثمرہ پلینز ”
 عریشہ کو انکے روم تک چھوڑ آئیں۔۔“ بھلے عریشہ کا رویہ اسکے ساتھ
 نارمل ہو چکا تھا۔۔ مگر اسے اسکی یہ چپکا چکی ایک آنکھ نہیں بھاتی
 تھی۔۔ مصطفیٰ کے لہجے میں التجا محسوس کر ایک گہری سانس خارج کر کہ رہ
 گئی۔۔

نہیں تھینک یو۔۔ میں خود چلی جاؤنگی۔۔ اینڈ سوری۔۔ میں نے بلا وجہ ”
 پریشان کر دیا۔۔“ اب وہ خود پر قابو کر چکی تھی۔۔
 تم فکر نہیں کرو۔۔ اب میں خود بات کرونگا ان سے کہ آخر ان لوگوں ”
 کے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔۔ اور تم فکر نہیں کرو میں صبح ہی پولیس میں
 کمپلین کرونگا انکی۔۔“ اب مصطفیٰ کا سوچ سوچ کر خون کھول رہا تھا۔۔ وہ
 نہیں چاہتا تھا کہ انکے فیملی میٹر میں بولے مگر وہ لوگ۔۔
 ”کچھ بھی کرو مصطفیٰ مگر مجھے ان لوگوں سے رہائی چاہئے۔۔“

وہ بول کر اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔ عریشہ کا بار بار قریب آنا اسے اچھا خاصہ اریٹھٹ کر جاتا تھا۔۔

اب وہ خاموش کھڑی ثمرہ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔ جو سینے پر بازو لپیٹے اسے کینہ تو زنگاہوں سے گھور رہی تھی۔۔

جائیں آپ بھی روم میں۔۔“ اس نے ذرا پیشانی مسلی۔۔

کیوں آپ کو میرے یہاں کھڑے ہونے سے کوئی پروہلم ہے کیا؟“ اس کی پیشانی پر بل پڑے۔۔

نہیں بالکل نہیں۔۔ بھلا مجھے کیا مسئلہ ہونا ہے۔“ اس نے کندھے اچکائے۔۔

جسبھی باہر سے بادلوں کی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی تھی۔۔ آج شام سے موسم خراب تھا۔۔

مجھے لگتا ہے بارش ہونے والی ہے۔۔ ایک کام کیجئے ساری کھڑکیاں بند کر دیجئے۔۔“ یکایک ہواؤں کو رخ تبدیل کرتا دیکھ مصطفیٰ نے کہا۔۔

ہاں میں تو یہاں صرف کام کرنے کے لئے رہ گئی ہوں نا۔۔۔ ثمرہ یہ ”
 کر دیں ثمرہ وہ کر دیں۔۔۔“ اسے نجانے غصہ کس بات پر آ رہا تھا۔ وہ
 مسلسل تپتی ہوئی پٹخ پٹخ کر ساری کھڑکیاں دروازے بند کر رہی تھی۔۔
 مصطفیٰ اپنی ناک کھجاتا لاؤنج کی ساری بتیاں گل کرتا اسکے تعاقب میں
 بڑھا۔۔۔ جواب کچن کی کھڑکیاں بند کر رہی تھی۔۔۔ پورے گھر کی بتیاں
 ہمیشہ کی طرح سیکیورٹی ریزن کے باعث بجھا رکھی تھی۔۔۔ نیم روشنی میں
 ڈوبے کچن میں تیزی سے کھڑکیاں بند کر کے جیسے ہی پلٹی تو سامنے دیوار
 سے ٹیک لگائے کھڑے مصطفیٰ کو دیکھ چونکی۔۔۔ جو بغور گہری نگاہوں سے
 اسی کے سراپے پر نگاہیں جمائے ہوئے کھڑا تھا۔۔۔
 کیا ہوا؟ کچھ چاہئے؟“ اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔“
 جی تھوڑی سی چاہ چاہیئے۔“ گھمبیر لہجے میں کی گئی سرگوشی پر ثمرہ کی ”
 ڈھڑکنوں کی رفتار تیز ہوئی تھی۔۔۔ جواب قدم اٹھاتا نزدیک آیا
 تھا۔۔۔ گلے میں گلی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔“ وہ خود بھی دو قدم پیچھے لیتی کاؤنٹر سے جا لگی ”
تھی۔۔

کیا کر رہا ہوں؟“ اُس کے ارد گرد کاؤنٹر پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنے حصار ”
میں قید کرتا مصطفیٰ ثمرہ کو بری طرح سے حیرت زدہ کر گیا۔۔ خوف زدہ سی
ہر نی کی مانند چمکتی آنکھوں میں گھبراہٹ کا تاثر واضح تھا۔۔

وہ۔۔ میرا مطلب۔۔ مجھے اپنے روم میں جانا ہے۔۔“ رات کا پہر، گھر کا ”
سناٹا، نیم روشنی میں ڈوبے کچن میں، مصطفیٰ کی قربت پر اس کا چہرہ دھک اٹھا
تھا۔۔

کپڑوں سے آتی مخصوص پرفیوم کی خوشبو حواسوں پر سوار ہوتی محسوس ہوئی
تھی۔۔

ابھی تو آپ مزید کوئی دوسرا کام بھی کرنا چاہ رہی تھیں۔۔“ اس کی نگاہیں ”
ثمرہ کے چہرے پر ہی ٹکی تھیں، جہاں گھبراہٹ واضح تھی۔۔ اور وہ اُس
سے اچھا خاصا محظوظ ہو رہا تھا۔۔

میں۔۔ نہیں تو۔۔“ مصطفیٰ نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے، چہرے پر ”

جھولتی ایک شرارتی سی لٹ کوکان کے پیچھے اڑا رہا تھا۔

واقعی!“ وہ اچھا خاصہ جھکا ہوا کھڑا تھا۔ جبکہ ادھر ادھر نظریں پھیرتی ”

ثمرہ نے ہر ممکن کوشش کی تھی۔۔ کہ اس سے فاصلہ قائم رکھ سکے۔۔

ماتھے پر پسینے کے شبہی قطرے نمودار ہوئے تھے۔ دل کان میں بجتا

محسوس ہوا تھا۔۔

مصطفیٰ وہ میں کہہ۔۔۔۔“ ابھی اسکے لفظ لبوں میں ادھر ادھر ہی رہ گئے ”

تھے جب اچانک باہر سے بجلی کڑکنے کی آواز کے ساتھ لائٹ چلی گئی

تھی۔۔

اوہ شٹ!“ وہ یکدم ہی پیچھے ہوا۔۔“

مصطفیٰ پلیر یہیں رہیں مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے۔۔“ اس سے قبل ”

کے وہ پیچھے ہوتا ثمرہ نے خوف سے سینے سے اسکی شرٹ کو دونوں ہاتھوں

سے تھام لیا تھا۔۔

ریلیکس یہیں ہوں۔۔۔“ اس نے ثمرہ کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے اسے ”
ریلیکس کیا۔۔

میرا موبائل۔۔۔“ ٹراؤزر کی جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل باہر نکالتے ”
اس نے ٹارچ روشن کی۔۔ جبکہ اب باقاعدہ کھڑکی دروازے طوفانی بارش
کے باعث بجنے لگے تھے۔۔

شکر! یہ لائٹ کیوں چلی گئی۔۔۔“ اب ثمرہ کو نئی فکر لاحق ”
ہوئی۔۔۔ مصطفیٰ نے ٹارچ کی روشنی میں اس کے گھبرائے ہوئے چہرہ کو دیکھ
تاسف سے سر جھٹکا۔۔ جو اس کے رومینٹک موڈ کا بیڑا غرق کر چکی تھی۔۔
مجھے کیا معلوم۔۔۔“ اس نے ذرا چڑ کر کہتے فاصلے سے رکھی ڈائمنگ ٹیبل ”
کی ایک کرسی کھینچ کر اس پر نشست سنبھالی۔۔
کہاں جا رہے ہیں مجھے چھوڑ کر۔۔۔“ وہ بھی تیزی سے اسکی سمت آئی مگر ”
اسے بیٹھنا دیکھ ٹھہر گئی۔۔

ثمرہ کبھی کبھی دل تو چاہتا ہے کہ بس۔۔۔۔۔“ اس نے گھومتے ہوئے ”
دماغ اور غصے پر بمشکل قابو پایا تھا۔

اب میں نے کیا کر دیا۔۔۔“ وہ اندھیرے سے خوف زدہ سی خود بھی اپنی ”
چئیئر مصطفیٰ کے قریب لگاتی ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔۔۔

آپ کچھ نہیں کرتیں محترمہ۔۔۔ سب کچھ خود بخود ہو جاتا ہے ”

بس۔۔۔“ اس نے منہ بنایا۔۔۔

پتہ نہیں آپ کس بات پر اتنا خفا ہو رہے ہیں۔۔۔“ اس نے نروٹھے پن ”
سے سر جھٹکا۔۔۔ جبھی باہر تیز بجلی کڑکی تھی۔۔۔ اور ثمرہ نے خوف سے اسکا
ہاتھ کلائی سے تھاما تھا۔۔۔

ثمرہ یار اتنا بچوں کی طرح ریکٹ نہ کریں۔۔۔ بالکل اچھی نہیں لگ رہی ”
مجھے۔۔۔“ مصطفیٰ نے اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے آزاد کیا تو وہ روہانسی
ہو گئی۔۔۔

آپ جان کر ایسا کر رہے ہیں۔ جبکہ آپ کو معلوم ہے مجھے اندھیرے سے خوف آتا ہے۔۔۔“ اس نے اپنے ڈر کا اظہار کیا۔۔۔ وہ کتنی دیر سے خود پر قابو کئے ہوئے تھی۔۔۔ دل ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔۔۔ اسے بچپن سے فوبیا تھا۔۔۔ سد شکر تھا کہ وہ اب اپنے اس ڈر پر بہت قابو کر چکی تھی۔۔۔ مگر اس کے باوجود دل کی دھڑکن کا تیز ہونا تو نارمل سی بات تھی۔۔۔

آپ یہاں بیٹھیں میں باہر جا کر دیکھتا ہوں ان نالائقوں نے جنیٹر کیوں نہیں آن کیا اب تک نہ ہی یو پی ایس کی لائٹ روشن ہوئی۔۔۔“ اب وہ پر سوچ ہوتا کھڑا ہوا۔۔۔

کیا۔۔۔ نہیں میں یہاں اکیلے ہر گز نہیں بیٹھوں گی۔۔۔“ وہ فوری ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

باہر بارش ہو رہی ہے۔۔۔“ اس نے آئی برواٹھائے۔۔۔

تو آپ بھی نہیں جائیں نا یہیں رہیں میرے ساتھ۔۔۔ ابھی کچھ دیر بعد لائٹ خود آجائے گی۔۔۔“ اس نے جھٹ جواز پیش کیا۔۔۔

سوچ لیں۔۔۔“ اس کی ٹون ایک بار پھر چینج ہوئی۔۔۔“

کیا سوچ لیں۔ پلیز یہیں رہیں بس۔۔۔“ اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی ”

تو مصطفیٰ اسکی حالت کے پیش نظر مزید بے رخی نہیں برت سکا تھا۔

اچھا روئیں تو نہیں۔۔۔ کہیں نہیں جا رہا یار! مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے ”

اتنی خوبصورت بیوی کو اکیلے اندھیرے میں چھوڑ کر باہر جانے کا۔۔۔“ اسے

بازؤں سے پکڑ کر اپنے سینے سے لگاتے اسے تحفظ فراہم کیا تھا۔۔۔ جو اچانک

پڑنے والی افتاد پر ایک گہرا سانس بھرتی اسکے سینے میں منہ چھپا گئی

تھی۔۔۔ جبکہ ایک ہاتھ سے اسکے گرد حصار بنا کر وہ دوسرے سے موبائل پر

کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔۔

کس کا میسج ہے؟“ اس نے ذرا اچک کر دیکھنا چاہا۔۔۔“

میری سیکریٹری کا۔۔۔“ اس نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔“

تو یہ کونسا وقت ہے میسج کا۔۔۔“ ثمرہ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔۔۔“

بس ویسے ہی وہ بھی جاگ رہی ہو گی نا۔۔“ اپنے جذبات پر تو وہ فاتح پڑ چکا”
تھا۔ اب ذرا ثمرہ کو تپا رہا تھا۔

تو؟“ اس نے غصے سے اسکی جانب دیکھا۔۔

تو کچھ بھی نہیں بھئی۔۔ بلا وجہ میں غصہ کیوں کر رہی ہیں۔۔“ موبائل
آف کر کہ ٹراؤزر میں ڈالتا وہ اسے مکمل طور پر اپنے حصار میں لے چکا
تھا۔۔ کچن میں اب گھپ اندھیرا تھا۔۔

مصطفیٰ لائٹ تو روشن کریں پلیز۔۔ مجھے گھٹن ہو رہی ہے۔۔“ نادانستہ
اس کے مزید نزدیک ہوتی اسکے جذبات بھڑکا چکی تھی۔۔

آپ ڈر کو خود پر حاوی نہ ہونے دیں نا۔۔“ نرمی سے اسکی نم آنکھوں پر
اپنے لب رکھتا وہ گھبیر لہجے میں گویا ہوا تھا۔ حصار مزید تنگ ہوا
تھا۔۔ ثمرہ کی زبان تالو سے چپک گئی تھی۔۔

وہ میں۔۔ ہم روم۔۔ میرا مطلب لائٹ پتہ نہیں کب آئے گی، روم میں
چلتے ہیں۔۔“ اس نے ذرا گڑ بڑا کر صفائی پیش کی۔۔

سوچ لیں اکیلے کمرے میں اندھیرے میں رہ لیں گی۔۔۔“ اسکا چہرہ اپنے”
لمس سے مہکاتا وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔

مصطفیٰ پلیر! “زوروں سے دھڑکتے دل پر قابو پاتی ایک جھٹکے سے اس”
سے فاصلے پر ہوئی تھی۔۔ مصطفیٰ اچھا خاصہ بد مزہ ہوا تھا۔۔

ثمرہ آپ کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ چلیں اب۔۔۔“ وہ ناگواری سے”
بولتا، ایک ہاتھ سے تھامتائیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔

مصطفیٰ میرا کمرہ وہاں ہے۔۔۔“ ثمرہ نے نچار لب چبائے۔۔۔

آج ساری رات شاید لائٹ نہ آئے اور جنریٹر میں کوئی مسئلہ ہی ہوا ہوگا”
جبھی ابھی تک لائٹ نہیں جلی۔۔۔ آپ اپنے کمرے میں کیسے رہیں
گی۔۔۔“ مصطفیٰ نے اسے بیڈ پر دھکیلنے کے انداز میں بیٹھاتے متوازن لہجے
میں کہا۔۔ ساتھ ہی سائیڈ پر رکھی سیگریٹ کی ڈبیاں اٹھائی تھی۔۔ موبائل
کی ٹارچ جلا کر وہ سائیڈ پر رکھ چکا تھا۔۔

آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔“ وہ ایک لمحے کو ٹھہرا۔۔ ایک نظر نیم“
اندھیرے میں واضح ہوتے اسکے پریشان چہرے پر ڈالی۔۔
دیکھتا ہوں کوئی چار جنگ لائٹ وغیرہ۔۔ لائٹ جاتی تو نہیں ہے پتہ نہیں“
اس وقت کیوں چلی گئی ہے۔۔“ وہ خود ساختہ قیاس کرتا ڈریسنگ روم کی
جانب بڑھا۔۔ اب اسے کیا بتا رات کے اس پہر وہ اسے اچھا خاصہ پریشان
کر چکی تھی۔۔ اسکی یہاں موجودگی کسی امتحان سے کم ہر گز نہیں
تھی۔ ایسے میں اب سیکریٹ پھونک کر ہی یہ رات گزارنے والا تھا۔۔
رہنے دیں نا یہیں رہیں پلیز۔۔۔ اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک بار“
پھر اسکا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔ اور بس مصطفیٰ کا ضبط یہیں تک کا تھا۔۔۔۔

پلیز ثمرہ! کچھ ہوش کریں۔۔ بندہ بشر ہوں میں بھی۔۔ آپ اس طرح ”
 بار بار مجھے اپنی جانب متوجہ کریں گی تو میرا اپنے جذبات پر قابو رکھنا مشکل
 ہو جائے گا جانم۔۔“ وہ ایک لمحے میں اسے اپنے جانب کھینچتا اسکے گرد اپنا
 مضبوط حصار قائم کرتا اسے ساکت کر گیا۔۔

آپ کیوں کرتی ہیں ایسے۔۔ جبکہ آپ جانتی ہیں کہ میرا دل آپ کی نفی ”
 کبھی کر ہی نہیں سکتا۔۔“ اسکی زلفوں سے اٹھتی مسحور کن مہک ناک کے
 نتھنوں سے سینے میں اتار تا وہ جذبات سے بو جھل گھمبیر لہجے میں بولا
 تھا۔۔ ثمرہ کو اپنی اور اسکی ڈھڑکنوں کی تال ایک ساتھ بجتی محسوس ہوئی
 تھی۔۔۔ دل اسکی قربت میں پگھلا جا رہا تھا۔۔

کیا چاہتی ہیں۔۔۔“ اس کے حسین نقوش کو اپنے پر کیف لمس سے مہکا تا وہ ”
 اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی بہکا رہا تھا۔۔ نیم اندھیرے کمرے میں پڑتی چاند
 کی روشنی کے باعث اجالا سا بکھرا ہوا تھا۔۔ تو کبھی طوفانی بارش میں کڑکتی
 بجلی کمرے کو روشن کر جاتی۔۔۔۔

بتائیں کیا چاہتی ہیں آپ؟؟“ وہ سوالیہ گویا ہوا۔ ساتھ ہی حصار مضبوط ”
کیا تھا۔

مصطفیٰ چھوڑیں پلیز!“ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے اسنے بمشکل ”
الفاظ ادا کئے تھے۔۔ دل تھا کہ مانو پسلیاں توڑ کر باہر نکلنے کو بے تاب تھا۔
لیں چھوڑ دیا۔۔“ مصطفیٰ جو اسکی فسوں خیز قربت میں خود کو گرفتار ”
محسوس کر ایک بار پھر اسکی جانب پیش قدمی کر چکا تھا کہ مقابل کے اپنے
احساسات اور جذبات کی نفی محسوس کرتے ایک لمحے میں اسے خود سے جدا
کر گیا۔۔

اپنے روم میں جائیں۔۔“ یکایک ایک لمحے میں وہ اُس سے رُخ پھیرتا ”
ثمرہ کو حیرت زدہ کر گیا، جو حواس باختہ سی اسکی پشت تک رہی تھی۔۔
مصطفیٰ!“ ثمرہ نے ایک لمحے کو ٹھہر کے اسکی جانب قدم بڑھائے ”
تھے۔۔ اگر وہ مہربان ہو رہا تھا تو وہ کیونکر نفی کرتی۔۔

ثمرہ میں نے کہا اپنے روم میں جائیں آپ۔۔۔“ وہ خود پر شدید ضبط کے ”
 کڑے پہرے بیٹھائے ہوئے دانت کچکا کر بولا تھا۔
 لیکن ہوا کیا ہے؟؟“ وہ حیران ہوئی۔۔۔“
 یہ بھی میں آپ کو بتاؤں کہ ہوا کیا ہے؟؟“ مصطفیٰ ایک لمحے میں اسکی ”
 جانب پلٹا تھا۔۔۔ جسکی سیاہ آنکھوں میں خوف ہچکولے لے رہا تھا۔
 لیکن میں نے۔۔۔ وہ۔۔۔۔“ اس رشتہ کا احترام تھا، اور جھجک کے وہ چاہ ”
 کر بھی اپنے لفظ مکمل نہیں کر سکی تھی۔۔۔
 ثمرہ اپنے روم میں جائیں پلیز۔۔۔ وگرنہ میں یہاں سے چلا ”
 جاؤنگا۔۔۔ ضروری تو نہیں ہے نا کہ ہر بار آپ ہی قدم پیچھے لیں۔۔۔“ وہ
 استہزائیہ مسکرایا تھا۔
 ایسی بات نہیں ہے مصطفیٰ۔۔۔ آپ غلط سمجھ رہے۔۔۔“ وہ یکدم ”
 بوکھلائی، اسے سمجھ ہی نہ آئی کہ کس طرح سے مصطفیٰ کو اپنے دل کی بات
 ”کہے۔۔۔

یونو واٹ ثمرہ اصل مسئلہ کیا ہے۔۔ پہلے دن سے آپ کے نزدیک میں ”
 اور میری محبت کی کوئی ویلیو تھی ہی نہیں۔۔ وہ تو میں ہی پاگل تھا جو مسلسل
 سب کچھ بھلا کر ایک بار پھر آپ کی جانب پیش قدمی کر رہا تھا۔۔ مگر آپ
 ابھی تک اپنی بات پر قائم ہیں۔۔ آپ اپنی اسی بات پر قائم ہیں کہ آپ
 یہاں صرف خون بہا میں آئی ہیں۔۔ تو ٹھیک ہے اب آپ میری طرف
 سے۔۔۔۔۔“ وہ طیش میں بری طرح سے چنگھاڑا تھا۔۔ ثمرہ سہم کر دو
 قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔ یوں اس طرح اچانک نجانے اسے ہو کیا گیا تھا۔۔
 مصطفیٰ آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے۔۔ ایسا نہیں ہے میں آپ سے بہت ”
 محبت کرتی ہوں۔۔“ بات بگڑتی دیکھ بلا خراپ اپنی شرم و حیا ایک جانب رکھتی
 وہ سسکتی آواز میں گویا ہوئی تھی۔۔ ایک بار پھر بجلی چمکی تھی اور کمرہ روشن
 ہو گیا تھا۔۔ مصطفیٰ نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا جسکی سیاہ آنکھیں آنسوؤں
 سے لبریز تھیں، خوف کے مارے پورا سراپا تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔ ہاتھوں
 کی لرزش واضح تھی۔۔

نہیں ثمرہ! پلیز اپنی خود غرضی کو محبت کا نام مت دیں۔۔۔“ اسنے اپنے
 بازؤں پر رکھے اسکے ہاتھ نرمی سے اپنے کندھے سے ہٹائے تھے۔۔۔
 مصطفیٰ آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔۔“ وہ ایک بار پھر اسے سمجھانے کی
 غرض سے بولی۔۔۔

“پلیز جائیں یہاں سے ثمرہ۔۔۔۔“

مصطفیٰ! “اسنے اس بار بے بسی سے پکارا تھا۔۔۔“

بس یہی تھی آپ کی ثمرہ جبران سے محبت۔۔۔ بس اتنا ہی جانا ہے آپ
 نے مجھے۔۔۔“ اس بار اپنے آنسوؤں کو بیدردی سے رگڑتی وہ تاسفنی لہجے میں
 سوالیہ گویا ہوئی تھی۔۔۔

اب آپ میری محبت پر بھی سوال اٹھائیں گی۔۔۔“ وہ استہزائیہ مسکراتا
 ، رخ پھیر گیا۔۔۔

ہاں کیونکہ آپ سب ثمرہ کو جاننے کا دعویٰ ضرور کرتے ہیں مگر جانتے ہر”
گز نہیں ہیں۔“ وہ بھی اس بار غصے سے غرائی تھی۔۔ مصطفیٰ نے رخ پھیر
کر حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔۔

ایسے نہ دیکھیں مجھے۔۔۔ آپ سب ایک جیسے ہیں پھر چاہے میرا باپ”
ہو، بھائی ہو یا پھر میرا شوہر۔۔۔“ اسکی آنکھوں سے آنسوؤں جھرنے کی
مانند بہہ رہے تھے۔۔ اب اسے چپ لگی تھی۔۔

مانا ہے میری غلطی تھی۔۔ بلکہ گناہ تھا جو میں نے آپ سے اپنے بھائی کی”
زندگی بھیک میں مانگ لی۔۔ اپنی عزت نفس کو کچل کر آئی تھی آپ کے
پاس۔۔۔ ایک مان تھا مجھے، کہ مصطفیٰ کبھی میری بات رد نہیں کریں
گے۔۔۔ وہ میرا، ہماری محبت کا مان ضرور رکھیں گے۔۔ میری مجبوری کو
سمجھیں گے۔۔ مگر نہیں آپ نے بھی میرا ویسے ہی استعمال کیا جیسے
میرے باپ نے کیا تھا۔۔ انہوں نے مجھے اپنے بیٹے کی زندگی کی بھیک

مانگنے آپ کے درپر بھیج دیا تھا۔۔۔“ وہ بولتے بولتے ہانپ گئی تھی۔۔۔ مصطفیٰ خاموش ہو گیا تھا۔۔۔

آپ نے میری بات تو مان لی، مجھ سے نکاح تو کر لیا مگر اسے قبول نہیں ” کر سکے، اور کسی بھیڑ بکری کی طرح لے جا کر پھینک دیا میرے باپ کے سامنے، میں نے پھر بھی برداشت کیا کہ آپ غصے میں تھے، آپ نے جوان بھائی کھویا تھا جذبات آپ کے قابو سے باہر تھے۔۔۔ اور جب میرے باپ نے مجھے ٹھکرا دیا تو آپ کو اپنی عزت، اپنی بیوی یاد آ گئی۔۔۔ اس وقت کیوں یاد نہیں آئی جب چھوڑ کر جا رہے تھے۔۔۔ اور پھر جب اس گھر میں لائے تو میں ایک بار پھر اپنی عزت نفس کو کچل کر خود چل کر اس کمرے میں آئی تھی۔۔۔ جانتے ہیں کیا گزری تھی مجھ پر۔۔۔ نہیں آپ کیسے جانے گے، جو شخص اپنی عزت بنا کر لایا ہوں، خون بہا نہیں ہو جیسا بھاشن دیتا ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتا اور دوسرے کمرے میں ٹھہرا دیتا ہے۔۔۔ میں نے پھر بھی برداشت کر لیا کہ وقت کا تقاضہ ہے، سوچنے سمجھنے کے لئے وقت

تو میرے چاہئے۔۔ جب میں نے آپ کو ہر لمحہ سمجھا ہے تو اب آپ بھی جذبات سمجھیں۔۔ اب آپ چاہتے ہیں کہ میں خود۔۔۔۔۔ بولتے بولتے آواز رندھ گئی تھی۔۔ وہ یکدم ہی لڑکھڑائی تھی، اور پھر دو قدم پیچھے ہو کر بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔ جبکہ مصطفیٰ ہنوز خاموش ساکت و صامت کھڑا تھا۔۔

آپ سارے مرد ایک جیسے ہوتے ہیں، بے حس اور خود غرض، آپ ”لوگ چاہتے ہیں کہ اگر مہربانی آپ کی طرف سے ہے تو عورت فوراً قبول کر لے، اس کے احساسات، جذبات کوئی معنی نہیں رکھتے۔۔ اگر عورت ایک بار انکاری ہو جائے تو آپ کی اناٹے آجاتی ہے۔۔ اور خود چاہے جو مرضی کر لیں۔۔۔“ وہ غصے وہ جذبات میں اب کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی۔۔ اسی اثنا میں لائٹ بھی آگئی تھی۔۔ جبکہ مصطفیٰ تو جیسے وہاں ہو کر بھی نہیں تھا۔۔ وہ اب بول بول کر تھکتی خاموشی سے سسکیاں بھر رہی تھی۔۔

بابا نے کہا ثمرہ تم اپنی ماں جیسی ہو بد کردار اور بے حیا۔۔۔ تمہاری ماں دو”
 بچوں کی ماں ہوتے ہوئے بھی کسی دوسرے شخص کے ساتھ چلی گئی
 تھی۔۔۔۔ تم بھی اسی کی شبیہ ہو۔۔۔ اگر اس گھر میں رہنا چاہتی ہو، اپنے
 باپ کا نام چاہتی ہو، تو مصطفیٰ کو چھوڑ دو۔۔۔ اور میں نے مصطفیٰ کو چھوڑ
 دیا، کیونکہ میں اپنی ماں کی شبیہ نہیں ہوں۔۔۔“ وہ خود ساختہ بڑ بڑاتی یکدم
 ہی چنگھاڑی تھی۔۔۔ اس وقت کوئی اور اسے دیکھ لیتا تو یقیناً اس کی دماغی
 حالت پر شبہ ہوتا۔۔۔

پھر شارق نے قتل کر دیا۔۔۔ بابا نے کہا مصطفیٰ تمہاری وجہ سے بدلہ لے”
 رہا ہے۔۔۔ تم مناؤ اس کو۔۔۔ چاہے کچھ بھی کرو۔ خود مر جاؤ یا اپنی عزت
 نفس کچل دو کوئی فرق نہیں پڑتا بس انکے وارث، انکے بیٹے کو بچا
 لوں۔۔۔“ وہ اب ہولے ہولے کانپ رہی تھی، رونا سسکیوں میں تبدیل
 ہو گیا تھا۔۔۔ مصطفیٰ خاموش کھڑا، اسے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے دے رہا

تھا۔ اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اسکی ذرا سی خفگی پر یوں بکھر جائے گی۔

اور پھر میں نے اپنی عزت نفس کچل دی۔۔ محبت تو اب ویسے بھی اس ”رشتہ میں باقی رہی نہیں ہے مصطفیٰ! یہ بس سمجھوتا ہے، جو آپ کر رہے ہیں۔۔ صرف اپنی سو کا لڈ محبت کو نبھانے کے لئے۔۔ ورنہ اپنے بھائی کے قاتل کی بہن کس کو اچھی لگتی ہے۔۔ آپ کو بھی اب میں اتنی ہی بری لگتی ہوں جتنا آنٹی کو۔۔“ وہ ایک نظر دیکھ غصے سے غرائی تھی۔ اس بار مصطفیٰ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے جو اب غصے میں کچھ زیادہ ہی مظلوم بننے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر پھر بھی وہ اسے مزید کچھ بھی کہہ کر چھیڑنے سے پرہیز کرتا سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلتا، گلاس اسکی طرف بڑھا چکا تھا۔۔

یہ لیں پانی پی لیجئے ثمرہ، شوہر پر اس قدر غصے اور چیخ چلانے کے بعد حلق ”
سوکھ گیا ہو گا آپ کا۔“ مصطفیٰ اس کی تمام روداد کو کسی بھی خاطر میں
لائے بغیر ازلی نرم گوئی سے بولتا اسے ورطہ حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔
پانی پی لیں!! کیونکہ مصطفیٰ سے مزید شکوہ شکایت کرنے کے لئے آپ کو ”
ابھی بہت انرجی کی ضرورت ہے۔“ اسکا لرزتا سراپا دیکھ وہ نرم خوئی سے
ذرا جتا کر گویا ہوا، جبکہ وہ ہنوز سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اسے احساس ہوا تھا
کہ وہ کتنا اور کس قدر فضول بول گئی تھی۔
مجھے نہیں پینا۔“ ہاتھ سے گلاس ایک طرف کو کرتی اب وہ اپنا بھرم ”
قائم رکھنا چاہ رہی تھی۔ کیونکہ غصے میں بول تو بہت کچھ دیا تھا۔
آہم! پی لیں ورنہ کل کو ایک اور الزام لگا دیں گی کہ میں غصے میں چیخ چیخ ”
کر پاگل ہو گئی تھی اور مصطفیٰ تم نے مجھے ایک گلاس پانی تک نہیں
پوچھا۔“ ثمرہ نے چونک کر گردن اٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا، وہ طنز تو ہر

گزر نہیں کر رہا تھا۔۔۔ لب دانتوں تلے دبائے اب وہ سنجیدہ صورت لئے کھڑے مصطفیٰ کو گھور رہی تھی۔۔

کیا ہوا سر پھاڑنے کا دل چاہ رہا ہے؟ یہ لیمپ پاس ہی رکھا ہے آپ کے۔۔، مصطفیٰ نے مزید مشورے سے نوازا تھا۔۔

میں کیوں ایسا کرونگی۔۔، وہ پہلے ہی اسکے طرزِ مخاطب پر حیران تھی۔۔ ان دونوں نے ہی کبھی ایک دوسرے کو تم کہہ کر مخاطب نہیں کیا تھا۔۔ تو پھر اس نے کیوں کہا تھا۔۔

نہیں آپ ایسا ہی کچھ چاہ رہی ہیں۔۔ اتنا غصہ یوں بلا وجہ تو نہیں ہوتا۔۔ اب تو مجھے واقعی شادی شدہ والی فیلنگز آنے لگی ہیں۔۔ مطلب بیوی کا غصہ اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ اچھا خاصہ میچور، کاروباری آدمی خاموش ہو کر رہ جائے۔۔، مصطفیٰ کے حیرانگی کے اظہار پر ثمرہ کا سر مزید جھک گیا تھا۔۔

ثمرہ تیزی سے کھڑی ہوئی تھی۔۔ پانی کا گلاس ابھی بھی نہیں تھا۔۔۔

سوری وہ مجھے پتہ نہیں کیسے غصہ آگیا تھا۔۔۔ “ثمرہ کورہ رہ کر اب اپنے انداز پر تاسف آرہا تھا بھلا وہ یہ سب مصطفیٰ کو کیسے بول سکتی تھی۔۔۔ چلیں اسی بہانے آپ نے اپنے دل کی بات تو کی۔۔۔“ ثمرہ نے ایک لمحے کو ٹھہر کر اس شخص کو دیکھا تھا۔ کیا تھا وہ شخص جس کی پیشانی پر مجال ہے جو کبھی ایک بھی بل پڑ جاتا ہو۔۔۔ اس کے اتنا نارمل رینکٹ کرنے پر وہ مزید پشیمان ہوئی تھی۔۔۔

آنکھوں سے آنسو بہنے کو بیتاب ہوئے تھے۔۔۔ مصطفیٰ ٹراؤوز کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر کھڑا اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ ہی ملاحظہ کر رہا تھا۔۔۔ وہ لڑکی اپنے احساسات چھپا کر رکھنے والوں میں سے تھی۔۔۔ اسکی ماں کی اس حرکت نے اسکی ذات میں کتنا بڑا خلا پیدا کر دیا تھا۔۔۔ اس چیز کا احساس آج مصطفیٰ کو شدت سے ہوا تھا۔۔۔ اسے اس بات کا بہت ملال تھا کہ کاش وہ پانچ

سال قبل یوں ثمرہ کو چھوڑ کر نہ گیا ہوتا اسکے باپ سے لڑ گیا ہوتا مگر اس لڑکی کو اکیلانہ کیا ہوتا۔

آپ بھی پتہ نہیں میرے بارے میں کیا سوچ رہے ہونگے کہ کتنی ”احسان فراموش لڑکی ہے۔ آپ کی ساری مہربانیوں کو ایک پل میں خاک میں ملا دیا۔“ وہ ایک بار پھر تلخ ہوئی، مصطفیٰ کا نرم رویہ نجانے کیوں ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ وہ چاہتی تھی وہ چیخ چلائے اس پر غصہ کرے جیسے اسکا باپ، بھائی کیا کرتے تھے، مگر وہ مصطفیٰ سے لڑنا چاہتی تھی اپنی ساری شکایتیں لگانا چاہتی تھی، مگر شاید وہ اسے اس قابل بھی نہیں سمجھتا تھا کہ اس سے لڑائی کر سکے۔

اور کوئی نیگیٹو تھوٹس ہیں آپ کی میرے خلاف تو وہ بھی بتا دیں پلیز ”۔۔“ اس بار وہ ذرا سا خفا ہوا تھا۔

میری کوئی نیگیٹو سوچ نہیں ہے۔۔ آپ ریٹ کریں صبح آفس جانا ”ہو گا۔۔“ وہ اب کترا کر نکلنا چاہ رہی تھی۔

جی اب آرام کرنے کا ہی ارادہ ہے۔۔۔ لائنس آف کر دیجئے۔۔۔“ ثمرہ
 نے ایک نظر غصے سے دیکھتے قدم باہر کی جانب بڑھانے چاہئے۔
 آپ کہاں جا رہی ہیں؟“ مصطفیٰ نے لمحے کے ہزارویں حصے میں اسکی
 کلائی تھام کر روک لیا تھا۔

اپنے روم میں۔۔۔“ اس نے نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔
 آپ کا روم یہ ہے وہ نہیں۔۔۔ آپ وہاں کچھ دن عارضی طور پر
 رہیں۔۔۔ اس کے لئے میں معذرت خواں ہوں۔۔۔ اب آپ یہیں رہیں گی
 میرے پاس۔۔۔“ وہ ایک لمحے میں ٹون چینج کرتا اسے قریب کر گیا۔ جو
 ہکا بکا سی اسکے پل پل بدلتے تیور ملاحظہ کر رہی تھی۔۔۔

یونو واٹ ثمرہ۔۔۔ یونیڈ آٹاٹ ہگ!“ وہ محبت سے بولتا اسے سینے سے
 لگا گیا جو ایک بار پھر سکتہ میں آگئی تھی۔ دھڑکنوں کی رفتار ساکت پڑی
 تھی۔۔۔ جبکہ وہ اسکے گرد مضبوط حصار قائم کرتا اسکے سارے غموں پر
 مداوا کر رہا تھا، معاً کچھ دیر یونہی ساکت کھڑے رہنے کے بعد اسکی آنکھوں

سے آنسو جھرنے کی مانند بہنے لگے تھے۔۔ مصطفیٰ کے گرد حصار ڈالتی، پہلی بار پیش قدمی کرتی، وہ اپنے دل کا سارا غبار نکالنے لگی تھی۔۔ جواب اس کا سر سہلا رہا تھا۔۔۔۔۔

صبح کا روشن سویرا خود میں ایک نئی اُمنگ اور جاذبیت لے کر طلوع ہوا تھا۔۔۔ مصطفیٰ معمول کے مطابق آفس جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ وہ صرف ایک گھنٹے کی نیند لیتا دوبارہ سے وقت پر اٹھ گیا تھا۔۔ پھر جاگنگ سے واپس آتا وہ آفس کے لئے ریڈی ہونے لگا۔۔۔۔۔ ثمرہ کل رات دیر سے سوئی تھی۔۔ اس لئے وہ ابھی تک بے خبر سو رہی تھی۔۔۔ مصطفیٰ ڈریسنگ

روم میں جاتا اب اپنے لئے کوئی دوسری شرٹ سلیکٹ کر رہا تھا۔۔۔ آج اسکا ارادہ سفید کے علاوہ کوئی لائٹ سارنگ پہننے کا تھا۔۔۔

وہ ہلکے آسمانی رنگ کی ڈریس شرٹ کے ساتھ رول بلیو کلر پنٹس کوٹ میں ملبوس نک سک سا جانے کے لئے بالکل تیار تھا۔۔۔ جبھی مسلسل ہوتی کھٹ پٹ کی آواز پر ثمرہ چونک کر بیدار ہوئی تھی۔۔۔ بھاری ہوتے ذہن کے ساتھ دماغ پر زور ڈالتے نظر اُدھر اُدھر گھمائی تو سامنے ہی مصطفیٰ آئینے کے سامنے کھڑا نظر آیا۔

جاگ گئیں ہیں آپ۔۔۔ گڈ مارنگ!“ وہ جوٹائی اٹھانے کی غرض سے ”

پلٹا تھا اسے کہنیوں کے بل اٹھتا دیکھ مسکرا کر گویا ہوا۔۔۔ ثمرہ کی نگاہوں کے سامنے گزری رات کے مناظر چل گئے تھے۔۔۔ کس طرح وہ روتے روتے یونہی مصطفیٰ کے حصار میں نیم غنودگی میں چلی گئی تھی۔۔۔

گڈ مارنگ!“ اس نے ذرا جھجک کر کہتے خود پر سے کمفرٹر ہٹا کر ایک طرف کو کیا تھا۔ ساتھ ہی قدم فرش پر رکھتے پنڈلیوں سے اونچا ہوتا پاجامہ کھینچ کر نیچے کیا تھا۔۔۔

اب اٹھ ہی گئیں ہیں تو ٹائی باندھنے میں میری ہیلپ کر دیں۔۔۔“ وہ نرمی سے گویا ہوا تو وہ لب چباتی اٹھ کر نزدیک چلی آئی تھی۔۔۔

لیجئے!“ وہ اچھے خاصے فاصلے پر ٹھہرتی مصطفیٰ کو دیکھنے لگی۔ جس کی ”پر سنالٹی ہمیشہ کی طرح نکھری نکھری سی تھی۔۔۔ گزری رات کی تلخی کا شبہ تک نہ تھا۔ وہ ذرا جھجک کر آگے بڑھتی نگاہیں جھکائے اسکی ٹائی باندھنے لگی تھی۔۔۔ وہ اچھی خاصہ ہانٹ کی مالک تھی مگر مصطفیٰ کے قد کاٹھ کے سامنے اسکی ہانٹ ذرا کم تھی۔۔۔ پنچوں کے بل ذرا سا اونچا ہوتی وہ بہت انہماک سے کام میں غرق تھی۔۔۔

طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟“ اس بار اسنے نرمی سے استفسار کیا تھا۔۔۔۔۔

جی۔۔۔“ وہ ہنوز شرمندہ دکھائی دے رہی تھی۔۔۔“
 شام میں ریڈی رہیے گا ہم شاپنگ پر چلیں گے۔۔۔“ ثمرہ نے حیرانگی سے
 اسکی جانب دیکھا۔۔۔

شاپنگ مگر کیوں؟؟“ اس نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔“
 ولیمے کی شاپنگ۔۔۔“ وہ ٹائی باندہ چکی تھی۔۔۔ اب مصطفیٰ بالوں کو
 سیٹ کرتا تیزی سے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا تھا۔
 میں کچھ کام کر رہا ہوں۔۔۔ فٹافٹ سے فریش ہو جائیں۔۔۔“ ثمرہ اپنا بکھرا
 حلیہ دیکھ خیال آنے پر تیزی سے روم سے باہر جانے لگی۔
 ثمرہ!“ وہ ڈریسنگ روم سے باہر آتا اسے باہر جاتا دیکھ ٹوک گیا۔۔۔“
 جی؟“ وہ پلٹی۔۔۔“

آپ کا ڈریس باتھ روم میں ہینگ کر دیا ہے۔۔۔ اور پلیز آئندہ اس طرح
 کے حلیے میں باہر جانے سے گریز کیجئے گا۔۔۔“ لیپ ٹاپ لے کر صوفے پر
 بیٹھتا وہ تنبیہ کرنا نہیں بھولا تھا۔ ثمرہ خفت زدہ سی جلدی سے قدم بڑھاتی

باتھ روم میں غائب ہو گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے گھڑی پر نظر ڈالی تو ابھی آٹھ بجنے میں اچھا خاصہ وقت تھا۔۔ ثمرہ تو اسکے حصار میں پر سکون نیند سوچکی تھی۔ مگر اسکی پوری رات آنکھوں میں ہی کٹ گئی تھی۔۔

گڈ مارنگ ایوری ون!“ عریشہ ہشاش بشاش سی تیار ناشتے کی میز تک ” آئی تھیں۔۔ جہاں مصطفیٰ اور ثمرہ کی آمد ساتھ ہی ہوئی تھی۔ جبکہ زنیہ ثمرہ کو اپنے بیٹے کے کمرے سے نکلتا دیکھ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گئی تھیں۔۔

گڈ مارنگ! نیند ٹھیک سے لی تم نے۔“ وہ رات ہوئے حادثے کے پیش ” نظر سوال کر رہا تھا۔

ہاں جی۔۔ نیند کا کیا ہے وہ تو پتھروں پر بھی آ جاتی ہے۔۔“ بڑا فلسفانہ ” جواب موصول ہوا تھا۔۔ ہلکے گلابی رنگ کے جوڑے میں ملبوس ثمرہ ذرا جھجک کر مصطفیٰ کے پاس ہی بیٹھ گئی تھی۔۔

الماس خالہ سب لوگ آچکے ہیں۔۔“ ثمرہ نے جانا چاہا مگر وہ اشارے ”
سے انکار کر گیا۔۔

جی بابا بس لائی۔۔“ انہوں نے وہیں سے ہانک لگائی۔۔ جبکہ ثمرہ کو ”
مسلسل خود پر زنیرہ کی تیز نگاہیں محسوس ہو رہی تھیں۔۔
اہم! ماما مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔“ اس نے گلا کھنکھار کر بات ”
کا آغاز کیا۔۔ عریشہ بھی ہمہ تن گوش ہوئی۔
جی بولیں۔۔“ وہ سپاٹ سے لہجے میں گویا ہوئیں۔۔“
میں چاہ رہا تھا کہ ہم ایک چھوٹی سی تقریب میں ولیمہ کر لیتے ہیں۔ تاکہ ”
سب کو میری اور ثمرہ کی شادی کا علم ہو جائے۔۔ آخر کب تک یوں سب
سے چھپا کر رکھا جائے گا۔۔“ ثمرہ نے ذرا خوف سے زنیرہ کی جانب
دیکھا۔۔

جو شادیاں اس طرح سے کی جائیں پھر عمر گزر جاتی ہے انہیں چھپانے ”
میں۔۔“ وہ نخوت بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔۔

مما پلیر۔۔۔، مصطفیٰ نے انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔۔“

تمہارے بھائی کے قتل کو کتنے دن ہو گئے خیر سے؟“ اس بار انہوں نے

کڑے تیوروں سے استفسار کیا تھا۔۔۔

تقریباً دو ماہ سے زائد ہو گیا ہے۔۔۔، مصطفیٰ نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔“

اور دو ماہ میں اسکے قاتل کا کیا بنا؟“ اس بار انہوں نے ناگوار لہجے میں

دریافت کیا۔۔۔

عدالت میں کیس چل رہا ہے۔۔۔ میں نے اپنی ہر ممکن کوشش لڑالی

ہے۔۔۔ آپ دیکھ لیں جبران علوی کی بارہا کوششوں کے باوجود شارق کی

ضمانت ممکن نہیں ہو سکی۔۔۔ جبکہ آپ جانتی ہیں کہ انکی سوسر سز کہاں کہاں

تک ہیں۔ تو آپ اس غلط فہمی میں تو ہر گز نہ رہیں کہ آپ کا بیٹا ہاتھ پر ہاتھ

رکھ کر بیٹھا ہے۔۔۔، مصطفیٰ نے ایک نگاہ نظریں جھکائے بیٹھی ثمرہ کو دیکھ

متوازن لہجے میں باور کرایا تھا۔۔۔

جس دن اس لڑکی کے بھائی کو سزا کرادو اس دن بات کرنا۔۔۔ وہ ”
 نخوت سے بولتیں سر جھٹک گئیں۔۔ اتنے میں الماس ملازمہ کی ہمراہی میں
 ناشتہ سرو کرنے لگیں تو وہ خاموش ہو گیا۔۔

یہ میری زندگی کا سوال ہے ماما۔ اور ہماری عدالتوں کا تو آپ کو علم ہے ”
 ہی۔۔ اگر کیس سال بھر چلتا رہا تو کیا ہم سال بھر انتظار کریں گے۔“ اس
 کے جاتے ہی وہ ذرا ناگواری سے بولا۔۔

اگر دس سال بھی چلا تو ہاں۔۔ پہلے اس لڑکی کے بھائی کو سزا کرواؤ پھر ”
 میں سوچونگی کہ اسے بہو بنانا بھی ہے یا نہیں۔۔“ وہ نفرت سے گویا
 ہوئیں۔

آپ مانیں یا نہ مانیں اب یہ میری بیوی ہیں۔۔ آپ کی بہو ہیں۔۔“ اس ”
 نے ہر لفظ جتا کر کہا تھا۔ عریشہ خاموشی سے کال کا بہانہ کرتی میز چھوڑ گئی
 اب یہ انکا فیملی میٹر تھا۔۔

تمہاری بیوی تمہارے کمرے تک محدود رہنی چاہئے پھر۔۔“ انکے لہجے ”
 اور لفظوں کا مفہوم سمجھ اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

کہنا کیا چاہ رہی ہیں آپ کھل کر کہیں پلیز۔۔“ وہ ضبط سے آنکھیں میچ گیا ”
 جبکہ ثمرہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔

جس طرح کل رات تم اس لڑکی کو اپنے کمرے میں لے گئے۔۔ اسی ”
 طرح بیوی بھی بنا لو، مگر یاد رکھنا یہ اس گھر کی عزت اور بہو کبھی نہیں بن
 سکتی۔۔“ اس بار وہ صاف گوئی کا مظاہرہ کر گئیں۔۔ مصطفیٰ نے ضبط سے
 مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔

اگلے ماہ ولیمہ ہے میرا۔۔ اور آج ہی پریس کو بلا کر میں ہمارے سادگی سے ”
 نکاح کا اعلان کرنے والا ہوں۔“ اس نے ٹھوس لہجے میں کہا۔۔

ٹھیک ہے جو مرضی کرو۔۔“ وہ لا تعلقی کا اظہار کر گئیں۔۔ ”

میں چاہتا ہوں کہ میری خوشیوں میں میری ماں بھی شامل ہو۔“ اس نے ”
 احساس کرایا،۔۔

ٹھیک ہے اگر تمہاری خوشی اس لڑکی میں ہے تو میں تمہاری خوشی میں ”
خوش ہو جاتی ہوں۔۔ مگر پھر تمہیں بھی ماں کی خوشی کا خیال رکھنا
ہو گا۔“ مصطفیٰ نے اچھنبے سے انکی جانب دیکھا۔

کیا مطلب ہے اس بات کا؟“ وہ ذرا حیران ہوا۔۔

تمہیں میری مرضی کی لڑکی سے شادی کرنی ہو گی۔۔ بلکہ میں تو کہتی ”
ہوں عریشہ سے شادی کر لو۔۔۔“ انہوں نے اس قدر اچانک سے کہا تھا
کہ ثمرہ نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر انکی جانب دیکھا جبکہ مصطفیٰ اپنی ماں
کے اس قدر عجیب تقاضے پر ہونق بنا خاموش کھڑا رہ گیا۔

ماما یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔ آج تک ہمارے خاندان میں کسی نے ”
ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کی۔۔“ اس نے حیرت کا
اظہار کیا۔۔

تو کسی کی بیوی انکے بھائی کے قاتل کی بہن، خون بہا میں آئی لڑکی تھوڑی ”
تھی۔۔“ وہ طنزیہ گویا ہوئیں۔۔

”ثمرہ خون بہا نہیں ہیں۔۔“

تو پھر اس سے اتنا انا فانا نکاح کرنے کی وجہ؟“ اس بار وہ خاموش رہ
گیا۔۔ اور ثمرہ کو اپنا آپ بے مول لگنے لگا۔

ثمرہ پر فیملی پریشور تھا اور میں انہیں مزید کسی آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہتا“
تھا۔۔“ ذرا اٹھہر کر اسنے صاف گوئی سے کہا۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ تم نے ایک بے سہارا لڑکی کو سہارا“
دیا۔۔۔۔ تو بس پھر نیکی کے ساتھ ساتھ جنت بھی کماؤ اور ماں کی بات مان
لو۔۔“ انہوں نے بڑے پیار سے مصطفیٰ کو پھنسا دیا تھا۔۔

آئی اس میں مصطفیٰ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔ وہ تو میں۔۔۔۔“ ثمرہ
نے گھبراہٹ میں کچھ کہنا چاہا۔

میں اپنے بیٹے سے بات کر رہی ہوں لڑکی۔۔“ انہوں نے سختی سے کہتے
باز رکھا۔ مصطفیٰ نے بھی ہاتھ کے اشارے سے اُسے کچھ بھی کہنے سے باز
رکھا۔۔

”ٹھیک ہے پھر جیسے آپ کی مرضی۔۔۔“ ثمرہ نے ذرا حیرانگی سے اسکی جانب دیکھا۔

مطلب تم دوسری شادی کے لئے تیار ہو؟“ انہوں نے خوش ہو کر بیٹے کو دیکھا۔

اگر ثمرہ کو اپنانے کے لئے آپ کی یہی شرط ہے تو پھر ٹھیک ہے۔۔ مگر ” پھر ایک بات یاد رکھئے گا وہ صرف آپ کی بہو ہوگی کیونکہ میری بیوی تو ثمرہ ہی ہیں۔۔“ وہ بغیر ناشتہ کئے لہجہ ہموار رکھتا انہیں اور ثمرہ کو حیرت زدہ کر گیا۔۔

عریشہ باہر آ جاؤ۔۔ میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔ ثمرہ میرے ساتھ ” آئیں۔۔“ وہ عریشہ کو آواز لگاتا ساتھ ثمرہ کو بھی آواز لگاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔ زینرہ نے نفرت سے ثمرہ کو دیکھا تھا۔۔ جس نے نجانے انکے بیٹے پر کون سا جادو کر رکھا تھا۔۔۔

مصطفیٰ یہ تمہارے آفس کے باہر لائن کیوں لگی ہے؟“ عریشہ نے آفس میں داخل ہوتے سوال کیا۔

یار وہ دراصل گلشن والی برانچ کے لئے کچھ امپلائیز کی ضرورت ہے تو ”بس انٹرویوز چل رہے ہیں۔“ اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔

اچھا ایک بات بولوں۔“ وہ اب مقابل بیٹھ گئی تھی۔“

ہمم!“ وہ لبوں کو باہم آپس میں بھینچ کر بیٹھا تھا۔“

آئی ٹی ٹمرہ کو خون بہا میں آئی لڑکی کیوں کہہ رہی تھیں۔ کیا یہ واقعی ”شارق کی سسٹر ہے؟“ اس بار وہ متحسّس ہوئی۔

شارق کی سسٹر سے پہلے وہ میری محبت ہیں اور اب بیوی۔۔ بات ”

ختم۔“ مصطفیٰ کی جانب سے دیئے گئے کلئیرکٹ انسپر وہ خاموش

ہو گئی۔ اس کا یہی مطلب تھا کہ وہ مزید بات نہیں کرنا چاہتا۔

لنچ کرنے چلیں؟“ اس نے ماحول خوشگوار کرنا چاہا۔“

نہیں یار! میں نے ثمرہ سے شاپنگ پر جانے کا کاپرو مس کر رکھا۔“
 ہے۔۔ آج جلدی گھر کے لئے نکل جاؤنگا۔۔“ اس نے آگاہ کیا۔۔ تو وہ
 خاموش ہو گئی۔۔

ویسے ماسٹرنہ کرنا مگر میں تم سے کہو نگی کہ اگر ایسا کچھ ہو تو ان تمام حالات ”
 کو سمجھنے کے لئے آنٹی کو تھوڑا وقت دو۔۔۔ یوں اس طرح جلد بازی کرنا
 ٹھیک نہیں۔۔۔“ وہ نرمی سے بولتی اسے گہری سوچوں میں دھکیلتی آفس
 روم سے باہر نکل آئی تھی۔۔۔

Zubi Novels Zone

آنزل اور اہان کی شادی کی تیاریاں زور و شوروں سے جاری تھیں۔۔ دو
 دن بعد رات تھی اور پھر ولیمہ اہان اپنی شادی کو لے کر اچھا خاصہ پر جوش
 تھا۔۔ مگر اتنی تیاریوں کے باوجود یہ شادی سادہ سی ہی تھی۔۔

مجتبیٰ بس کر دواب میری شادی کے بعد جاب ڈھونڈ لینا۔“ اس نے ”
گھر گروی رکھ کر آئزل کو شاندار سا جہیز اور ہر قسم کی خوشی دینے کی مکمل
کوشش کی تھی۔

یار جاب تو ضروری ہے نا۔۔ ویسے بھی ابھی صرف انٹرویو دینے جا رہا
ہوں۔۔“ اس نے نرمی سے کہا۔

اور اگر کل سے جوائننگ دینی پڑی تو؟“ اس نے آئی برواٹھائے۔
تمہارے بھائی کی اتنی اچھی قسمت کہاں؟“ وہ ہولے سے مسکرایا۔
کیوں بھئی۔۔ کیا ہو گیا تمہاری قسمت کو۔۔“ اس نے بھائی کو مشکوک
نظروں سے گھورا۔

جو بھی کہو مگر اتنی جلدی کچھ نہیں ہونے والا۔ ابھی صرف انٹرویو دینے
جا رہا ہوں۔۔“ آئزل نے ذرا ناراضگی سے دیکھا۔

تم مجال ہے جو کبھی اچھاگماں رکھو۔۔ کہتے ہیں کہ اچھاگماں رکھنے سے ”
 سب اچھا ہوتا ہے۔۔ اور اگر گماں ہی برابر کھوگے تو پھر قسمت سے کیسا
 شکوہ۔۔“ اس نے بھائی کا ہاتھ تھام کر نرمی سے کہا۔۔
 فلسفہ نہ جھاڑو۔۔“ اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔۔“

اچھا میری خاطر صرف اتنا سوچ کر جاؤ کہ جہاں جا رہے ہو وہاں سے کچھ ”
 اچھا سپانس ملے گا۔۔ تم دیکھنا وہ تمہیں ضرور جاب دے دیں گے۔۔ عمل
 کا دار و مدار نیتوں پر منحصر ہوتا ہے مجتبیٰ۔۔“ وہ ہولے سے مسکراتا اس کا سر
 تھپتھپا کر گھر سے نکل آیا تھا۔۔ کہنے کو شادی کا گھر تھا مگر آئزل اکیلی ہی
 تھی۔۔ جتنے بھی رشتہ دار تھے وہ سیدھا فنکشنز پر تشریف لانے والے
 تھے۔۔ ویسے بھی اب ان دونوں بہن بھائیوں کو کسی کی ضرورت بھی
 نہیں رہی تھی۔۔۔

مجتبیٰ صبح صبح ہی جاب کی تلاش میں نکل گیا تھا۔ اور اب اسکا رخ دوسرے آفس کی جانب تھا۔ وہ پہلے ہی دو انٹرویوز دے کر آ رہا تھا۔ مگر ہر جگہ کوالیفیکیشن کی وجہ سے مار کھا جاتا۔

اوہ ہیلو ہیر و کہاں؟“ عریشہ اتنے دنوں بعد اسے سگنل پر کھڑا دیکھ ذرا“ ایکسائیٹڈ سی گاڑی سے باہر آئی تھی۔

اف! یہ چلتی پھرتی آفت لڑکی کہاں سے نازل ہو گئی۔“ اس نے“ نخوت بھرے لہجے میں سوچا۔

خیر دفعہ کرو مجھے کیا۔“ وہ سوچ کر سر جھٹک گیا ساتھ ہی قدم ذرا پیچھے“ کو لئے تھے۔

تم سے بات کر رہی ہوں۔ کیا بیوقوفوں کی طرح خود سے بات کئے جا“ رہے ہو۔“ اس نے گھر کا۔

اچھا مجھ سے مخاطب ہیں آپ؟“ وہ انجان بنا عریشہ نے طنزیہ آئی برو“
اٹھائے۔۔۔ بس اسٹاپ پر کھڑے ایک بزرگ شخص نے سکین کرتی
نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

نہیں تو یہاں کوئی اور نظر آرہا ہے؟“ اس نے چڑ کر پوچھا۔۔“
مجھے لگایہ انکل بھی آپ کے رشتہ داروں میں سے ایک ہیں۔۔۔ جی بھی آپ“
ان سے مخاطب ہیں۔۔۔“ وہ طنزیہ بولا، عریشہ نے ہلکا سا مسکرا کر سن شیڈز
ماٹھے پر چڑھائے۔۔۔ نجانے اس لڑکے کو تپا کر اسے کونسی خوشی ملتی
تھی۔۔۔

میڈم آپ یہاں کیوں ٹھہر گئی ہیں؟“ اس بار مجتبیٰ کو اس بوڑھے شخص“
کی نگاہوں اور عریشہ کے اب تک یہاں پر جمارہنے پر طیش آیا تھا۔۔
میری مرضی۔۔۔ ویسا کہاں جارہے ہو۔۔۔ آؤ میں چھوڑ دوں۔۔۔“ وہ بے“
شرموں کی طرح بولی تھی۔ اس بار مجتبیٰ نے ایک گہری نگاہ اسکے سراپے پر
ڈالی تھی۔۔۔

جولانگ کا فتان زیب تن کئے سنہری بالوں کو پشت پر بکھرائے اپنے غیر معمولی حسن کے باعث کسی کی بھی توجہ اپنی جانب کھینچنے کے سارے ہتھیاروں سے لیس تھی۔۔

آپ جاییے۔۔،“مجتبیٰ نے نگاہیں پھیر کر کہا۔۔

پہلے تم بتاؤ۔۔ جا کہاں رہے ہو؟“ وہ اس کے سر ہوئی۔۔

آپ شوق سے یہاں کھڑی رہیں۔۔ میں جارہا ہوں۔۔“ وہ غصے سے بولتا ”آج بھی اپنے پیسوں کی قربانی دیتا رکشہ میں بیٹھ گیا تھا۔ اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈھیٹ لڑکی۔۔ یہاں سے جب تک نہیں جائے گی جب تک وہ یہاں سے چلا نہیں جائے گا۔۔

ارے ارے سنو تو کہا جا رہے ہو۔۔ لیڈیز۔۔“ وہ کچھ بولنے ہی لگی ”تھی کہ اب بس کے انتظار میں کھڑے اس بوڑھے کو خود کو دیکھ کر مسکراتا دیکھ اس کی مسکراہٹ سمٹی ساتھ ہی زبان کو بریک لگا۔۔

اب بولو بھی یا صرف خود سے باتیں کرنے کی بیماری ہے؟ "اسے"
خاموش دیکھ وہ زچ ہوئی۔۔۔

میڈم کار میں بیٹھ جائیں ورنہ کراچی کی دھوپ میں جل کر کالا کوئلہ بن جائیں گی۔۔۔" وہ نگاہ اس سفید چمڑی نازک سی نواب زادی پر ڈال ذرا استہزائیہ مسکرایا جبکہ اب نگاہیں بس کا نمبر دیکھ رہی تھیں۔۔۔ ابھی اسکی مطلوبہ بس نہیں آئی تھی۔۔۔

ڈونٹ وری میں نے سن کر ایم لگا رکھی ہے۔۔۔ تم اپنی فکر کر ولیڈیز"
طبیعت۔۔۔" مجتبیٰ یوں مجمعے میں ایک بار پھر اس کے طرز تخاطب پر پورے وجود سے اچھلا تھا۔ آخر وہ کس اینگل سے زنانہ دکھتا تھا۔۔۔ باڈی بلڈر جیسی بوڈی بنانے میں اسکی چولے ہل گئیں تھیں اور یہ بگڑی نواب زادی۔۔۔۔

محترمہ میں اس وقت جاب انٹرویو کے لئے جا رہا ہوں۔۔ اور فی الحال " آپ کی کوئی بھی بکواس سُننے کے موڈ میں ہر گز نہیں ہوں۔ " اس نے ذرا ناگواری سے دیکھتے رخ پھیر لیا تھا۔

اوہ مل ہی نہ جائے تمہیں جاب۔۔ ویسے کیا جاب ڈھونڈنے جا رہے ہو " چپڑاسی کی؟؟ " اس نے ایک نگاہ اس کے حلیے پر ڈالی تھی، وہ جینز کی پینٹ اور شرٹ میں انٹرویو دینے جا رہا تھا۔

نہیں کباڑیے کی۔۔ مگر آپ کو کیا تکلیف ہے۔۔ جاکوں نہیں رہیں " ۔۔ کالی بلی کی طرح ہر اسٹاپ پر ٹکرائے جا رہی ہیں۔۔ اللہ کرے بس سہی سلامت آفس پہنچا دے۔ کیا معلوم آپ کے سایہ پڑ جانے کے باعث بس ہی آگے جا کر لڑکھ جائے۔۔ " مجتبیٰ نے چلچلاتی گرمی سے تنگ آ کر ذرا تپ کر جواب دیتے سر پر ہاتھ کا چھجا سا بناتے فٹ پاتھ سے اتر کر دو قدم آگے بڑھائے تھے۔۔ جبکہ وہ منہ کھولے ہوئے بنی کھڑی رہی۔۔

یو ایڈیٹ۔۔ اللہ کرے تمہارا بوس کوئی کھڑوس بڑھایا بڑھیا ہو۔۔ پاگل "
 ، سنکی، لیڈریز طبیعت۔۔۔ "وہ مٹھیاں بھینچ کر بڑبڑاتی پاؤں پیچ کر واپس کار
 میں جا بیٹھی تھی۔۔۔۔

آج شارق کی عدالت میں پیشی تھی۔ مصطفیٰ صبح سے ہی گیا ہوا تھا۔ جبکہ
 ثمرہ روٹین کے مطابق گھر کے کاموں میں مصروف تھی۔۔ انکارشتہ یونہی
 بیچ منجھدار میں اٹکا ہوا تھا۔۔۔
 جبکہ زنیہ ناشتہ کے بعد ٹی لاؤنج میں بیٹھی اسکرین پر نیوز سُن رہی تھیں۔۔
 جی اچانک سے اسکرین پر بریکنگ نیوز چل پڑی تھی۔۔
 منزل قتل کیس میں بڑی پیش رفت۔۔ عدالت کے مطابق ملزم شارق "
 جبران علوی گزشتہ چار ماہ سے ڈپریشن کے مریض ہسپتال میں زیر علاج
 ہیں۔۔ کیس کی کارروائی اور شارق علوی کی صحتیابی تک ملزم کی
 ضمانت۔۔۔ " نیوز کاسٹر اور بھی بہت کچھ چیخ چیخ کر بول رہی تھی۔۔ مگر

زیرہ پر تو جیسے جنون طاری ہو گیا تھا۔ جبکہ اسکرین پر ابھرتے مصطفیٰ کے چہرے کو دیکھ انہیں مزید دکھ ہوا تھا۔ جو میڈیا کے سوالوں سے بچتا اپنے گاڑی میں جا بیٹھا تھا۔۔۔

ثمرہ۔۔۔۔۔ ثمرہ۔۔۔۔۔ ”وہ وہیں سے بیٹھے بیٹھے یکدم ہی چلائی تھیں۔۔۔ جی۔۔۔ جی آنٹی۔۔۔ کیا ہوا؟“ وہ یکدم دُور ڈوری سی باہر آئی تھی جہاں ”وہ طیش اور غصے کے ملے جلے تاثرات چہرے پر سجائے اسکی آمد پر اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔۔۔

بدبخت یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔ یہ سب تمہارا کیا دھرا“

ہے۔۔۔۔۔ تم ہوا صل فساد کی جڑ میرا بیٹا تمہاری وجہ سے یہ سب کر رہا ہے۔۔۔ میں تمہیں نہیں بخشو گی۔۔۔ بے غیرت بے حیا بے شرم۔۔۔“ وہ ایک ہی جست میں اسکے نزدیک آتیں بالوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ چکی تھیں۔۔۔ ثمرہ کی چیخیں بے ساختہ تھیں۔۔۔

آنٹی۔۔۔۔۔ ”اس نے اپنے بال انکی گرفت سے نکالنے چاہے۔۔۔“

تمہارا بھائی آج رہا ہو گیا۔۔۔ مصطفیٰ نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ وہ تمہاری محبت ”
میں اندھا ہو گیا ہے۔۔۔ اسے اپنے معصوم بھائی کا خون بھول گیا ہے۔۔۔ بے
شرم عورت۔۔۔“ وہ غصے میں آپے سے باہر ہوتیں اسکے منہ پر پے در پے
تھپڑ رسید کرتی گال سُرخ کر چکی تھیں۔۔۔

آئی۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔“ اس نے روتے ہوئے اپنی صفائی ”
دی۔۔۔ سارے ملازمین جما ہو گئے تھے۔۔۔

بیگم صاحبہ یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔ دلہن بی بی کو مار کیوں رہی ”
ہیں۔۔۔ اگر احد صاحب کو پتہ چلا تو وہ بہت خفا ہو گئے۔۔۔“ الماس خالہ کو خبر
لگتے ہی وہ بھاگ کر آتیں ثمرہ کو انکی گرفت سے آزاد کرانے لگیں۔۔۔
دور ہٹ جاؤ تم۔۔۔ خبردار جو میرے بیچ میں آئیں یا اس کو بچانے کی ”
کوشش بھی کی تو۔۔۔“ وہ اچانک ہی آپے سے باہر ہوئیں تھیں۔۔۔
،، مگر بیگم صاحبہ۔۔۔“

چپ خاموش۔۔۔ اور تم سارے یہاں کھڑے کونسا تماشا دیکھ رہے ہو۔۔۔
 سب دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔“ وہ غصے سے غرائی تھیں۔۔۔ ثمرہ کے بال
 ابھی بھی انکی گرفت میں تھے۔۔۔

یہی چہرہ ہے نا جس کا جادو تم نے مصطفیٰ پر چلا رکھا ہے۔۔۔“ بولتے بولتے
 انکا تنفس پھول گیا تھا۔۔۔

مجھے معاف کر دیں۔۔۔ میں نے مصطفیٰ سے کچھ نہیں کہا ہے آئی۔۔۔ پلیز
 میری بات کا یقین کریں۔۔۔“ اس نے دہائی دی۔۔۔

وہ سنی ان سنی کرتی اسے گھسیٹی ہوئی باہر لائی تھیں۔۔۔ اسکا چہرہ سرخ ہو گیا
 تھا۔۔۔ ہونٹ پھٹ گیا تھا۔۔۔ دوپٹہ کہیں پیچھے ہی فرش پر گر چکا تھا۔۔۔

آئی پلیز۔۔۔ ایسا نہ کریں۔۔۔“ وہ تیز قدموں سے اسے لیکر گھر سے باہر
 آئیں تھیں۔۔۔

تم یہاں نہیں رہو گی سنا تم نے۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔“ وہ نفرت
 سے غرائی اسے دھکادے چکی تھی۔۔۔ وہ کارپورچ میں منہ کے بل گر پڑی

تھی۔۔ کمنیاں چھل سی گئیں تھیں۔۔ دروازے پر کھڑے گارڈز نگاہیں جھکا چکے تھے۔۔

آئی پلیز۔۔ میں کہاں جاؤنگی۔۔“ ثمرہ نے روتے ہوئے التجا کی۔۔ جبکہ وہ انتہائی سفاکیت سے اسے گھور رہی تھیں۔۔ یہ وہی لڑکی تھی جس کی وجہ سے انکا بیٹا بدل گیا تھا۔۔

اتنے میں صدر دروازہ کھلا تھا۔۔ اور مصطفیٰ کی گاڑی گھر میں داخل ہوئی تھی۔۔

مصطفیٰ جو پہلے ہی غصے سے بپھرا ہوا تھا۔۔ ثمرہ کو یوں دہلیز پر گرا پڑا دیکھ، اسکی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے کھلی کی کھلی رہ گئیں تھیں۔۔ اسکی ماں کسی فرعون کی مانند کھڑی اسے ہی گھور رہی تھیں۔۔

ثمرہ۔۔“ وہ تیزی میں ڈرائیونگ سیٹ چھوڑ کر باہر نکلا تھا۔۔ اور آگے بڑھ کر روتی سسکتی ثمرہ کو اٹھا کر سینے سے لگایا۔۔ جوشد توں سے رو پڑی تھی۔۔

کیا ہوا؟“ اس نے ماں کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔ ثمرہ کی ”
حالت دیکھ وہ ایک لمحے میں سمجھ گیا تھا یہاں کیا ہوا تھا۔۔ اسکا بکھرا حلیہ
دیکھ اسکی دماغ کی نسیں تک پھول گئی تھیں۔۔ جلدی سے اپنا کوٹ اتار کر ا
سکے سر اُپے پر ڈالا تھا۔۔

مصطفیٰ۔۔ آنٹی بول رہی ہیں۔۔ میں یہاں سے چلی جاؤں۔۔ میں کہاں ”
جاؤں گی۔۔“ اسکی شرٹ کو مضبوطی سے پکڑ کر اسنے سسکتے لہجے میں کہا
تھا۔۔ مصطفیٰ کو اسکی حالت دیکھ دیکھ کر طیش آ رہا تھا۔۔ سرخ
چہرہ، بکھرے بال، بے ترتیب لباس، ہونٹ سے بہتا خون، سو جھمی ہوئی
آنکھیں۔۔۔ اس پر گزری ازیت کو چیخ چیخ کر بیان کر رہی تھیں۔۔۔
یہ آپ کا گھر ہے۔۔۔ آپ کیوں یہاں سے جائیں گی۔۔“ اس بار وہ اپنی ”
ماں کی طرف رخ پھیرتا اپنے لہجے پر ضبط کئے غصے سے بولا تھا۔۔

یہ لڑکی یہاں نہیں رہ سکتی مصطفیٰ۔۔ اس لڑکی کو میری نظر کے سامنے ”
سے دور کر دو۔۔ آج اسکا بھائی بھی جیل سے رہا ہو گیا۔۔ تمہیں اپنی ماں

کی تکلیف نظر نہیں آرہی۔۔۔“ وہ مصطفیٰ کا اس لڑکی کو سینے سے لگانا دیکھ
برداشت نہیں کر پائی تھیں۔۔۔

الماس خالہ!“ احد مصطفیٰ کی چنگھاڑتی ہوئی آواز پر وہ تیز قدموں سے
بھاگتی ہوئی باہر آئی تھیں۔۔۔

جی جی بابا۔۔۔“ انہوں نے سہم کر دیکھا۔۔۔

ثمرہ کو اندر لے کر جائیں۔۔۔“ انہوں نے روتی ہوئی ثمرہ کو انکے
حوالے کیا۔۔۔

مگر بابا بیگم صاحبہ!“ انہوں نے ذرا ڈرتے ڈرتے اپنی مالکن کی جانب
دیکھا۔۔۔

آپ سے میں کہہ رہا ہوں نا ثمرہ کو اندر لے کر جائیں آپ روم میں۔۔۔“
اس بار اسکا لہجہ سخت تھا۔۔۔

مصطفیٰ! میں نہیں۔۔۔“ اس نے نرم لہجے میں انکار کرنا چاہا۔۔۔

ثمرہ میں نے آپ سے کہا۔۔ اپنے روم میں جائیں۔۔“ اس نے زبردستی ”
اسکا ہاتھ الماس بیگم کے ہاتھ میں تھمایا تھا جو اسے زبردستی روم میں
گھسیٹتی ہوئی ساتھ لے گئیں تھیں۔۔

یہ سب کیا تھا ماں۔۔“ اس بار وہ دوسیرٹھیاں پھلانگ کر ماں کے ”
نزدیک آیا۔۔ جو بیٹے کے نرم لہجے پر بکھر گئیں تھیں۔۔

مصطفیٰ! میرا بیٹا۔۔۔ میرا بیٹا۔۔۔ تم نے اس کے قاتل کو رہا کر ا ”
دیا۔۔ صرف اس لڑکی کے کہنے پر۔۔“ اس بار وہ شکوہ کناں لہجے میں گویا
ہوئیں تھیں۔۔ جس نے انہیں سینے سے لگایا۔۔

صرف ضمانت ہوئی ہے ماں۔ اور آپ فکر نہ کریں وہ جلد اپنے انجام کو ”
پہنچ جائے گا۔ آپ پلیز اس سب کی سزا ثمرہ کو نہ دیں۔۔ انکا کوئی قصور
نہیں ہے۔۔“ وہ اب ماں کو سمجھا رہا تھا۔۔

مصطفیٰ! مجھے یہ لڑکی اپنے گھر میں برداشت نہیں ہو رہی۔۔ تم سمجھو ”
میری بات کو۔۔“ انہوں نے اس بار درشتگی سے کہا۔۔ تو وہ فی الحال انہیں

بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر گھر کے اندر لے گیا۔ وہ کتنی ہی دیر انکے پاس کمرے میں بیٹھا انکی دلجوئی کرتا رہا تھا۔

ماں پلیز تھوڑا سا برداشت کر لیں بس۔۔۔۔۔“ وہ کڑے دل سے بولا ”

تھا۔۔۔ ابھی اس نے ثمرہ کو بھی سمجھانا تھا پتہ نہیں وہ بیوقوف لڑکی اپنی کیا حالت بنا کر بیٹھی ہو گی۔۔۔۔۔



مجتبیٰ ایک بار پھر انٹرویو دیتا اپنی سی وی تھا مے منہ لٹکائے واپس لوٹ رہا تھا۔ جیسا سامنے سے عریشہ نزاکت سے چلتی اپنی جانب آتی دکھائی دی۔ وہ ذرا حیران ہوا۔ حیران تو عریشہ بھی ہوئی تھی۔ وہ غریب آدمی یہاں کر کیا رہا تھا۔۔۔

ہیلو غریب آدمی۔۔ کیا میرے آفس میں جاب انٹرویو دینے آئے ”
تھے۔۔“ عریشہ کے لہجے کی شوخی پر کچھ آس پاس کے اسٹاف نے ٹھہر کر
دیکھا مگر اس کے بلیک سن گلاسز سر پر لگاتے آئی برواچکا کر دیکھنے پر گڑ بڑا کر
سیدھے ہوئے تھے۔۔

نہیں۔۔“ مجتبیٰ اسکی ڈریسنگ اور پھر یہاں موجودگی محسوس کر سمجھ گیا ”
تھا کہ وہ یقیناً یہاں پر کسی اچھی پوسٹ پر تھی پھر اسکایوں استحقاق سے بولنا
بہت کچھ جتا گیا تھا۔۔

لاؤسی وی دیکھاؤ اپنی۔۔ اور میرے آفس میں آؤ۔۔“ عریشہ اسے کافی ”
دن سے جاب کے لئے مارا مارا گھومتا دیکھ رہی تھی۔۔

اس کی ضرورت نہیں ہے میڈم۔۔“ اس نے انکار کرنا چاہا۔۔“
کیوں؟“ اس نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔“

نہیں تو مطلب نہیں۔۔“ مجتبیٰ کو اپنی انا بہت پیاری تھی۔۔“

بہت مسئلے ہیں تمہارے ساتھ غریب آدمی۔۔۔“ اس نے تاسف بھرا ”
 سانس کھینچا، اور تیزی سے اسکے ہاتھ سے سی وی کھینچ کر اپنے سامنے
 کی۔۔۔ مجتبیٰ لب بھینچ گیا۔۔۔ مگر چاہ کر بھی کچھ نہیں بولا۔۔۔
 آفس میں آؤ میرے۔۔۔“ اس بار سنجیدگی سے اسکی سی وی پر ایک طائرانہ ”
 نگاہ گھماتی حکم سناتی ہیل کی ٹک ٹک کرتی اپنے گلاس روم آفس کی جانب
 بڑھی۔۔۔

اللہ جانے مجھے یہ نواب زادی ہر جگہ کیوں ٹکرا جاتی ہے۔۔۔“ اس نے ”
 تاسفی سانس خارج کی۔ ساتھ ہی قدم اسکے آفس کی جانب بڑھائے
 تھے۔۔۔

مے آئی کم ان۔۔۔“ وہ جوریلکس ہو کر بیٹھتی اسکی سی وی پر ایک تفصیلی ”
 نگاہ دوڑا رہی تھی۔۔۔ اسکے یوں اجازت لینے پر دھیرے سے مسکرائی۔۔۔
 آجائیں مجتبیٰ آصف!“ اب وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔“

بیٹھیں۔۔۔“ وہ خاموشی سے بیٹھ گیا تھا۔۔۔ عجیب سی شرمندگی بھی ”
تھی۔۔۔

میں نے آپ کی سی وی دیکھی۔۔۔ ہمیں ویسے تو گرافک ڈیزائنر کی ابھی ”
نیڈ نہیں ہے۔۔۔ بٹ آپ کی سی وی دیکھتے ہوئے میں آپ کو ہائر کر رہی
ہوں۔۔۔“ عریشہ کی بات سن کر مجتبیٰ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے
تھے۔۔۔

اس عنایت کی کوئی خاص وجہ؟“ وہ خشک لہجے میں استفسار کر رہا ”
تھا۔ جبکہ اب وہ تیزی سے لیپ ٹاپ اسکرین پر نظریں جمائے ہوئے
تھی۔۔۔

عنایت تو نہیں ہے۔۔۔ بٹ ہمیں دو ماہ بعد آپ جیسے قابل بندے کی ”
ضرورت پڑنے والی ہے۔۔۔ اور آپ کا ایک کام بھی اچھا ہے۔ میں نے ابھی
آپ کا پروفولیو چیک کیا ہے۔ کافی امپریسیو ہے۔“ اس نے سراہا تھا۔۔۔

ویسے جب آپ کے پاس آنلائن جاب ہے تو پھر یوں خواری اٹھانے کی ” کوئی خاص وجہ۔۔“ اب وہ باز پرس پر اتری تھی۔۔ جو نجانے کیوں خائف ساد کھائی دے رہا تھا۔

آنلائن جاب کافی تو نہیں ہوتی نا۔۔ ایک مستقل جاب کا ہونا بھی بہت ” ضروری ہے۔۔“ وہ سمجھ کر سر ہلاتی، اب سیلری پیسج کے بابت ڈسکس کر رہی تھی۔

کنو گرپچو لیشنز! آپ ہمیں کل سے جوائن کر سکتے ہیں۔، ”مجتبیٰ ذرا کشمکش“ میں دکھائی دے رہا تھا۔

اپنی پرو بلم! ”اس نے آئی برواٹھائے۔۔“

اچھو نیلی کل میری بہن کی شادی ہے۔۔ تو میں اس ہفتے جوائننگ نہیں ” دے سکوں گا۔۔“ اس بار وہ سیدھا مدعے پر آیا۔

اوہ تو اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ آپ ہمیں نیکسٹ منتھ ” کی ٹین سے جوائن کر لیجئے گا۔، ”مجتبیٰ سر ہلا گیا۔

تھینک یو سوچ میم!“ اب وہ وہاں سے نکل آیا تھا۔ عریشہ کی پر سوچ“
نگاہوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔۔

مصطفیٰ زنیرہ بیگم کو نیند کی گولی دینے کے بعد دھیرے سے قدم اٹھاتا اپنے
روم میں واپس آیا تھا۔ کمرہ آندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ثمرہ کہیں
دکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔

ثمرہ!“ اس نے دھیرے سے پکارا۔۔۔۔۔ مگر جواب ندار۔۔۔

ثمرہ۔۔۔ آپ مجھے سن رہی ہیں؟“ اس بار اسکی پیشانی پر بل نمودار“
ہوئے۔۔۔ جھبی اسنے پلٹ کر واٹر روم کی جانب دیکھا، واٹر روم کی لائٹ
آف تھی مگر دوازہ ہلکا سا کھلا ہوا تھا۔

ثمرہ!“ وہ ایک بار نوک کرنے کے بعد سیدھا واٹر روم میں انٹر ہوا تھا۔۔۔
ثمرہ!“ ثمرہ کو یوں ایک کونے میں سکڑا سمٹا سا بیٹھا دیکھ۔ وہ واٹر روم کی
لائٹ آن کرتا، دوڑ کر قریب گیا تھا۔

یہ کیا حالت بنا رکھی ہے آپ نے اپنی؟“ وہ ٹھنڈے فرش پر پاؤں ”
سمیٹ کر بیٹھی شاید رورہی تھی۔۔۔ وہ اپنے آفس ڈریس کی پرواہ کئے بغیر
قریب ہی پاؤں میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔

ثمرہ۔۔۔ یہ کیا حالت بنالی ہے۔۔۔ آپ یہاں کیوں بیٹھی ہیں؟“ اس نے ”
اسکا چہرہ اٹھا کر اپنے سامنے کیا۔۔۔ چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔ بال بھگے
ہوئے تھے۔ ہاتھ پاؤں لرز رہے تھے۔۔۔ پھٹے ہوئے ہونٹ، وہ ابھی تک
اسی لباس میں ملبوس تھی۔۔۔

مصطفیٰ نے اسے کچھ بھی کہے بغیر ایک جھٹکے سے اپنے حصار میں اٹھاتے
قدم بیڈروم کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔ ثمرہ یونہی ساکت و صامت رہی
تھی۔۔۔ اس کے وجود میں کوئی ہل چل نہیں ہوئی تھی۔۔۔

وہ دھیرے سے قدم اٹھاتا بیڈر پر بیٹھاتا اسکے قریب ہی بیٹھتا خاموشی سے ”
اسکا چہرہ تکنے لگا۔۔۔ جو نگاہیں فرش پر جمائے بالکل سن سی بیٹھی تھی۔۔۔

آئی ایم سوری۔۔۔ میں جانتا ہوں یہ سب میری غلطی ہے۔۔۔ پلیز مجھے ”
معاف کر دیں۔۔۔“ اس نے آگے بڑھ کر اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔ جو
اسکا نرم لمس پاتے ہی یکدم بکھر گئی تھی۔۔۔ اور سسکیوں سے روئی
تھی۔۔۔

میرا کیا قصور ہے مصطفیٰ! میں نے تو آپ سے نہیں کہا تھا کہ شارق کی ”
ضمانت کرائیں۔۔۔ اب تو میں آپ سے بھی کچھ نہیں کہتی۔۔۔ پھر آنٹی مجھ
سے کس بات پر غصہ ہیں۔۔۔“ وہ اسکی شرٹ مٹھیوں میں جکڑتی آنسوؤں
سے رو پڑی تھی۔۔۔۔

اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ میں سمجھاؤنگا ماں کو۔۔۔“ وہ اب ”
ہولے ہولے اسکا سر تھپک رہا تھا۔۔۔ وہ روتی روتی نیم غنودگی میں چلی گئی
تھی۔۔۔

ثمرہ!“ اس نے اسے پکارا مگر گردن پر پڑتی گرم سانسوں سے محسوس ”
ہوا وہ سوچکی تھی۔۔۔

آئی ایم سوری سویٹ ہارٹ!“ وہ اسکے ماتھے پر پیار کرتا لیٹا کر کمبل برابر ”
 کر گیا۔۔ ساتھ ہی قدم اٹھا کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا۔۔ اب اسکا آفس
 جانے کا کوئی خاص ارادہ نہیں تھا۔۔۔

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔۔ آج آئزل اور اہان کی مایوں
 تھی۔۔ کمپائن فنکشن تھا۔۔ مایوں کا انتظام سکندر ہاؤس کے لان میں رکھا
 گیا تھا۔۔

نیلے رنگ کے غرارے میں ملبوس آئزل اپنے قدرتی حسن سے آراستہ
 سفید پجامہ سوٹ زیب تن کئے بیٹھے اہان کے برابر میں بیٹھی۔۔ اسکی کسی
 نہ کسی معنی خیز بات پر مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔

آئزل مجھے سے صبر نہیں ہو رہا یا۔۔۔ یہ دن کب گزریں گے۔۔“ وہ ”
 ایک بار پھر کانوں میں سرگوشیانہ گویا ہوا۔۔ آئزل نے ذرا گردن ترچھی
 کرا سے گھورا۔۔ کیونکہ اسکا بھائی اسی کی جانب آ رہا تھا۔۔

سفید شلوار سوٹ میں ملبوس، بالوں کو پیچھے کی جانب سیٹ کئے وہ چہرے پر ازلی سنجیدگی سجائے ہوئے کتنی ہی لڑکیوں کی نظروں میں تھا۔۔۔

مبارک ہو۔۔۔“ اس نے نزدیک آتے اہان کو سینے سے لگایا تھا۔۔۔ جو ”

سالے کو گلے سے لگاتا کھل کر مسکرایا تھا۔۔۔

خیر مبارک سالے صاحب۔۔۔“ وہ جو روہانسی ہوتی آئزل کو سینے سے ”

لگائے کھڑا تھا کہ اہان کی شوخ آواز پر دھیرے سے مسکرایا۔۔۔

سُدھر جاؤ تم۔۔۔“ اس نے ذرا گھور کر دیکھا۔۔۔ مگر اُسکی گھوریوں کا اس پر ”

کوئی خاطر خواہ اثر نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔

میری بہن کا خود سے زیادہ خیال رکھنا۔۔۔ اگر ذرا سی بھی تکلیف پہنچائی ناتو ”

پھر سالابن کر دکھاؤں گا تمہیں۔۔۔“ اس نے تنبیہ کرنا ضروری سمجھی

تھی۔۔۔ وہ کھل کر مسکرایا۔۔۔

یہ بھی کوئی کہنے والی بات ہے۔۔ اپنی جان کا خیال میں، خود سے زیادہ ”
 کرونگا۔“ وہ ہنوز شرارتی لہجے میں گویا ہوا۔ آئزل بھائی کے سامنے اسکی
 اس بے باکی پر جھینپ سی گئی تھی۔۔
 اچھا تم دونوں بیٹھو میں انکل وغیرہ سے مل کر آتا ہوں۔۔“ وہ آئزل ”
 کو پیار کرتا سیٹیج سے اتر گیا۔۔

رات کا سیاہ اندھیرا ہر سواپنے پنکھ پھیلا چکا تھا۔۔۔ وہ اور مجتبیٰ کچھ دیر قبل
 ہی گھر لوٹے تھے۔ آئزل چہرے پر ایک حسین مسکراہٹ سجائے ہاتھوں
 کی چوڑیاں اتار رہی تھی۔۔ جبھی سنگھار آئینے پر رکھا اسکا موبائل تھر تھرایا
 تھا۔۔ اسکرین پر نگاہ پڑتے ہی اسکے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ کھل گئی
 تھی۔۔

السلام علیکم!“ کال ریسو کرتے اسنے لب دانتوں تلے دبائے۔“

و علیکم السلام! کیسی ہیں ملکہ عالیہ!“ دوسری جانب سے اسکی شوخ سی”
آواز ابھری تھی۔۔

میں بالکل ویسی ہیں جیسی کچھ دیر قبل تھی۔۔“ وہ بھی شوخی سے جواب”
دیتی اب وائپس سے چہرے پر لگے او بٹن کے نشان مٹا رہی تھی۔۔
مطلب حسین، اور میری۔۔۔“ وہ ذرا دلربائی سے گویا ہوا۔۔“

ہاہا۔۔۔ اگر آپ کو ایسا لگتا ہے تو جناب ایسا ہی ہو گا۔۔“ اس نے بھی نفی”
نہیں کی تھی۔۔ پھر قہقہہ لگا گیا۔۔

اف ف آ نزل یہ دو دن کب گزریں گے یار۔۔ اب مزید انتظار نہیں ہو رہا”
۔۔“ اس کی بے چینی حد سے سوا تھی۔۔

اہان صاحب اتنا اتنا ولاپن اچھا نہیں ہوتا۔۔“ اسکا چہرہ حیا سے سرخ ہوا”
تھا۔۔

یار صبر ہی تو نہیں ہو رہا۔ اب بس تم مجھے دلہن کے روپ میں اپنے روم”
میں چاہئے ہو۔۔“ وہ اپنی دلی کیفیت بیان کر رہا تھا۔۔

میں کال بند کر رہی ہوں۔ مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔“ اس نے جھٹ ”

دامن بچایا تھا۔

سچ میں۔۔۔ میری تو آپ کی یاد میں نیندیں ہی اڑی ہوئی ہیں۔۔۔“ وہ ”

مزید شوخا ہوا۔۔۔

او کے بائے۔۔۔“ اس سے قبل کے وہ پٹری سے اترتا وہ رابطہ منقطع کر ”
گئی۔۔۔۔



ثمرہ کی آنکھ رات گئے دیر سے کھلی تھی۔ کمرہ میں ہلکی ہلکی سی روشنی پھیلی

ہوئی تھی۔۔۔ کچھ دیر تو وہ یونہی بے حس و حرکت بستر پر چت لیٹی

رہی۔۔۔ پھر نظر گھمائی تو سیدھی نگاہ مصطفیٰ سے ٹکرائی تھی۔۔۔ جو لیپ ٹاپ

گود میں رکھے انہماک سے جھکا ٹائپنگ میں مصروف تھا۔۔۔ نیم اندھیرے

میں لیپ ٹاپ کی روشن ہوتی کیز کے باعث اسکے چہرہ پر اچھی خاصی روشنی

سی جگمگارہی تھی۔۔۔ ماتھے پر بل ڈالے وہ اسکی جانب غافل تھا۔۔۔ وہ کتنی ہی

دیر یو نہی مصطفیٰ کو تکتی رہی تھی۔ محبوب کو اپنے سامنے دیکھ لینا ہی محب کے لئے سب سے بڑی دوا ہوتی ہے۔۔ اور ثمرہ کی ہر تکلیف کی بہترین دوا مصطفیٰ کی موجودگی اور اسکا نرم خوانداز تھا۔۔ جو کچھ بھی ہو جائے مگر ماتھے پر ایک بھی شکن لائے بغیر ویسا کا ویسا ہی رہتا تھا۔۔۔ اور پتہ نہیں کتنی دیر گزر جاتی وہ یو نہی اسے دیکھتی رہتی۔۔۔ گر جو مصطفیٰ کی نگاہ اس پر نہ پڑتی۔۔۔ اٹھ گئیں آپ؟“ وہ کافی دیر سے ثمرہ کی نظروں کی تپش اپنے چہرے پر ”محسوس کر رہا تھا۔۔۔ مگر اسے بے خودی میں تکتا پا کر اسنے ڈسٹرب کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔۔

ہم! آپ کیا کر رہے ہیں؟“ وہ کہنیوں کے بل اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔ ”کچھ خاص نہیں۔۔۔ آپ بتائیں۔۔۔ طبیعت ٹھیک ہے۔۔۔“ وہ سوتے میں ”ہی اسکے ہونٹوں پر جیل لگا چکا تھا۔۔۔ ثمرہ کو اپنے ہونٹ سن سے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ اسنے ہاتھ لگا کر محسوس کرنا چاہا تھا۔۔۔

اہم! رہنے دیجیے۔۔۔ انٹرنٹ لگی ہے۔۔۔“ اسنے اسے باز رکھا۔۔۔

آپ آفس نہیں گئے کیا؟“ اسے یو نہی کبجول سے حلیہ میں بیٹھا دیکھ اسے ”
احساس ہوا۔۔ نظر گھما کر دیکھا تو رات کا اندھیرا تقریباً پھیل چکا تھا۔
نہیں۔۔ کافی تھکن ہو گئی تھی۔۔ بس اسی لئے۔۔ آپ اٹھ ”
جائیں۔۔ فریش ہو جائیں پھر میں ڈنر روم میں ہی منگوا لیتا ہوں۔۔“ مصطفیٰ
کی ریکوئسٹ کرنے پر عریشہ نے کھانا زائرہ کے ساتھ ہی کھالیا
تھا۔۔ مصطفیٰ بھی ساتھ دینے کے لئے بیٹھ گیا تھا۔ مگر اب اسکا ارادہ ثمرہ
کے ساتھ کھانا کھانے کا تھا۔۔ کیونکہ وہ صبح سے بھوکا سو رہی تھی۔۔
نہیں۔۔ ہم باہر ہی چل کر کھاتے ہیں۔۔“ وہ خود پر سے کمفرٹ اتارتی ”
پاؤں فرش پر رکھتی جانے اب بکھرے بالوں کا جوڑا بنا رہی تھی۔۔
آہم! آپ فریش ہو کر آجائیں۔ میں یہیں منگوا لیتا ہوں۔۔“ اس نے
نے نفی کی تو وہ دوپٹہ گلے میں ڈالتی خاموشی سے اٹھ گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے
ایک گہری سانس بھرتے روم انٹر کوم اٹھا کر ملازمہ کو کھانا روم میں لانے
کی تاکید کی تھی۔۔۔

وہ فریش ہو کر روم میں آئی تب تک مصطفیٰ کھانا روم میں منگوا چکا تھا۔ وہ صوفے پر بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا۔ جو کہنیوں سے آستین درست کرتی دھیرے سے قدم اٹھاتی نزدیک آئی تھی۔

بیٹھیں۔۔“ وہ اسے آتا دیکھ اب نرمی سے بولا۔۔ ثمرہ خاموشی سے بیٹھ ” گئی تھی۔۔ جس نے ہمیشہ کی طرح پہلے اسکی پلیٹ میں کھانا ڈالا تھا۔ اور پھر اپنے لیے نکالتا ساتھ ساتھ اسکی پلیٹ سے بھی لقمے اٹھا رہا تھا۔۔ کھانا بہت خاموشی سے کھایا گیا تھا۔۔ ثمرہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ جبکہ مصطفیٰ ڈیزرٹ پیالے میں نکالتا اس میں دو چمچہ لگا چکا تھا۔

ثمرہ۔۔“ اس نے پیالہ اسکی جانب بڑھایا۔۔“

مصطفیٰ میرا دل نہیں ہے۔۔“ اس نے بے چارگی سے کہا۔۔“

تھوڑا سا کھالیں۔۔ بہت مزے کا بنا ہوا ہے۔۔“ ایک چمچ بھر کر اسکے ”

منہ کی جانب بڑھایا تو وہ اسکا دل رکھنے کی خاطر تھوڑا سا کھانے لگی۔ اب

وہ اپنے ساتھ ساتھ اسی چچ سے اسکے منہ میں بھی ڈالتا جا رہا تھا۔۔۔ جو ہلکی پھلکی باتیں کرتا اسکا موڈ اچھا کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔ مگر وہ تو کسی اور ہی سوچوں میں گم بیٹھی تھی۔۔۔

مصطفیٰ میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔۔۔“ وہ جیسے کسی فیصلے پر پہنچی ”

تھی۔۔۔ اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔

کیسا فیصلہ؟“ وہ متفسر لہجے میں گویا ہوا۔۔۔“

میں اپنے گھر واپس جانا چاہتی ہوں۔۔۔ جب شارق کی ضمانت ہو گئی ہے ”
تو آنٹی کبھی بھی مجھے اپنے گھر میں برداشت نہیں کریں گی۔۔۔ اور میں نہیں

چاہتی کہ میری وجہ سے آپ کے اور آنٹی کے تعلقات خراب

ہوں۔۔۔“ نظریں جھکائے، دونوں ہتھیلیاں آپس میں مسلتی وہ بہت دقت

سے رندھے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔۔۔ مصطفیٰ کے چہرے پر چٹانوں سی

سختی در آئی تھی۔۔۔

کیا کہا آپ نے ثمرہ؟“ مصطفیٰ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔ سیاہ ”
آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ گئی تھیں۔۔۔ چہرے پر سختی در آئی تھی۔ یہ لڑکی
کتنی آسانی سے اسے چھوڑنے کی بات کر گئی تھی۔۔۔

مصطفیٰ یہی ہمارے حق میں۔۔۔“ مصطفیٰ کے بگڑے تیور دیکھ وہ لب ”
چباتی، اپنا جملہ مکمل کرتی اس سے قبل ہی مصطفیٰ ایک لمحے میں اسکا بازو جکڑ
کر قریب کر گیا۔۔۔ اپنے بے حد نزدیک مصطفیٰ کے عَصے سے بھرے
تاثرات دیکھ ثمرہ کو اپنے جان ہوا ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

محترمہ یہ نکاح ہوا ضرور آپ کی مرضی سے تھا۔۔ مگر اب نبھانا ہے یا ختم ”
 کرنا ہے اس کا فیصلہ میں کرونگا۔“ اسکی بیوہ قونی پر مصطفیٰ کا دماغ جھنجھٹا اٹھا
 تھا۔۔

مگر مصطفیٰ آنٹی۔۔۔۔۔“ اُس نے اُسکے بگڑے تاثرات دیکھ کتر کر جواز ”
 پیش کرنے کی کوشش کی۔۔

آنٹی کو سنبھالنے کے لئے آنٹی کا بیٹا مر تو نہیں گیا نا ثمرہ۔۔۔ ابھی میں ”
 زندہ ہوں۔۔ سنبھال لو نگا آپ کی آنٹی کو بھی۔۔ آپ اپنا ہی چھوٹا سا دماغ
 ذرا کم چلائیں تو ہی بہتر ہے۔۔۔“ مصطفیٰ دانت کچکچا کر غرایا تھا۔۔ وہ جب
 جب چاہتا تھا کہ اپنے اور ثمرہ کے اس عجیب و غریب سے رشتہ کو کوئی
 محبت بھرا اعزاز ہی بخش دے۔۔ تبھی وہ لڑکی کچھ انوکھا کر ڈالتی تھی۔

یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں مصطفیٰ۔۔۔ اللہ نے کرے آپ کو کچھ ”
 ہو۔۔۔“ ثمرہ اسکے لہجے کی کڑواہٹ پر خوف زدہ لہجے میں گویا ہوئی
 تھی۔۔۔ دل کی ڈھڑکنیں تیز ہوئیں تھیں۔۔۔

تو پھر آپ نے اس قدر احمقانہ بات کی کیسے؟“ اسکا غصہ ہنوز برقرار ”
 تھا۔۔۔

میں آپ کو کسی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتی۔“ وہ نظریں چرا کر شر مندہ ”
 سی گویا ہوئی۔۔۔

اوہ تو آپ نے کیا مجھے بے غیرت قسم کا مرد سمجھ کر رکھا ہے۔۔۔ جو مشکل ”
 وقت میں ماں کی خوشی کی خاطر، اپنی بیوی کو تنہا چھوڑ دوں گا۔“ مصطفیٰ کو

اسکا یہ تقاضہ کسی ہتھوڑے کی مانند دماغ پر لگا تھا۔۔۔ وہ چاہ کر بھی اپنے غصے پر قابو نہیں پاسکا تھا۔۔۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا مصطفیٰ!“ اس نے گڑ بڑا کر صفائی دینی چاہی۔۔۔“

تو پھر آپ کا مطلب کیا ہے ثمرہ؟“ وہ آنکھوں میں بے پناہ سرد مہری لیے غصے سے بولا تھا۔۔۔

کوئی مطلب نہیں ہے میرا۔۔۔ ہاتھ چھوڑیں میرا، اتنا سختی سے پکڑا“
 ہے۔۔۔ توڑیں گے کیا۔۔۔“ ثمرہ کو بھی غصہ آیا تھا، اور اپنا ہاتھ اسکی سخت گرفت سے ایک جھٹکے سے آزاد کراتی خفگی سے بولتی ذرا فصلے پر ہوئی
 ۔۔۔ اسکا جسم پہلے ہی درد کر رہا تھا اور اب مصطفیٰ کا رویہ اسکا دل کیا چیخ مار کر

رونا شروع کر دے۔۔۔ مصطفیٰ نے اس کے لہجے میں لاپرواہی محسوس کر سر ہاتھوں میں گراتے ایک سرد آہ خارج کی تھی۔۔۔۔

میرے خیال سے میں نے اس رشتے کو سمجھنے کے لئے آپ کو جتنا وقت ”دینا تھا وہ اب زیادہ ہو چکا ہے۔۔“ ثمرہ نے ہنوز لاپرواہی سے نظریں پھیرتے اسکی بات کو سنا ان سنا کر ناچا ہا تھا۔۔

یہ برتن کچن میں واپس رکھ کر آئیں۔۔ اور کسی ملازم سے کہہ کر میرے ”لئے ایک کافی منگوا دیں پلیز۔۔ آپ کی فضول گوئی نے میرا دماغ گھومادیا ہے۔۔ میں اسٹڈی میں اپنے افس کا کام کرنے جا رہا ہوں، اور خبردار جو کسی نے بھی مجھے ڈسٹرب کیا۔۔“ ثمرہ کے رویے پر اسے ایک بار پھر تپ چڑھی تھی۔۔ جبھی وہ خفگی سے کہتا سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر

اسٹڈی میں بند ہو گیا تھا۔ ثمرہ نے بھی نخوت سے سر جھٹکا تھا۔ جبکہ دماغ
آب نئے تانے بانے بننے میں مصروف تھا۔۔۔

الماس خالہ آنٹی کہاں ہیں؟“ ثمرہ نے کچن میں آتے الماس خالہ سے ”
استفسار کیا، جو سنک میں پڑے برتن دھور ہی تھیں۔۔

بیٹا وہ تو صبح سے کمرے میں ہیں۔۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے“
اب؟“ انہوں نے افسوس سے ثمرہ کا پھٹا ہوا ہونٹ دیکھا تھا۔۔

ٹھیک ہوں۔۔۔“ اس نے مسکرا نے کی ناکام سعی کی تھی۔“

بیٹا بیگم صاحبہ! صاحب کے زمانے سے بہت سو برا اور نفیس خاتون رہی۔۔۔
 ہیں۔۔۔ لڑائی جھگڑا کس بلا کا نام ہے یہ تو اس گھر کے فرد جانتے ہی
 نہیں، مصطفیٰ جیسے نفیس بیٹے کی تربیت زنیہ خاتون نے ہی کی
 ہے۔۔۔ لیکن جب سے چھوٹے صاحب اس دنیا سے گئے ہیں۔۔۔ بیگم
 صاحبہ کو معلوم نہیں کیا ہوا ہے۔۔۔ مجھے یاد ہے آج بھی وہ دن جب مصطفیٰ
 بابا نے پہلی بار آپ کے لئے اپنی پسند کا اظہار کیا تھا۔۔۔ وہ جلد از جلد آپ کو
 اپنی بہو بنانا چاہتی تھیں، مگر پھر پتہ نہیں کیا ہوا۔۔۔ مصطفیٰ بابا آسٹریلیا چلے
 گئے۔۔۔۔ پھر جب وہ وہاں سے واپس آئے پھر تو آپ کو سب پتہ ہی
 ہے۔۔۔ حالات کا تقاضہ ہے ورنہ بیگم صاحب ہر گز بھی دل کی بُری نہیں
 ہیں۔۔۔۔“ ثمرہ نگاہیں جھکائے خاموشی سے سن رہی تھی۔۔۔

آپ کسی کام سے آئی تھیں؟“ کچھ لمحے دونوں کے مابین خاموشی حائل
 رہی تھی۔۔۔

جی مصطفیٰ کے لئے کافی بنانی تھی۔۔۔“ دماغ میں یکدم جھماکا ہوا تھا کہ وہ ”
اپنے ناراض شوہر کو روم میں اکیلا چھوڑ آئی تھی۔۔۔

”میں بنا دوں؟“ انہوں نے پیشکش کی۔۔۔

”نہیں خالہ بہت شکریہ۔۔۔ میں بنا لوں گی۔۔۔ مصطفیٰ کو ویسے بھی میرے ”
ہاتھ کی کافی پینی تھی۔۔۔“ وہ دھیمی مسکراہٹ سے گویا ہوتی اب تیزی
سے ہاتھ چلاتی مصطفیٰ کے لئے کافی پھینٹ رہی تھی۔۔۔

چلیں بیٹا جی پھر آپ کافی بنائیں۔۔۔“ وہ بھی مسکراتی ہوئی اپنے کاموں ”
میں غرق ہو گئی تھیں۔۔۔ جب کہ ثمرہ کا دماغ مصطفیٰ میں ہی اٹکا ہوا تھا۔۔۔

آئی مس یو سوچ بھائی!، قصویٰ کتنی ہی دیر سے بھائی کے سینے سے لگی ”
بیٹھی تھی، جو آج صبح ضمانت پر گھر آیا تھا۔۔۔ اسے جیسے ہی علم ہوا تھا وہ
بھاگی بھاگی گھر واپس آئی تھی۔۔۔

ثمرہ کی کوئی خیر خبر لی آپ لوگوں نے؟“ وہ صبح سے کوئی دس مرتبہ ”
ایک ہی سوال دہرا چکا تھا۔

بیٹا جی تمہاری بہن کی کیا خیر خبر لی۔۔ اس نے اپنی مرضی سے نکاح کیا ”
ہے۔۔“ فرناز نے ذرا چڑ کر جواب دیا۔۔

آئی پلیز۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ آپ لوگوں نے مجبور کیا ہو گا۔۔۔“

شارق نے ذرا ناگواری سے باپ کی جانب دیکھا۔

ایگزیکٹو۔۔۔ اور سب غلطی ماما کی ہے بھائی۔۔۔ انہوں نے ثمرہ کو مجبور کیا۔

اور وہ احد مصطفیٰ اور اس کا خاندان اس کے ساتھ ملازماؤں جیسا سلوک کرتے ہیں۔۔۔ اور بابا؟؟ بابا نے تو ثمرہ سے اس نکاح کی وجہ تک پوچھنے کی بھی زحمت نہیں کی۔۔۔ خیر خبر لینا تو دور کی بات۔۔۔“ قصویٰ نے ماں کی گھورتی نگاہیں نظر انداز کر جھٹ بھائی کو شکایت لگائی تھی۔۔۔ جس نے لب بھینچ لئے تھے۔۔۔

بہت غلط کیا ہے آپ لوگوں نے۔۔۔“ اس نے تاسفی نظروں سے باپ کی

جانب دیکھا جو نگاہیں چرا گئے تھے۔۔۔

بس قصویٰ ہم کل ہی وکیل کے ساتھ احد مصطفیٰ کے گھر جائیں ”
 گے۔۔ میری بہن لاوارث نہیں ہے، کہ جس کا جو دل چاہے وہ کر
 گزرے۔۔“ شارق کو باپ کی جانب سے کی گئی یہ زیادتی ایک آنکھ نہیں
 بھائی تھی۔۔ وہ بھلے اس پر جتنا ہی غصہ کرتا تھا۔۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اس کی
 بہن اس سے کس قدر محبت کرتی تھی۔۔ اور یہ قربانی بھی اس نے صرف
 اسی کی وجہ سے دی ہوگی۔۔

مرضی ہے تمہاری، ویسے تمہاری بہن بہت خوش ہے وہاں۔۔ فضول ”
 میں ہی جاؤ گے۔۔ دیکھ لینا وہ واپس نہیں آئے گی۔۔ کیونکہ اس نے
 تمہاری آڑ میں اپنی سابقہ محبت کو حاصل کیا ہے۔۔“ وہ ایک بار پھر سے
 زہرا گلنے لگی تھیں۔۔

کیا آپ خاموش رہ سکتی ہیں؟“ شارق کو انکی باتیں حد سے زیادہ ناگوار“
گزر رہی تھیں۔۔

بھئی ہم تو خاموش ہی ہیں۔۔ تم دیکھ لو اپنا۔۔“ انہوں نے ناگوار لہجے میں“
کہتے سر جھٹکا۔۔ جبکہ جبران صاحب ہنوز خاموشی سادے ہوئے
تھے۔۔۔

بابا مجھے آپ سے یہ اُمید ہر گز نہیں تھی۔۔“ وہ ناراض لہجے میں بولتا“
اپنے روم میں چلا گیا تھا۔۔ قصویٰ بھی باپ کو ناراض نگاہوں سے دیکھتی
اپنے روم کی جانب چل دی تھی۔۔

ہماری تو ایک بھی اولاد ہماری سگی نہیں ہے۔۔۔“ فرناز نخوت بھرے“
لہجے میں جلے دل کے چھالے پھوڑتیں اپنے روم کی جانب چل دی

تھیں، جبکہ جبران کی موجودگی بالکل ایسی تھی گویا وہ وہاں موجود ہی نہ ہوں۔۔۔

ثمرہ کافی کاغذ لئے آہستہ سے قدم اٹھاتی اسٹڈی میں آئی تھی۔۔ جہاں مصطفیٰ چیئر پر بیٹھا سامنے رکھے لیپ ٹاپ پر بڑے انہماک سے اسکرین پر نظریں جمائے کام میں غرق تھا۔۔۔

مصطفیٰ آپ کی کافی!“ وہ اسکی موجودگی پہلے ہی محسوس کر چکا تھا، مگر پھر ”بھی نگاہ اٹھا کر دیکھنا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔ جبھی ثمرہ نے پکار کر توجہ اپنی جانب مبذول کرانی چاہی۔۔

ہمم! یہیں رکھ دیں۔۔“ اس نے ہنکارا بھرتے کہا۔۔ ثمرہ کچھ لمحے یو نہی”
کھڑی اسے دیکھتی رہی تھی۔۔

آپ کو سونا نہیں ہے۔۔ رات کافی ہو گئی ہے۔۔“ اس نے لب چباتے ”
ایک بار پھر مصطفیٰ کو اپنی جانب متوجہ کیا۔۔

کچھ دیر قبل میں نے کہا تھا کہ مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔۔“ اس بار ”
مصطفیٰ نے بھی لحاظ نہیں کیا تھا۔۔

تو میں آپ کو ڈسٹرب تھوڑی کر رہی ہوں۔۔ بس پوچھ رہی ”
ہوں۔۔“ ثمرہ کو اسکے تپے تپے تاثرات مزاح دے رہے تھے۔ جبھی وہ
ذرا شرارتی لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔

نہیں۔۔ مجھے نیند نہیں آرہی۔۔ آپ جا کر سو جائیں۔۔ اور پلیز میرے ”
سر پر نہ سوار رہیں۔۔“ مصطفیٰ نے دانت کچکچا کر کہتے کافی کا ایک سپ لیا
تھا۔۔ جو کھولتے اعصابوں کو پر سکون کر گئی تھی۔۔

میں کیا کہہ رہی تھی۔۔“ وہ اسے یو نہی لا پر اوہ دیکھ، بات کو تول دیتی ”
گھوم کر اسکی چٹیر کے پیچھے آکھڑی ہوئی تھی۔۔۔ مصطفیٰ سیدھا ہو گیا
تھا۔۔۔ جواب کندھوں پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔۔

جی فرمائیے اب کونسی نئی خرافات آئی ہے آپ کے زہن ”
میں۔۔“ اس نے جیسے خود کو اسکی فضول گوئی سننے کے لئے تیار کیا تھا۔۔

پہلے آپ بہت کول مائنڈ ڈبندے تھے۔۔ مگر اب آپ بہت زیادہ روڈ اور ”
نک چڑے ہو گئے ہیں۔۔ ہر وقت غصے میں ہی رہتے ہیں۔۔“ ذرا جھک کر

کان میں سرگوشیانہ مسکراتے لہجے میں بولتی وہ مصطفیٰ کو بھی مسکراتے پر
مجبور کر گئی تھی۔۔ جو اُسکی اپنے عقب میں موجودگی محسوس کر پہلے ہی
لیپ ٹاپ لڈ گراچکا تھا۔۔

مگر مجھ جیسے کول مائنڈ ڈبندے کو بھی آپ اپنی باتوں سے غصے سے لال ”
بھبھو کا ہونے پر مجبور کر دیتی ہیں۔۔“ وہ رخ پھیرتا، اسکا داہنا ہاتھ پکڑ کر
اپنے سامنے لایا تھا۔۔ جو مسکراہٹ ضبط کر رہی تھی۔۔

وہ یاد ہیں آپ کو مصطفیٰ۔۔ کمپنی میں ایک مسٹر اشفاق صاحب ”
تھے۔۔ ایجڈ سے۔۔“ اس نے تمہید باندھی، مصطفیٰ نے ذرا نا سمجھی سے
دیکھ اثبات میں سر ہلایا۔۔

وہ کہتے تھے ناکہ بیوی کا غصہ تو اچھے اچھوں کا دماغ گھما بھی دیتا ہے۔ اور ”
 سر پھروں کو راہ راست پر بھی لے آتا ہے۔۔۔۔۔ تو بس آپ کمر کس لیں،
 اب آپ بھی آہستہ آہستہ عادی ہو ہی جائیں گے۔۔۔“ وہ اپنی بات کہتی
 ، خود ہی لطف اندوز ہوتی، قہقہہ لگا کر ہنسی تھی۔ مصطفیٰ نے بھی مسکراہٹ
 دباتے ذرا خشمگین نظروں سے گھورا تھا۔۔

اچھا اب مجھے گھوریں نہیں۔۔۔ اپنا کام کریں۔۔۔ میں جا رہی ہوں ”
 سونے۔۔۔“ وہ مزے سے بولتی اب پلٹنے لگی تھی۔ جبھی مصطفیٰ نے اسکی
 کلائی پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا۔ اور وہ سیدھی اسکے حصار میں آگری تھی

--

مصطفیٰ!، وہ اس اچانک افتاد پر ایک لمحے کو سٹیٹا کر اسے فاصلہ قائم کرنے ”
لگی، جو آنکھوں میں معنی خیز سی چمک لئے اسکے گھبرائے چہرے کو بڑی
دلچسپی سے نہار رہا تھا۔

جی جان مصطفیٰ!، اس طرزِ تخاطب پر ثمرہ مزاحمت ترک کرتی اسے ”
ہو نقوں کی مانند تگنے لگی تھی۔ منہ ذرا کھلا ہوا تھا۔ آنکھوں میں بے یقینی
تھی۔

منہ تو بند کر لیں یار، اب ایسا بھی کیا کہہ دیا میں نے۔ ”اس کے اس“
قدر عجیب ریکشن پر وہ خفا ہوا۔ پہلے ثمرہ کتنی ہی دیر تک اسٹل یو نہی اسکے
حصار میں بیٹھی رہی تھی۔ پھر یکدم ہی قہقہہ لگا کر ہنس پڑی تھی۔

نہیں۔۔ نہیں۔۔ آپ جیسے گریس فل بندے کے منہ سے یہ والے ”
الفاظ بالکل اچھے نہیں لگ رہے مصطفیٰ۔۔ یہ تھوڑا چپ ہو گیا۔۔“ وہ
مسکراہٹ دباتی شرارتی لب و لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔

وہاٹ؟؟؟ ثمرہ آپ اتنی مضحکہ خیز باتیں کہاں سے لاتی ہیں؟ بیوی کو ” ”
جان کہنا کب سے چپ ہو گیا؟“ مصطفیٰ تو اسکی عجیب و غریب سی منطق پر
حیرت کی زیادتی سے گنگ کتنی ہی دیر کچھ بول ہی نہیں سکا تھا۔۔

نہیں نہیں۔۔۔ آپ اگر مجھے بیگم کال کریں گے تو یہ زیادہ مناسب ”
رہے گا بانسبت جان، شان کے۔۔“ ثمرہ نے ذرا ناک چڑھا کر حل پیش
کیا۔۔ مصطفیٰ نے ایک گہری تاسفی سانس کھینچی تھی۔۔ اس کے نصیب
میں یہی اکلوتا انوکھا پیس رہ گیا تھا۔۔

عموماً لوگوں کی بیگمات خوشی سے نہال نہال ہو جاتی ہیں، جب ان کے ”
 شوہر نامدار اس قدر والہانہ انداز میں بیوی کو محبت بھرے ناموں سے
 پکارتے ہیں۔۔“ اس کے گرد گھیرا تنگ کرتے ذرا جتنا تے لہجے میں کہا
 تھا۔۔ جس کی آج آنکھوں کے ساتھ ساتھ لب بھی مسکرا رہے تھے۔۔ جو
 کچھ دیر قبل والی ثمرہ سے یکسر مختلف لگ رہی تھی۔۔

تو وہ لوگوں کی بیگمات ہوتیں ہیں نامسٹر احد مصطفیٰ، اور میں مسز احد ”
 مصطفیٰ ہوں، کچھ تو انوکھا چلتا ہے ہم پر۔۔“ اب وہ لاڈ سے بانہیں گلے میں
 ڈالتی مصطفیٰ کو جھٹکے پر جھٹکے دیتی حیران کر رہی تھی۔۔ اسے ثمرہ کی جانب
 سے ایسی کسی بھی پیش قدمی کی ہر گز بھی کوئی توقع نہیں تھی۔۔

خیر تو ہے مسز مصطفیٰ! آج تو لگ رہا ہے آپ نے ہمیں حیران کرنے کی ”
 قسم کھا رکھی ہے۔۔“ اس حسن آرا کا چہرہ قریب کئے گلابی رُخسار پر ہولے

سے اپنی محبت کے خوبصورت رنگ بکھیرتا وہ اسے سُرخ کر گیا تھا، سارا
اعتماد پل میں ہوا ہوتا محسوس ہوا تھا۔

میں۔۔۔ وہ میں کہہ رہی تھی مصطفیٰ۔۔ کیا میں بھی آپ کا آفس جوائن ”
کر لوں۔۔“ مصطفیٰ کی توجہ بھٹکانے کے لئے وہ اچانک ہی انتہائی غیر متوقع
بات کر گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے ذرا سے فاصلے پر ہوتے چہرہ پیچھے کو جھکائے
اچنبھے سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔ جواسکے لمس پر سُرخ پڑ گئی تھی۔۔

آفس؟؟ مگر وہاں آپ کا کیا کام؟“ مصطفیٰ نے نا سمجھی سے دیکھا۔ جبکہ وہ ”
بڑی چالاکی سے اسکے حصار سے نکلتی فاصلے سے کھڑی ہو گئی تھی۔۔ مصطفیٰ
نے اسکی تیزی پر بھنویں اٹھائیں۔۔

میں گھر میں بور ہوتی رہتی ہوں۔۔ پھر آنٹی کو بھی میرا وجود گوارہ ”
 نہیں۔۔ آپ مجھے واپس جانے نہیں دیں گے۔۔ میرا مطلب ہے میں خود
 بھی آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں مصطفیٰ، وہ تو بس ویسے ہی کہہ دیا
 تھا۔۔ خیر تو میں نے ان تمام مسلوں کا ایک ہی حل نکالا ہے کہ میں مسٹر
 احد مصطفیٰ کی پی اے بن جاؤں۔۔ کیا خیال ہے۔۔“ روانگی میں بولتے اپنی
 زبان پھسل جانے پر مصطفیٰ کی گھورتی نگاہوں پر جھٹ سے اسٹیٹمنٹ بدلتی
 وہ جواز پیش کرنے لگی تو مصطفیٰ نے بھی سنجیدگی سے اس کے مشورے کے
 بارے میں سوچا تھا۔۔

اچھا آئیڈیا ہے نا؟“ گردن ذرا تر چھی کر جا نچتی نگاہوں سے دیکھتے، اس کا
 ریکشن جاننا چاہا تھا

پتہ نہیں یہ کون لوگ ہوتے ہیں، جو بیویوں کی موجودگی میں کاروباری معاملات خوش اسلوبی سے نبھالیتے ہیں۔ مگر میں سوچ رہا ہوں کہ اگر آپ میرے آفس میں، میری ہی پی اے بن کر ہر وقت میرے سر اور حواسوں پر سوار رہیں گی تو میں بزنس میں دلچسپی کیسے لے سکوں گا۔“ وہ اسکی اس ادا پر ایک بار پھر اسکا ہاتھ تھام کر اپنے حصار میں لیتا اُلفت بھری نگاہوں سے اسکا حسین ذرا اثر مایا شرمایا سا چہرہ تکتا سوالیہ انداز میں گویا ہوا تھا۔ جس نے اپنی خفت چھپانے کو ذرا ناراضگی سے گھوار تھا۔

میں کل سے جوائن کر رہی ہوں بس بات ختم۔۔۔“ اس نے مصطفیٰ کی ”زو معنی نظروں سے خائف ہوتے حتمی انداز میں فیصلہ سنایا تھا۔

اوکے بوس۔۔ اب زوجہ کا حکم تو حرف آخر ہوتا ہے نا پھر۔۔۔“ اسے ”اپنے حصار میں لئے نشست چھوڑ کر کھڑا ہوتا وہ محظوظ کن لہجے میں بولتا

اسٹڈی کی لائٹس آف کرتاروم میں آیا تھا۔ کیونکہ اب کام میں تو دل خاک ہی لگنا تھا۔

مصطفیٰ آپ کی کافی! "ثمرہ نے ایک بار پھر توجہ دلائی۔"

جب خوش گفتار بیوی پاس ہو تو خود کو پر سکون کرنے کے لئے ایسی کسی "کڑوی کافی کے سہارے کی ضرورت نہیں رہتی۔۔" وہ محبت بھرے لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔

ویسے میں ایک بات اور سوچ رہی تھی۔۔ آپ کی سیکریٹری زیادہ "خوبصورت ہے، تو میں اسکی جاب لے لیتی ہوں۔۔" وہ بیڈ پر بیٹھتی، مصطفیٰ کو موبائل سائلیٹ پر لگاتا دیکھ مزید کچھ بولنے کے چکر میں تھی۔۔

آفس کی باتیں اب آفس میں ہی سوچئیے گا مسز۔۔ ابھی صرف آپ اپنی ”
فیمیلی کا سوچیں۔۔“ وہ ایک کمانڈر پر کمرے کی روشنی گلہ کرنے کے ساتھ
ساتھ نائٹ بلب کی روشنی میں اسکے دکتے سر اُپے کو اپنے حصار میں لیتا
گھبیر لہجے میں بولا تھا۔۔

کو نسی فیمیلی؟“ وہ حیران در حیران ہوئی۔۔“

ہماری فیمیلی۔۔۔“ وہ ثمرہ کے انجان تاثرات سے حظ اُٹھاتا، مسکراہٹ ”
ضبط کرتا، اپنی محبت کے حصار میں قید کر گیا تھا۔۔۔

بادلوں سے مبرہ آکاش پر پڑتی صبح کی پہلی کرن نے ہر سوروشنی سی بکھیر دی تھی۔ ابھی کچھ دیر قبل ہی فجر کی اذان ہوئی تھی۔ صبح صبح ماحول میں چرند و پرند کی چہچہاہٹ گونج رہی تھی۔ چرند پرند، انسان جاندار دنیا کی ہر جاندار شے حرکت میں آتی رب تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد اپنی اپنی زندگی کے کاموں میں مصروف ہو گئی تھی۔۔۔

ثمرہ شاور لینے کے بعد فجر کی نماز ادا کرتی لان میں آگئی تھی۔ پیڑ پودے ساری رات بھر اُس گرنے کے باعث بھگے ہوئے تھے۔ نئی کلیاں کھل کر خوبصورت خوشبودار پھولوں میں تبدیل ہو گئی تھیں۔ موسم سرما کا آغاز تھا، جسم کو لگتی ٹھنڈی ہوائیں تھر تھرائے دے رہی تھیں۔ ثمرہ کی طبیعت پر خوشگواہی سی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے اور مصطفیٰ نے ساتھ ہی امامت میں نماز ادا کی تھی۔۔۔ مصطفیٰ کی دعا ذرا لمبی ہو گئی تھی، جبکہ ثمرہ لان میں چہل قدمی کرتی مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔۔ جبھی اپنے پیچھے کسی کی

موجودگی کا احساس ہوا تھا۔۔۔ اور ساتھ ہی کسی نے گرم شال اس کے کندھوں پر ڈالی تھی۔۔۔

سردی ہو رہی ہے۔۔۔ آپ صبح صبح پیڑپودوں میں آگئی ہیں۔۔۔ بیمار ہونے کا ارادہ ہے کیا؟“ عقب سے اس پر حصار قائم کرتا، وہ اسکے نم بالوں میں ایک گہری سانس بھرتا فکر مند لہجے میں گویا ہوا تھا۔ اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔

میرا تو بیمار ہونے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔۔ اور ویسے بھی میرا خیال“ کرنے کے لئے آپ ہیں نا۔۔۔“ وہ یونہی چاہت و محبت سے لبریز پرسوں لہجے میں بولتی اسکی جانب رخ پلٹ چکی تھی۔۔۔ جو سفید رنگ شلوار سوٹ میں ملبوس، گھنے بالوں کو پیچھے کو سیٹ کئے، جاذب نظر اور ہمیشہ کی طرح ڈیشنک لگ رہا تھا۔۔۔

اچھا یہ بات ہے؟“ اس کے چہرے پر بکھرے شرم و حیا کے خوبصورت ”
 رنگ اسے بارہا بہکنے پر مجبور کر رہے تھے، مگر وہ خود پر ضبط کے کڑے
 پہرے بیٹھائے، آئی بڑواٹھا کر استفسار یہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔

جی! ویسے آپ تو کہہ رہے تھے میں اپنی نیند پوری کرونگا؟“ اس نے ذرا ”
 خفگی سے دیکھا تھا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ وہ اب اپنی نیند پوری
 کرے گا۔۔۔ تین چار راتوں سے وہ ویسے ہی سو نہیں سکا تھا۔۔۔

اہم! مگر پھر میں نے سوچا صبح صبح کا یہ حسین نظارہ ہر گز بھی مس نہیں ”
 کرنا چاہیے۔۔۔“ اس کے چہرے پر انگلیاں کرتی شرارتی سی لٹ کوکان
 کے پیچھے اڑتا وہ مسحور کن لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔ ثمرہ دھیرے سے
 مسکرائی تھی۔۔۔

تو اب سونے کا ارادہ ہے یا نہیں؟“ اس کے گرد حصار قائم کرتی سینے پر ”
محبت سے سر رکھتی وہ سوالیہ انداز میں گویا ہوئی تھی۔

آہاں! ہماری نیندیں اڑا کر آپ نیند کا پتہ پوچھتی ہیں۔۔ اب بھلا نیند کس ”
کم بخت کو آنی ہے مسز۔۔۔“ اس کے بالوں سے اپنا چہرہ سہلاتا وہ معنی
خیزی سے بولا تھا، تو ثمرہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

یعنی آج، جم اور جاگنگ دونوں کینسل۔۔۔“ اس نے لب دانتوں تلے ”
دبائے ذر شرارتی لہجے میں دریافت کیا تھا۔

اہم! صحت پر نوکیر و مائز!“ خود کو شرارت سے دیکھتی ثمرہ کو دیکھتا وہ ”
ذرا اترا کر بولا تو وہ قہقہہ لگا گئی۔۔۔

لیکن اب مجھے تو بہت زور کی نیند آرہی ہیں۔۔ چلیں روم میں چلتے ”
 ہیں۔۔ بلکہ آپ جاگنگ پر جائیں۔۔ میں سونے جا رہی ہوں۔۔“ وہ ہنوز
 شرارت کے موڈ میں تھی۔۔ مصطفیٰ نے ذرا خفگی سے گھورا تھا۔۔

چلیں پھر ساتھ میں نیندیں پوری کرتے ہیں نامسز۔۔ اکیلے کا کیا ”
 مزاح۔۔“ وہ آنکھ دبا کر ذرا شرارت سے بولا تو وہ خائف نظروں سے
 گھورتی اسکے سینے پر بازو جڑتی اب وہ اسکے حصار میں ہی چہل قدمی کرنے لگی
 تھی۔۔ جیہی اپنے کمرے میں ونڈو پر آتی زنیہ بیٹے کو ثمرہ کے نزدیک دیکھ
 پردے برابر کرتیں پلٹ گئیں تھیں۔۔ جبکہ وہ دونوں اس نئی شروعات پر
 خوش اور مطمئن آئندہ بہاروں کو خیر مقدم کر رہے تھے۔۔۔

آج مجتبیٰ کا دن حد سے زیادہ مصروف ہونے والا تھا۔ وہ ناشتے سے فارغ ہوتا ہی تیزی سے سب کچھ مینج کر رہا تھا۔ آج آئزل کی رخصتی تھی بلا آخر وہ رخصت ہو کر اپنے سسرال جا رہی تھی۔ ایسے میں وہ اکیلا تنہا بھائی، کیا کچھ کرتا، سب رشتہ دار شام کو ہال آنے کا وعدہ کرتے سرے سے ہی غائب ہو گئے تھے۔ ایسے میں ان دونوں بہن بھائیوں نے بھی کسی سے کوئی شکوہ نہیں کیا تھا۔۔۔ مجتبیٰ کی مصروفیت کا خیال کرتے ہوئے اہان نے آئزل کو پالر چھوڑنے اور پک کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی تھی کیونکہ گھر میں تو سینکڑوں ملازمین تھے مگر وہ بچا رہا اکیلا ہی تھا۔۔۔

مجتبیٰ! ”وہ مہندی لگے ہاتھوں سے بھائی کے لئے ناشتہ تیار کر رہی“ تھی۔۔۔ آج بار بار آنکھیں بھر کر آرہی تھیں۔۔۔ یہاں سے رخصت ہونے کے خیال نے ہی جان نکال لی تھی۔۔۔

ہاں آئزل آرہا ہوں یار!“ وہ اس وقت الیکٹریشن بنا بورڈ میں گھسا ہوا“
تھا۔ جی بھی آئزل کی پکار پر ہمیشہ کی طرح جھنجھلایا تھا۔

آ جاؤ۔۔ آج اور برداشت کر لو میری آواز۔۔ کل جب صبح صبح میں یہاں“
نہیں ہونگی نا تو پھر تمہیں بہن کی قدر آئے گی۔۔۔“ وہ ذرا روٹھے سے لہجے
خفگی سے بولی تو اسکی آواز میں نمی محسوس کر سب کام دھرے کے دھرے
چھوڑ جلدی سے کچن کی جانب بھاگا تھا۔

آ رہا تھا یار۔۔ اور ناشتہ تو اب میں روز صبح تمہارے سسرال میں ہی“
کرونگا۔“ وہ اس کا موڈ اچھا کرنے کی غرض سے بولا تھا۔

ہاں تم وہاں آہی نہ جانا۔۔۔ ابا کیا کہتے تھے بہن بیٹی کے گھر کا تو پانی بھی ”
حرام ہوتا ہے۔۔۔“ وہ ابا کی پرانی سوچ یاد کر ذرا جتا کر بولی تھی۔۔۔ کیونکہ
اسکا بھائی بھی اسی سوچ کا مالک تھا۔۔۔

پانی حرام ہے نا تم مجھے کو لڈ ڈرنک یا کافی پیش کر دیا کرنا۔۔۔“ وہ ذرا ”
شرارت سے بولا تو وہ سر جھٹک کر ہنس دی۔۔۔

اچھا ہاتھ تو دھولو۔۔۔ ہر وقت میکنک بنے گھومتے ہو۔۔۔“ وہ اس کے کالے ”
پیلے ہاتھ دیکھ ٹو کے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔۔۔

اچھا نہ دھور ہا ہوں یا۔۔۔ ہر بات میں ناراض کیوں ہو رہی ہو۔۔۔ اور ”
مت بھولو تم دلہن ہو۔۔۔ یہ کچن میں بھی کیوں آگئیں۔۔۔ میں بنادیتانا

ناشتہ۔۔“ وہ سینک میں ہاتھ دھوتا بہن کے لئے ایک سلائس پر مکھن لگاتا
محبت سے بولا تھا۔۔

پہلے ہی اتنا سب کر رہے ہو اور کیا کرتے۔۔“ وہ افسردہ ہوئی۔۔”

بہن یہ سب بھائی کرتے ہیں۔ کچھ نیا نہیں کر رہا میں۔۔“ اس نے خفگی سے
گھورا۔۔

اچھا۔۔۔ مجتبیٰ پلیز مجھے بتا دو تم نے شادی اور جہیز کے لئے اتنی ساری
رقم کا بندوبست کہاں سے کیا تھا؟“ وہ ایک بار پھر فکر مند انہ لہجے میں
سوالیہ گویا ہوئی۔۔

بس ہو ہی گیا تھا یار۔۔۔۔ بار بار سوال نہ کرو۔۔، تم بس خوش ”
 رہو۔۔“ وہ اسے اپنے ہاتھ سے ناشتہ کراتا ہمیشہ کی طرح بات ہوا میں اڑا گیا
 تھا۔۔

نہیں بتاؤ گے نا۔۔“ وہ خفا ہوئی تو وہ ہولے سے مسکراتا نفی میں سر ہلا ”
 گیا، وہ منہ بنا گئی

اچھا اپنے ایکسپریشنز تو اچھے رکھو۔۔۔۔ رات میں دلہن بننا ہے تم ”
 نے۔۔ بالکل بھی اچھی نہیں لگو گی۔۔۔“ اس نے محبت سے کہا تو وہ جو کب
 سے اپنے آنسوؤں پر ضبط کر رہی تھی۔ یکدم بھائی کے کندھے سے لگتی
 سسکیوں سے رو پڑی تھی۔۔ بہن کی جدائی پر روتو وہ بھی رہا تھا۔۔ دل تو اسکا
 بھی اُداس ہو گیا تھا۔۔ مگر کیا کرتا بہن کی ذمہ داری سے ایک نہ ایک دن تو
 سبکدوش ہونا ہی تھا۔۔۔۔

اچھا بس چپ ہو جاؤ ورنہ رات کو چہرے پر گلو نہیں آئیگا۔ پھر وہ اہان ”
 میری جان کا عزاب بن جائے گا کہ میں نے اسکی بیوی سے کچن میں کام کرا
 کر اسکے حسن کا بیڑہ غرق کر دیا۔“ آئزل ان دونوں کی اس قدر گہری
 دوستی اور اس قسم کی گفتگو میں ہمیشہ کی طرح خود کو آن فٹ محسوس کرتی
 شرمندہ سی ہوتی تھی۔ جو بھی تھا اگر وہ شوہر تھا تو وہ بھائی تھا ہمیشہ حیا
 آڑے آجاتی تھی۔۔۔

چلو شاباش جلدی سے تیاری پکڑو۔ ایک بجے تک اہان آجائے گا تمہیں ”
 پک کرنے۔۔ وہ پالر چھوڑ دے گا۔ جب تک میں ذرا ہال کا چکر لگا
 لونگا۔ سب انتظامات ٹھیک ٹھاک ہیں نا۔“ وہ اسے ایک بار پھر
 اموشنل ہوتا دیکھ، تیزی سے بولتا اسے خود سے جدا کر گیا۔

آج مصطفیٰ کا آفس جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔ وہ گھر ہی تھا۔۔۔ ناشتہ کے بعد وہ روم میں واپس آ گیا تھا۔۔۔ عریضہ آفس جا چکی تھی۔۔۔ وہ لیپ ٹاپ گود میں لئے بیٹھا کچھ امپورٹنٹ کام کرنے میں مصروف تھا۔۔۔ ثمرہ کمرے میں موجود ٹیبل پر کاغذ قلم رکھے، خود فرش پر بچھے قالین پر بیٹھی پیپر پر کچھ ڈرا کرنے میں مگن تھی۔۔۔ وہ دونوں ہی بڑے انہماک سے اپنے اپنے کاموں میں غرق تھے جبھی باہر سے اچانک چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دی تھیں۔۔۔ مصطفیٰ کے ساتھ ساتھ ثمرہ بھی بری طرح سے چونکی تھی۔۔۔ کیونکہ یہ آواز اسکے بھائی کی تھی۔ وہ مسلسل اُسے پکار رہا تھا۔۔۔ دل کو بُری طرح سے دھڑکا سا لگا تھا۔۔۔ مصطفیٰ ایک نظر ثمرہ کے فق پڑتے چہرے پر ڈالتا لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتا تیزی سے باہر کی جانب

بڑھا تھا۔ معاً خود کو بمشکل سنبھالتی ثمرہ بھی کانپتے قدموں سے بھائی کے
تعاقب میں بڑھی تھی۔۔۔۔

لڑکے تم کس کی اجازت سے اس گھر میں داخل ہوئے ہو؟ زنیہ جولان ”
میں کھڑی مالی کو کچھ ہدایات کر رہی تھیں، کہ ملازم کی وکیل صاحب آئے
ہیں کی اطلاع دینے پر انہیں گھر میں آنے کی اجازت دیتیں انکی طرف قدم
اٹھا ہی رہی تھیں کہ ساتھ ہی ثمرہ کے بھائی کو دیکھ وہ غصہ ہوئیں
تھیں۔۔ جو انکی بات نظر انداز کرتا سیدھا دندا تا ہوا گھر میں داخل ہوا تھا۔

ثمرہ۔۔ ”وہ بلند آواز میں چنگھاڑا تھا۔۔“

آواز نیچی رکھو لڑکے۔۔“ زنیرہ نے اسے باز رکھنا چاہا۔۔“

کہاں ہے میری بہن بلائیں اسے۔۔ اور اپنے بزدل بیٹے کو بھی۔۔ جو”
مردوں کی لڑائی میں کمزور عورت کو مہرہ بناتا ہے۔۔“ وہ حد سے زیادہ
بد تمیزی سے گویا ہوا تھا۔۔ وکیل جو ساتھ آیا تھا اسے یوں بد معاشی کرتا
دیکھ خود بھی بوکھلایا تھا۔۔ کیونکہ وہ شاید بھول چکا تھا، کہ وہ اب تک اس
کیس سے پوری طرح سے بری الزامہ نہیں ہوا تھا بلکہ ضمانت پر باہر تھا۔۔

کون ہے ماں۔۔“ سیڑھیوں سے اترتے مصطفیٰ کی سخت آواز پر وہ سیدھا
ہوا تھا۔۔ نظر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں وہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس ماتھے
پر سینکڑوں بل سجائے، درشت لہجے میں استفسار کرتا قریب آ رہا تھا۔۔

مصطفیٰ بیٹا۔۔ دیکھو اس لڑکے کو زبردستی گھر میں گھس آیا ہے۔۔ اور ”
الٹا بد معاشی بھی کر رہا ہے۔۔“ زنیرہ نے بیٹے کو دیکھ جھٹاسکی جانب
قدم اٹھائے۔۔

میری بہن کہاں ہے بلاؤ اسے۔۔“ وہ مصطفیٰ کو دیکھ غرایا۔۔

آواز نیچی کر کہ بات کرو۔۔ اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس گھر کی دہلیز پار
کرنے کی۔۔ وکیل صاحب آپ کس کی اجازت سے ان محترم کو اس گھر
میں لائیں ہیں۔۔“ خود پر ضبط کرتا وہ بوکھلائے ہوئے وکیل سے مخاطب ہو
ا۔۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہارے گھر آنے کا۔۔ میری بہن کو بلاؤ ”
بز دل انسان۔۔ مردوں کی لڑائی میں عورت کو استعمال کرتے ہو شرم

نہیں آتی۔۔“ وہ انتہائی بد تہذیبی سے گویا ہوا تھا۔ جبھی عقب میں اسے
فق چہرہ لئے ثمرہ اپنی جانب بڑھتی دکھائی دی تھی۔۔

ثمرہ۔۔۔ بھائی کی جان۔۔ یہاں آئیں میرے پاس۔۔“ اس نے جھٹ ”
محبت بھرے لہجے میں دیکھ پکارا۔۔

ثمرہ۔۔ بیڈ روم میں واپس جائیں۔۔، مصطفیٰ نے شارق کی آنکھوں میں ”
آنکھیں گاڑ کر کھڑے تیز لہجے میں حکم صادر کیا تھا۔ ثمرہ کے قدموں کو
بریک لگی تھی۔۔

ثمرہ یہاں آؤ۔۔ میں لینے آیا ہوں تمہیں۔ اس شخص سے ڈرنے ”
گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے میرا بچہ۔۔ بھائی کے پاس آؤ۔۔“ وہ ثمرہ کا

خوف زدہ چہرہ دیکھ بچکار نے والے لہجے میں بولا، مصطفیٰ استہزائیہ مسکرایا تھا۔

تمہاری بہن تھی۔۔ اب میری بیوی ہے۔۔ اور خبردار جو اسکا نام اپنی ” قاتلہ زبان سے لیا تو۔۔“ مصطفیٰ ناگواری سے غرایا۔

مصطفیٰ تم ان دنوں بہن بھائیوں کو میرے گھرے س نکالتے کیوں نہیں ” ہو۔۔ دفعہ کردوان دونوں کو یہاں سے۔۔“ ز نیر دونوں کو الجھتے دیکھ مصطفیٰ پر غصہ ہوئیں۔۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے بی بی۔۔۔ میں یہاں صرف اپنی بہن کو ” لینے آیا ہوں۔۔“ وہ نخوت بھرے لہجے میں بولا۔۔ مصطفیٰ کی پیشانی پر

سینکڑوں بل سمٹ آئے تھے۔۔ غصے سے آنکھیں لال انگارا ہوئیں
تھیں۔۔۔

تمیز سے بات کرو میری ماں سے۔۔، مصطفیٰ اسکے لہجے میں موجود ”
حقارت پر غصہ ہوا۔۔ ثمرہ نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا تھا۔

اوہ چپ کرو۔۔ ثمرہ۔۔ یہاں آؤ بچے۔۔“ وہ ایک بار پھر بہن کی جانب ”
قدم اٹھاتا پکارنے لگا۔

ثمرہ احد مصطفیٰ ملک میں نے کہا اپنے روم میں جائیں آپ۔۔“ وہ اس ”
قدر شدت سے دھاڑا تھا کہ مصطفیٰ پیس کے در و دیوار تک ہل گئے
تھے، ثمرہ کو اپنی سانسیں تھمتی محسوس ہوئیں تھیں۔۔۔۔

تم میری بہن پر اپنا رعب نہیں جما سکتے احد مصطفیٰ!“ وہ دونوں مدے“
مقابل آگئے تھے۔۔

کیوں؟ کیوں نہیں جما سکتا؟ ہاں؟“ وہ خونخوار نظروں سے گھور رہا“
تھا۔۔ جبکہ ثمرہ کے پاؤں تو گویا زمین نے جکڑ لئے تھے۔۔

کیونکہ وہ میری بہن ہے کوئی خون بہا نہیں۔۔“ وہ شدت سے“
دھاڑا، زنیرہ نے دھل کر سینے پر ہاتھ رکھا۔۔

دیکھیں آپ دونوں فریق بیٹھ کر معاملے کو سلجھالیں، مصطفیٰ صاحب“
آپ کے بھائی کا خون ہوا ہے عدالت میں کیس چل رہا ہے مگر اس طرح
شارق صاحب کی بہن کو زبردستی اپنے گھر میں رکھنا درست نہیں
ہے۔۔“ اس بار وکیل میدان میں کودا تھا۔۔

تم سے کس نے کہا کہ وہ لڑکی شارق علوی کی بہن ہے؟“ اس بار وہ وکیل
پر غرایا تھا، اور وکیل اپنی جگہ جزبہ سا خاموش ہو گیا۔ مصطفیٰ کے سامنے منہ
کھولنے کی ہمت تو ویسے ہی نہیں تھی۔۔

وہ۔۔۔

بیوی ہیں میری۔۔ نکاح میں ہیں میرے۔۔ شارق علوی کی بہن تھیں۔۔
مگر اب اس گھر کی بہو، اس گھر کی عزت ہیں سمجھ آئی۔۔ اور اگر کسی نے
اس گھر کی عزت کو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی ہمت کی تو یہیں زندہ دفن
کر دوں گا۔ یاد رکھنا میری بات۔۔۔“ شارق کے سرخ چہرے پر نظریں
گاڑتا وہ انتہائی درشت لہجے میں دھاڑا تھا۔ شارق نے ایک قہر برساتی نگاہ
ثمرہ پر ڈالی تھی، جو ہنوز سیڑھیوں پر جمی بیٹھی تھی۔۔
یہ اور اسکی ماں مارتے ہیں نا تمہیں ثمرہ۔۔۔ ظلم کرتے ہیں تم پر۔۔ چلو۔۔
میرے ساتھ۔۔ عدالت میں گواہی دینا اس بزدل شخص کے

خلاف۔۔ تمہارا بھائی ابھی زندہ ہے تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔“ وہ مزید چبھتے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔۔

اوہ بے غیرت بھائی۔۔ جواب زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکے گا پھر،”
تمہاری بہن کو احد مصطفیٰ کے عتاب سے کون بچائے گا شارق علوی۔۔“ وہ
استہزائیہ مسکرایا تھا۔ شارق کی سُرخ رنگت اس کے لفظوں کی حقارت پر
مزید سرخ ہوئی تھی۔۔

ثمرہ چلو میرے ساتھ۔۔“ اس نے قدم بڑھانے چاہئے، جبھی مصطفیٰ”
اسے گریبان سے پکڑ کر عین راستے میں روک گیا۔۔ ثمرہ جو اوپر سے کھڑی
یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ ایک لمحے کو وہ گھبرائی۔۔

مصطفیٰ پلیز!“ اس کی آواز پر مصطفیٰ نے اس کے ڈھیٹ پن پر ضبط سے آنکھیں”
پیچی تھیں، جو ابھی تک پتھر کی مورت بنی یہیں جمی کھڑی تھی۔۔

میں نے شاید کچھ بکواس کی ہے مسز مصطفیٰ۔۔ مجھے لگتا ہے آپ قوت”
سماعت سے محروم ہو چکی ہیں؟“ شارق کا گریبان ہنوز اس کی گرفت میں

تھا۔۔۔ مصطفیٰ ذرا سا رخ پلٹتا ثمرہ سے سخت لہجے میں بولا تھا۔۔۔ جسکی آنکھوں سے آنسو چھلکنے کو بے تاب تھے۔۔۔

بھائی پلیز جائیں یہاں سے۔۔۔“ وہ معاملہ بگڑتا دیکھ، مصطفیٰ کی بات نظر ”

آنداز کرتی سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تھی۔۔۔ مصطفیٰ نے اُسکے عمل پر لب بھینچ لئے تھے۔۔۔

ثمرہ تمہیں ڈرنے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ تم چلو میرے ”

ساتھ،، اور عدالت میں گواہی دینا کہ یہ شخص اور اسکی ماں ظلم کرتے رہے ہیں تم پر۔۔۔ ہاتھ اٹھایا ہے نا تم نے میری بہن پر۔۔۔“ اس کے ہونٹوں کے قریب لگی معمولی سی چوٹ کو دیکھ وہ وہ آنداز بولتا غرایا، قریب آنے پر چہرے پر کل زنیرہ بیگم کے باعث ملیں ہلکی کھروچیں واضح ہوئی تھیں۔۔۔

پلیز بھائی بس کر دیں یہ تماشہ اور جائیں یہاں سے۔۔۔ میں نے یہ شادی ”

اپنی مرضی سے کی تھی۔۔۔ میں بہت خوش ہوں یہاں پر۔۔۔“ بلا آخر

مصطفیٰ کے عین برابر میں آتی ثمرہ آنسوؤں سے تر چہرہ لئے کپکپاتے لہجے

میں گویا ہوئی تھی۔۔۔ پورا بدن لرز اہٹ کا شکار تھا۔۔۔ شارق نے حیرت سے اپنی بہن کو دیکھا تھا۔۔

ثمرہ۔۔۔۔۔ یہ کیا بکواس کر رہی ہو۔۔۔ دیکھو میرا بچہ۔۔۔ تمہیں اس ” شخص سے ڈرنے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ یہ شخص تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔ تم چلو میرے ساتھ۔۔۔“ اس نے ثمرہ کو کندھوں سے تھامنا چاہا، جبھی مصطفیٰ ایک لمحے میں ثمرہ کو اپنی سخت گرفت میں لیتا شارق کو باز کر گیا، اسکا چہرہ اہانت اور شرمندگی کے باعث سُرخ پڑا تھا۔۔۔

ثمرہ روم میں جائیں۔۔۔، مصطفیٰ نے وکیل کی موجودگی کے باعث ” ایک بار پھر سختی سے تنبیہ کی تھی۔۔۔ اور اس بار وہ نظر آنداز نہیں کر سکی تھی۔۔۔

اچھی بات ہے کہ تم اپنی اس بہن کو لینے خود ہی چلے آئے۔۔ چلو بی نکلو۔۔
 میرے گھر سے۔۔“ اس سے قبل کے ثمرہ پلٹتی، زنیہ کے نفرت میں
 ڈوبے حقارت زدہ لفظ سماعتوں سے ٹکرائے تھے۔۔
 ماں۔۔، مصطفیٰ نے انہیں کسی بھی قسم کے تماشے سے باز رکھنا چاہا۔۔
 تھا۔۔

کیا ماں۔۔ باہر نکالو اس لڑکی کو مصطفیٰ۔۔ مجھ سے اس لڑکی کا وجود اس گھر
 میں برداشت نہیں ہوتا۔۔“ وہ ناگواری سے غرائیں تھیں۔۔
 دیکھا یہ ہے تمہاری اصلیت احد مصطفیٰ۔۔ تم اس گھر میں میری بہن پر
 ظلم کرتے ہو۔ اور تمہیں لگتا ہے کہ میں خاموشی سے یہاں سے پلٹ
 جاؤنگا۔۔“ وہ جو پہلے ہی مصطفیٰ کے عمل پر تپا ہوا تھا، مصطفیٰ پر جھپٹا
 تھا۔ ایک ساتھ کتنی ہی چیخیں بلند ہوئیں تھیں۔۔

بھائی۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔“ اس سے قبل کے ثمرہ کچھ کرتی ”
 مصطفیٰ کی جانب سے بھی جوابی وار کیا گیا تھا اور وہ وار اتنا شدید تھا کہ شارق
 پورے وجود سے لڑکھڑایا تھا۔ ہونٹ پھٹ کر خون رسنے لگا تھا۔۔۔
 دیکھ رہی ہو یہ تمہارے بھائی پر کیسے ہاتھ اٹھا رہا ہے۔۔۔ اب بھی یہاں ”
 رہنا چاہتی ہو۔“ شارق نے کہتے ساتھ ہی مصطفیٰ پر وار کرنا چاہا مگر وہ اسکا یہ
 داؤنا کام بنا گیا تھا۔۔۔

بھائی۔۔۔۔۔ بس کر دیں۔۔۔۔۔ بس کر دیں۔۔۔۔۔ خبردار۔۔۔۔۔ جواب آپ ”
 نے میرے شوہر پر ہاتھ اٹھایا تو۔۔۔۔۔“ وہ یکدم ہی ان دونوں کے درمیان
 ہائل ہوئی تھی۔۔۔ دونوں ہی ہانپ گئے تھے۔۔۔

یہ کمینہ شخص تمہاری زندگی برباد کر دے گا ثمرہ۔۔۔“ وہ چلایا۔۔۔
 ہو جانے دیں برباد۔۔۔ اگر یہ شخص اس گھر میں زندہ دفن بھی کر دے تو ”
 بھی میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤنگی۔۔۔ کیونکہ اس شخص نے مجھے اس
 وقت سہارا دیا تھا، جب بابا کے گھر میں میرے لئے جگہ تنگ ہو گئی

تھی۔۔ اب ثمرہ کا گھر یہی ہے۔۔ اور پلینز آئندہ یہاں نہ آئے گا چلیں جائیں یہاں سے۔“ وہ انتہائی غصے اور دکھ سے بولتی شارق کو پیچھے دھکیل گئی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر کچھ کہنا چاہا،، جبھی مصطفیٰ روتی ہوئی ثمرہ کو اپنے حصار میں لے گیا۔۔

بہتر ہو گا کہ تم اپنی شکل لے کر یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔ ورنہ اس بار میں ”اپنی بیوی کے سو کا لڈ بھائی کا ذرا بھی لحاظ نہیں کرونگا اور سیدھا پو لیس کو کال کرونگا۔“ وہ درشت ناگوار لہجے میں غرایا تھا۔۔

یعنی انٹی سہی کہہ رہی تھیں، تم نے بھائی کی آڑ میں اپنی سابقہ محبت کو ”حاصل کیا ہے۔۔۔“ وہ نفرت سے غرایا، اس الزام پر اس نے دکھ سے آنکھیں میچ لیں تھیں۔۔۔

تمہارے خلاف میرے بھائی کے قتل کا کیس تو بہت عزت سے عدالت " میں چل رہا ہے مگر، آگر تم نے میری بیوی کے خلاف کوئی بھی بکو اس کی تو میں ابھی اسی وقت تمہیں یہیں پر زندہ دفن کر دوں گا اور پھر دیکھ لوں گا تمہارے باپ کو بھی۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ " ثمرہ کو حصار میں لئے وہ درشتگی سے چنگھاڑتا اس سے قبل کے اسکی جانب قدم بڑھاتا سیم کے ہاتھوں کی سخت گرفت اپنی شرٹ پر محسوس ہوئی تھی۔۔۔

شارق لب بھنچتا، ثمرہ پر ایک قہر بھری نگاہ ڈالتا وکیل کی ہمراہی میں وہاں سے پلٹ گیا تھا۔ جبکہ زینرہ ثمرہ کے لرزتے سراپے پر ایک تیز نگاہ ڈالتیں پلٹ گئیں تھیں۔۔۔

تم میری بہن پر اپنا رعب نہیں جما سکتے احد مصطفیٰ!“ وہ دونوں مدے“
مقابل آگئے تھے۔

کیوں؟ کیوں نہیں جما سکتا؟ ہاں؟“ وہ خونخوار نظروں سے گھور رہا“
تھا۔ جبکہ ثمرہ کے پاؤں تو گویا زمین نے جکڑ لئے تھے۔

کیونکہ وہ میری بہن ہے کوئی خون بہا نہیں۔۔۔“ وہ شدت سے“
دھاڑا، زنیرہ نے دھل کر سینے پر ہاتھ رکھا۔

دیکھیں آپ دونوں فریق بیٹھ کر معاملے کو سلجھالیں، مصطفیٰ صاحب“
آپ کے بھائی کا خون ہوا ہے عدالت میں کیس چل رہا ہے مگر اس طرح
شارق صاحب کی بہن کو زبردستی اپنے گھر میں رکھنا درست نہیں
ہے۔۔۔“ اس بار وکیل میدان میں کودا تھا۔

تم سے کس نے کہا کہ وہ لڑکی شارق علوی کی بہن ہے؟“ اس بار وہ وکیل
پر غرایا تھا، اور وکیل اپنی جگہ جزبہ سا خاموش ہو گیا۔ مصطفیٰ کے سامنے منہ
کھولنے کی ہمت تو ویسے ہی نہیں تھی۔۔

وہ۔۔۔

بیوی ہیں میری۔۔ نکاح میں ہیں میرے۔۔ شارق علوی کی بہن تھیں۔۔
مگر اب اس گھر کی بہو، اس گھر کی عزت ہیں سمجھ آئی۔۔ اور اگر کسی نے
اس گھر کی عزت کو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی ہمت کی تو یہیں زندہ دفن
کر دوں گا۔ یاد رکھنا میری بات۔۔۔“ شارق کے سرخ چہرے پر نظریں
گاڑتا وہ انتہائی درشت لہجے میں دھاڑا تھا۔ شارق نے ایک قہر برساتی نگاہ
ثمرہ پر ڈالی تھی، جو ہنوز سیڑھیوں پر جمی بیٹھی تھی۔۔
یہ اور اسکی ماں مارتے ہیں نا تمہیں ثمرہ۔۔۔ ظلم کرتے ہیں تم پر۔۔ چلو۔۔
میرے ساتھ۔۔ عدالت میں گواہی دینا اس بزدل شخص کے

خلاف۔۔ تمہارا بھائی ابھی زندہ ہے تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔“ وہ مزید چبھتے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔۔

اوہ بے غیرت بھائی۔۔ جواب زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکے گا پھر،”
تمہاری بہن کو احد مصطفیٰ کے عتاب سے کون بچائے گا شارق علوی۔۔“ وہ
استہزائیہ مسکرایا تھا۔ شارق کی سُرخ رنگت اس کے لفظوں کی حقارت پر
مزید سرخ ہوئی تھی۔۔

ثمرہ چلو میرے ساتھ۔۔“ اس نے قدم بڑھانے چاہئے، جبھی مصطفیٰ”
اسے گریبان سے پکڑ کر عین راستے میں روک گیا۔۔ ثمرہ جو اوپر سے کھڑی
یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ ایک لمحے کو وہ گھبرائی۔۔

مصطفیٰ پلیز!“ اس کی آواز پر مصطفیٰ نے اس کے ڈھیٹ پن پر ضبط سے آنکھیں
پیمچی تھیں، جو ابھی تک پتھر کی مورت بنی یہیں جمی کھڑی تھی۔۔

میں نے شاید کچھ بکواس کی ہے مسز مصطفیٰ۔۔ مجھے لگتا ہے آپ قوت”
سماعت سے محروم ہو چکی ہیں؟“ شارق کا گریبان ہنوز اس کی گرفت میں

تھا۔۔۔ مصطفیٰ ذرا سا رخ پلٹتا ثمرہ سے سخت لہجے میں بولا تھا۔۔۔ جسکی آنکھوں سے آنسو چھلکنے کو بے تاب تھے۔۔۔

بھائی پلیز جائیں یہاں سے۔۔۔“ وہ معاملہ بگڑتا دیکھ، مصطفیٰ کی بات نظر ”

آنداز کرتی سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تھی۔۔۔ مصطفیٰ نے اُسکے عمل پر لب بھینچ لئے تھے۔۔۔

ثمرہ تمہیں ڈرنے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ تم چلو میرے ”

ساتھ،، اور عدالت میں گواہی دینا کہ یہ شخص اور اسکی ماں ظلم کرتے رہے ہیں تم پر۔۔۔ ہاتھ اٹھایا ہے نا تم نے میری بہن پر۔۔۔“ اس کے ہونٹوں کے قریب لگی معمولی سی چوٹ کو دیکھ وہ وہ آنداز بولتا غرایا، قریب آنے پر چہرے پر کل زنیہ بیگم کے باعث ملیں ہلکی کھروچیں واضح ہوئی تھیں۔۔۔

پلیز بھائی بس کر دیں یہ تماشہ اور جائیں یہاں سے۔۔۔ میں نے یہ شادی ”

اپنی مرضی سے کی تھی۔۔۔ میں بہت خوش ہوں یہاں پر۔۔۔“ بلا آخر

مصطفیٰ کے عین برابر میں آتی ثمرہ آنسوؤں سے تر چہرہ لئے کپکپاتے لہجے

میں گویا ہوئی تھی۔۔۔ پورا بدن لرز اہٹ کا شکار تھا۔۔۔ شارق نے حیرت سے اپنی بہن کو دیکھا تھا۔۔۔

ثمرہ۔۔۔۔۔ یہ کیا بکواس کر رہی ہو۔۔۔ دیکھو میرا بچہ۔۔۔ تمہیں اس ” شخص سے ڈرنے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ یہ شخص تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔ تم چلو میرے ساتھ۔۔۔“ اس نے ثمرہ کو کندھوں سے تھامنا چاہا، جبھی مصطفیٰ ایک لمحے میں ثمرہ کو اپنی سخت گرفت میں لیتا شارق کو باز کر گیا، اس کا چہرہ اہانت اور شرمندگی کے باعث سُرخ پڑا تھا۔۔۔

ثمرہ روم میں جائیں۔۔۔، مصطفیٰ نے وکیل کی موجودگی کے باعث ” ایک بار پھر سختی سے تنبیہ کی تھی۔۔۔ اور اس بار وہ نظر آنداز نہیں کر سکی تھی۔۔۔

اچھی بات ہے کہ تم اپنی اس بہن کو لینے خود ہی چلے آئے۔۔ چلو بی نکلو۔۔
میرے گھر سے۔۔“ اس سے قبل کے ثمرہ پلٹتی، زنیہ کے نفرت میں
ڈوبے حقارت زدہ لفظ سماعتوں سے ٹکرائے تھے۔۔
ماں۔۔۔“ مصطفیٰ نے انہیں کسی بھی قسم کے تماشے سے باز رکھنا چاہا۔۔
تھا۔۔

کیا ماں۔۔ باہر نکالو اس لڑکی کو مصطفیٰ۔۔ مجھ سے اس لڑکی کا وجود اس گھر
میں برداشت نہیں ہوتا۔۔“ وہ ناگواری سے غرائیں تھیں۔۔
دیکھا یہ ہے تمہاری اصلیت احد مصطفیٰ۔۔ تم اس گھر میں میری بہن پر
ظلم کرتے ہو۔ اور تمہیں لگتا ہے کہ میں خاموشی سے یہاں سے پلٹ
جاؤنگا۔۔“ وہ جو پہلے ہی مصطفیٰ کے عمل پر تپا ہوا تھا، مصطفیٰ پر جھپٹا
تھا۔ ایک ساتھ کتنی ہی چیخیں بلند ہوئیں تھیں۔۔

بھائی۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔“ اس سے قبل کے ثمرہ کچھ کرتی ”
 مصطفیٰ کی جانب سے بھی جوابی وار کیا گیا تھا اور وہ وار اتنا شدید تھا کہ شارق
 پورے وجود سے لڑکھڑایا تھا۔ ہونٹ پھٹ کر خون رسنے لگا تھا۔۔۔
 دیکھ رہی ہو یہ تمہارے بھائی پر کیسے ہاتھ اٹھا رہا ہے۔۔۔ اب بھی یہاں ”
 رہنا چاہتی ہو۔“ شارق نے کہتے ساتھ ہی مصطفیٰ پر وار کرنا چاہا مگر وہ اسکا یہ
 داؤنا کام بنا گیا تھا۔۔۔

بھائی۔۔۔۔۔ بس کر دیں۔۔۔۔۔ بس کر دیں۔۔۔۔۔ خبردار۔۔۔۔۔ جواب آپ ”
 نے میرے شوہر پر ہاتھ اٹھایا تو۔۔۔۔۔“ وہ یکدم ہی ان دونوں کے درمیان
 ہائل ہوئی تھی۔۔۔ دونوں ہی ہانپ گئے تھے۔۔۔

یہ کمینہ شخص تمہاری زندگی برباد کر دے گا ثمرہ۔۔۔“ وہ چلایا۔۔۔
 ہو جانے دیں برباد۔۔۔ اگر یہ شخص اس گھر میں زندہ دفن بھی کر دے تو ”
 بھی میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤنگی۔۔۔ کیونکہ اس شخص نے مجھے اس
 وقت سہارا دیا تھا، جب بابا کے گھر میں میرے لئے جگہ تنگ ہو گئی

تھی۔۔ اب ثمرہ کا گھر یہی ہے۔۔ اور پلینز آئندہ یہاں نہ آئے گا چلیں جائیں یہاں سے۔“ وہ انتہائی غصے اور دکھ سے بولتی شارق کو پیچھے دھکیل گئی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر کچھ کہنا چاہا،، جبھی مصطفیٰ روتی ہوئی ثمرہ کو اپنے حصار میں لے گیا۔۔

بہتر ہو گا کہ تم اپنی شکل لے کر یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔ ورنہ اس بار میں ”اپنی بیوی کے سو کا لڈ بھائی کا ذرا بھی لحاظ نہیں کروں گا اور سیدھا پو لیس کو کال کروں گا۔“ وہ درشت ناگوار لہجے میں غرایا تھا۔۔

یعنی انٹی سہی کہہ رہی تھیں، تم نے بھائی کی آڑ میں اپنی سابقہ محبت کو ”حاصل کیا ہے۔۔۔“ وہ نفرت سے غرایا، اس الزام پر اس نے دکھ سے آنکھیں میچ لیں تھیں۔۔۔

تمہارے خلاف میرے بھائی کے قتل کا کیس تو بہت عزت سے عدالت ”میں چل رہا ہے مگر، آگر تم نے میری بیوی کے خلاف کوئی بھی بکواس کی تو میں ابھی اسی وقت تمہیں یہیں پر زندہ دفن کروں گا اور پھر دیکھ لوں گا

تمہارے باپ کو بھی۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ "ثمرہ کو حصار میں لئے وہ درشتگی سے چنگھاڑتا اس سے قبل کے اسکی جانب قدم بڑھاتا سیم کے ہاتھوں کی سخت گرفت اپنی شرٹ پر محسوس ہوئی تھی۔۔۔

شارق لب بھنچتا، ثمرہ پر ایک قہر بھری نگاہ ڈالتا وکیل کی ہمراہی میں وہاں سے پلٹ گیا تھا۔ جبکہ زینرہ ثمرہ کے لرزتے سراپے پر ایک تیز نگاہ ڈالتیں پلٹ گئیں تھیں۔۔۔



ثمرہ روم میں چلیں۔۔۔ "وہ کل سے لے کر اب تک ملازمین کے سامنے "ہوئے ان تماشاؤں سے عاجز آچکا تھا۔۔۔ ثمرہ ابھی تک اسکے سینے سے لگی سسکیوں سے رورہی تھی۔ اسکی سابقہ حرکت کے باعث اسکا کوئی خاص

موڈ نہیں تھا کہ وہ ثمرہ کو مناتا، مگر اسکی حالت کی پیش نظر وہ ہمیشہ کی طرح ہتھیار ڈال گیا تھا۔۔۔

مصطفیٰ! وہ بھائی بھی مجھے ہی غلط۔۔۔۔۔“ وہ رندھی ہوئی آواز میں کچھ ”
کہنے لگی تھی کہ فی الحال مصطفیٰ اسے خاموش کرا گیا تھا۔۔۔

شش!!! باقی باتیں ہم روم میں چل کر کریں گے۔۔ آپ پلیز خاموش ”
ہو جائیں۔۔“ اُس نے اُسے باز رکھنا چاہا تھا۔ جو رور و کر حشر بگاڑ چکی
تھی۔۔ نچار مصطفیٰ اسے خود ہی کندھوں سے تھامتاروم میں لے آیا
تھا۔ جس نے سرخ چہرہ رونے کے باعث ہلکا سا سوجھ بھی گیا تھا۔
یہ لیجئے پانی پیئیں۔۔۔“ سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے پانی گلاس میں ”
انڈیلتا وہ اسکی سمت بڑھا چکا تھا، جواب بیدردی سے آنکھیں رگڑ رہی
تھی۔۔

اف لڑکی۔۔۔ پہلے ہی اپنے فضول سے بھائی کی خاطر رور و کر اپنا حشر ”
بگاڑ لیا ہے اب کیا آنکھ، منہ بھی خراب کرنا چاہتی تھیں۔۔“ وہ اسے انتہائی

غیر مہذبانہ انداز میں دوپٹے سے آنکھیں اور چہرہ گرتے دیکھ جھنجھلا کر
ٹوکے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔۔۔ ساتھ ہی زبردستی گلاس اسکے ہونٹوں سے
لگایا تھا۔۔۔

بس۔۔۔ ”ثمرہ نے دو گھونٹ بھر کر انکار کیا، تو وہ تاسفی سانس کھینچ کر رہ“
گیا تھا۔۔۔ صبح جو چہرہ اسکی قربت کے باعث نکھرا نکھرا سا تھا۔ اس وقت
پیلا ذرد ہو رہا تھا۔۔۔ چہرے پر زمانوں کی تھکن سوار تھی۔۔۔ پوٹے مسلسل
آنسو بہانے کے باعث سو جھ چکے تھے۔۔۔
بس یا ابھی آپ نے مزید رونے کا شغل فرمانا ہے۔۔۔ ”وہ کتنی ہی دیر کھڑا“
اسکے سسکتے وجود کو دیکھتا رہا تھا، مگر وہ وہ ہنوز ہچکیاں بھرتی رہی تو وہ زچ
ہو کر بولا تھا۔۔۔

مصطفیٰ مجھے معاف کر دیں۔۔۔ سب میری وجہ سے۔۔۔ ”اس نے ہمیشہ کی“
طرح خود کو قصور وار ٹھہراتے معافی مانگنی چاہی تھی۔۔۔

نہیں سیم! میری جان، بلکہ پیاری بیگم یہ سب آپ کی وجہ سے نہیں، بلکہ ”
 آپ کی کمینے بھائی کی درندگی کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں صرف آپ کی
 خاطر لحاظ کر گیا ورنہ اب تک میں نے اس کا کچھ کر دینا تھا۔۔۔“ وہ ثمرہ کا
 جان کہنے پر اعتراض کو پیش نظر رکھتا ساتھ بیٹھ کر اسے اپنے حصار میں لیتا
 ازلی نرمی سے مگر دانت پیس کر بولا تھا۔ دل تو چاہ رہا تھا کہ سچ مچ ہی زندہ
 زمین میں گاڑ دے۔ جس نے انتہائی بے رحمی سے اُسکے معصوم بھائی کو
 موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔۔۔
 نہیں مصطفیٰ، یہ سب۔۔۔“ اس نے ہمیشہ کی طرح اپنی بات اول رکھی ”
 تھی۔۔۔

میری ہر بات پر ضد لگا کر، انکاری ہو کر کونسی خوشی ملتی ہے آپ ”
 کو۔۔۔“ اس کے سینے سے لگی بیٹھی ثمرہ نے ذرا اچھنبے سے چہرہ اٹھا کر اُسکی
 آنکھوں میں دیکھا تھا۔ وہ صرف نرمی سے سوال کر رہا تھا، لہجے میں کسی
 قسم کے غصے کا کوئی تاثر نہیں تھا۔

ہاں تو آپ کو نسامیری بات سنتے ہیں۔۔“ اور ہمیشہ کی ہی طرح اس نے خفگی ”
کا اظہار کیا تھا، اسکا موڈ ٹھیک کرنے کی خاطر وہ ہلکا سا قہقہہ لگاتا خود میں بھینچ
گیا۔۔

سوری۔۔۔“ وہ دھیرے سے منمنائی۔۔“

اہم! ایسے تو سوری ایکسیپٹ نہیں ہوگا۔۔“ اسے اب شرارت سو جھی ”
تھی۔۔

تو پھر کیسے؟“ اسکی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں۔۔“

اف! اتنا غصہ۔۔۔ بھئی کل آپ مجھے غصیلے مزاج کا انسان ہونے کا طعنہ ”
دے رہی تھیں، جبکہ مس شکوہ پلس غصیلی تو آپ خود ہیں۔ جنہیں لگتا ہے
دنیا کے سارے برے کام انکی وجہ سے ہوتے ہیں۔۔“ وہ لب دانتوں تلے
دباتا ذرا شرارتی لہجے میں بولا تھا۔۔

مصطفیٰ میرا مزاق نہ بنائیں۔۔ میں ناراض ہو جاؤنگی۔۔“ وہ ذرا خفگی سے ”
نروٹھے پن سے بولی تو وہ ہولے سے مسکرایا۔۔

نہیں آپ مجھ سے ناراض نہ ہوئے گا۔ میں اپنی بیگم کی ناراضی بالکل ”
 بھی افورڈ نہیں کر سکتا۔“ اس کے بالوں کی مانگ پر نرمی سے ہونٹ رکھتا
 مسرور لہجے میں بولا تھا۔

آپ ہمیشہ مجھ سے ایسی ہی محبت کریں گے نا مصطفیٰ!، کتنے ہی پل ”
 خاموشی کی نظر ہوئے تھے، جب وہ ذرا کھوئے کھوئے لہجے میں سوالیہ بولی
 تھی۔

کیسی محبت؟“ وہ اسے جاننا چاہتا تھا کہ اس کے دل میں آخر چل کیا رہا ”
 تھا۔

مجھ سے زندگی میں کوئی بھی غلطی ہو جائیں اور آپ یو نہی ہمیشہ خندہ ”
 پیشانی سے اپنی سیم کو معاف کر دیں گے۔“ اسکی شرٹ سینے سے مٹھیوں
 میں دبوچے چہرہ اٹھائے وہ کسی معصوم بچے کی طرح سوال کر رہی تھی۔

یعنی آپ ساری زندگی یو نہی بیوقوف رہنے کا ارادہ رکھتی ہیں؟“ اس کے ”
آنداز پر بشمکل ہنسی ضبط کرتا وہ ذرا مصنوعی حیرانگی سے استفسار یہ گویا ہوا تو
اسنے گھورا۔

میں آپ کو بیوقوف لگتی ہوں؟“ اس نے خفگی سے دیکھا۔ ”
تو نہیں ہیں کیا؟“ اس نے مسکراہٹ ضبط کرنے کو لب کچلے تھے۔ ”
میں نہیں بات کرتی آپ سے۔۔۔ مت بھولیں، پہلے آپ کہتے تھے ثمرہ ”
آپ بہت انٹیلیجینٹ پلس ہارڈ ورکنگ ہیں۔۔ اور بیوی بن گئی تو بیوقوف
نظر آرہی ہوں۔۔“ وہ ایک لمحے میں منہ بگاڑ کر اسکی نقل اتارتی کڑے
تیوروں سے بولی۔

تو جب میں آپ کو بطور امپلائی سراہتا تھا۔ جب اب مجھے بزنس کے ”
حوالے سے بہت اچھے آئیڈیاز دیا کرتی تھیں، مگر اب آپ ہر وقت روتی
رہتی ہیں یا خود کو ہر بات پر مورد الزام ٹھہراتی رہتی ہیں تو پھر میں بیوقوف

ہی کہو نگانا۔،، مصطفیٰ کی آنکھیں بھرپور انداز میں مسکرا رہی تھیں۔۔ وہ مزے سے اس کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ سے محظوظ ہو رہا تھا۔۔

ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔۔“ وہ نروٹھے پن سے بولی تو وہ دھیمے سے ”

مسکرایا۔۔

اچھا آپ اُٹھیں فریش ہو جائیں۔ میں ذرا مٹی کو دیکھ لوں۔۔“ ثمرہ کو ”

نارمل ہوتا دیکھ، وہ اب اٹھ کر ماں کے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔ ثمرہ نے دکھ سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔۔ وہ بچا رہا اور بیوی کے درمیان پس کر رہ گیا تھا۔۔۔

اہان آئزل کو لینے پالر کے باہر کھڑا کب سے اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ جبھی اسکا موبائل تھر تھرا یا تھا۔ اس نے تیزی سے جیب سے موبائل نکال کر کان سے لگایا تھا۔۔۔ وہ ابھی تک گھریلو حلیے میں موجود تھا۔

اہان کہاں ہو تم؟ یہاں سہرہ بندھائی کی رسم کرنے کے لئے مہمان گھر پر ”جما ہوئے ہیں، اور اللہ کی قدرت دیکھو جس کا سہرہ بننا ہے وہ دلہا خود منظر سے غائب ہو گیا ہے۔۔۔“ دوسری جانب سے باپ کی طنزیہ آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

وہ بابادراصل میں آئزل کو پالر سے پک کرنے کے لئے آیا تھا۔۔۔ اس نے سامنے سے چادر میں چھپی آئزل کو قریب آتے دیکھ کان کھجا کر جواز پیش کیا۔۔۔ وہ لڑکی کی ہمراہی میں سہج سہج کر قدم اٹھاتی نزدیک آرہی تھی۔۔۔

کیوں؟ اسکا بھائی کہاں گیا۔۔۔ جو تم یہ زمرہ داریاں نبھانے وقت سے پہلے ”پہنچ گئے؟“ دوسری جانب سے غصے سے پوچھا گیا تھا۔

بابا آپ جانتے تو ہیں وہ مصروف ہے۔۔۔“ اس نے ہمیشہ والا بہانہ گھڑا ”
تھا۔

اچھا وہ مصروف ہے اور تم تو سدا کے فرصت سے فارغ ہونا؟“ دوسری ”
جانب سے دانت کچکچا کر جھاڑ پلائی۔۔

ایسی بات نہیں ہے بابا۔۔۔ بس آئزل آگئی ہے۔۔۔ ہم آرہے ”
ہیں۔۔۔“ اس نے چادر میں چھپی آئزل کو دیکھنے کی کوشش کرتے اپنا ہاتھ
اسکی سمت بڑھایا۔۔۔ جسے پالروالی لڑکی باہر تک چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔ مہندی
سے سجا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیتی آئزل کی ہتھلیاں مکمل طور پر بھیگی ہوئی
تھی۔۔۔ اسکے ہاتھوں کی لرزاہٹ آہان نے واضح طور پر محسوس کی تھی۔۔۔
اوکے اچھا اچھا۔۔۔ ساری زندگی پڑی ہے مجھے بیوی کا غلام ہونے کا طعنہ ”
دینے کی آرام سے دیتے رہے گا۔۔۔ ابھی میری بیوی آگئی ہے۔۔۔ مجھے اسے
وقت دینے دیں۔۔۔“ وہ آئزل کو نظروں کے حصار میں لئے کھڑا ذرا شوخی

سے بولا تھا، جبکہ چادر کے پیچھے چھپے چہرے میں آنزل کی پیشانی پر پسینہ چمکا تھا۔۔۔

السلام علیکم!“ اسکی گھبراہٹ انجوائے کرتے آہان نے ذرا شرارت سے ”
 کہا، اسنے سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔ مگر پھر وقت اور حالات کا خیال
 آنے پر وہ تیزی سے آنزل کو گاڑی میں بیٹھنے کے لئے مدد کرتا، خود گھوم کر
 ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔ دونوں کے ہی جذبات عجیب ہو رہے
 تھے۔ دل الگ ہی لے میں دھڑک رہا تھا۔

جانِ من اب تو اپنے حسین چہرے کا دیدار کر ادیتجئے۔ بندہ ناچیز“
 ماں، باپ سے اتنی گالیاں کھانے کے بعد صرف آپ کے حسن کا دیدار
 کرنے کی خاطر اتنا دور آیا ہے، تاکہ مجھ سے کوئی اور پہلا حق نہ چھین
 سکے۔ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے چپکو بھائی کو میں نے کتنی مشکل
 سے راضی کیا تھا۔“ آہان گاڑی اسٹارٹ کرتا اسکی حرکت پر ذرا بد مزاج
 ہوا تھا۔

جی نہیں۔۔۔ بارات لے کر آؤ گے اب جی دیکھنا۔۔۔“ اس نے سرے سے ہی رخ پھیر لیا۔

نونیور۔۔۔ بالکل بھی نہیں بھئی۔۔۔ پھر تو تمہیں سب دیکھ چکے ”
ہونگے۔۔۔“ آہان نے فوری انکار کیا۔۔۔

تو کیا ہوا؟“ اس نے لا پرواہی سے کندھے اچکائے۔۔۔ جی آہان آئی برو“
اٹھاتا گاڑی سائیڈ میں لگا گیا۔۔۔ آئزل نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔
اب بتائیں محترمہ۔۔۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟“ اب وہ باقاعدہ طور پر اسکی
جانب متوجہ تھا۔۔۔ جو راہ فرار تلاشتی بس بھاگ جانے کے درپر تھی۔
بھئی نہیں کرو آہان۔۔۔“ اس نے دامن بچانا چاہا۔۔۔ جبکہ گاڑی کی
لائٹس آف کرتا اسکا چہرہ اپنی جانب کرتا چادر سر سے اتار چکا تھا۔۔۔ نیم
اندھیرے میں بھی وہ دیکھ سکتا تھا کہ اس پر اسکی محبت کا روپ کھل کر آیا
ہے۔۔۔ وہ مبہوت سا اسے تکے جا رہا تھا۔ جبکہ وہ شرمائی شرمائی سی کہیں
چھپ جانے کی خواہش مند تھی۔۔۔

حسین۔۔“آگے بڑھ کر اسکی جبیں پر اپنے ہونٹ رکھتا وہ اسے کپکپانے“
 پر مجبور کر گیا، جس نے شرما کر نگاہیں جھکالی تھیں۔۔
 آپ کو پتہ ہے میں کتنا خوش ہوں آج۔۔“اسکی پیشانی پر مہر محبت ثبت“
 کرتا اسکی خواہش کا احترام کرتا وہ خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھائے ذرا
 فاصلے پر ہو کر بیٹھ گیا تھا۔۔
 کتنے؟“وہ اتھل پتھل ہوتی ڈھڑکنوں کو سنجاتی اپنا چہرہ چادر میں کور کر
 گئی۔۔

اتنا کہ میں اپنی خوشی لفظوں میں بیان بھی نہیں کر سکتا۔۔“وہ پر“
 مسرت لہجے میں گویا ہوا تھا ہلکی پھلکی باتوں کے درمیان وہ ہال پہنچ گئے
 تھے۔۔ آئزل کو مجتبیٰ کے حوالے کرتا اب وہ سیدھا گھر کی جانب گامزن
 تھا۔۔ جہاں اسے دلہا بن کر اب اپنی محرم محبت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
 رخصت کرانے آنا تھا۔۔

ایک کام کرتے اکیلے ہی بارات لے جاتے۔۔ ہماری کیا ضرورت ہے۔۔“

تمہیں؟“ وہ اسے شرارت سے تیار ہوتا دیکھ غصے سے بولے، جواب تیزی سے شیروانی کے بٹن لگا رہا تھا۔ اس کے دوست پہلے ہی اسے چھیڑ چھیڑ کر ناک میں دم کر چکے تھے، اور اب رہی سہی کسر باپ پوری کر رہا تھا۔

بابا آپ کے بغیر میرا سالامیری بیوی میرے حوالے نہیں کرے۔“

گا۔۔“ وہ شرارت سے بولتا اب بالوں میں سیٹنگ اسپرے کر رہا تھا۔

انگل تاریخ لکھی جائے گی کہ ایک ایسا بھی دلہا گزرا ہے جو اپنی دلہن کو۔“

دیکھنے کے لئے اس قدر بے تاب تھا کہ سہرہ بندھائی کی رسم چھوڑ کر دلہن کو پالر سے پک کرنے پہنچ گیا تھا۔۔“ کمرے میں داخل ہوتا اس کا ایک دوست ذرا شرارت سے بولا، جو کافی دیر سے آہان کی اپنے باپ سے جھڑکیاں کھاتا سن رہا تھا۔

بیٹا تاریخ تو ایک اور رقم ہو گئی کہ یہ واحد دلہا تھا جو رخصتی سے پہلے ہی۔“

بیوی کا غلام بن گیا تھا۔۔“ انہوں نے دانت پیسے۔

مورخ تو پہلے ہی میرے بابا کی شان میں قصیدے لکھ چکا ہے اب مزید کیا”
 کاغذ اور قلم کی سیاہی کا ضیاع کرتا رتخ دھرائی جائے۔۔“ وہ کمرے میں
 داخل ہوتی ماں کو معنی خیز نظروں سے دیکھ اپنے جلالی باپ کو چھیڑنا ہرگز
 بھی نہیں بھولا تھا۔ جن کا چہرہ بیٹے کی بے باکی پر شرمندگی کے باعث
 سرخ پڑا تھا۔ باقی سارے لڑکے کھی کھی کرنے لگے تھے۔۔

آپ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ یہاں بیٹھ کر ہی رہ گئے ہیں۔۔ باہر سارے”
 مہمان انتظار کر رہے ہیں کہ کب دلہا اور دلہے کا باپ کمرے سے باہر
 تشریف لائیں گے اور ہم بارات لے کر ہال جائیں گے۔۔“ تحمینہ بیگم نے
 ہمیشہ کی طرح ایک ساتھ دونوں باپ بیٹے کے لئے تھے۔۔

بیگم یہ آپ کا بیٹا دلہنوں کی طرح تیاری میں وقت لے رہا ہے تو میرا کیا”
 قصور۔۔“ انہوں نے اپنے بیٹے کو گھورا، جو آج شہزادوں جیسا حسین لگ رہا
 تھا۔۔۔

ماما، بابا آپ لوگ اپنی بحث کسی اور دن کے لئے رکھیں۔۔ میری دلہن ”
میرا انتظار کر رہی ہو گی۔۔ آپ لوگ جلدی بارات لے کر نکلیں ورنہ میں
اکیلا ہی رخصت کروا کر لے آؤنگا۔۔“ اس بار وہ دونوں ماں، باپ کو بحث
میں پڑتا دیکھ، پاؤں میں کھساڈالتا تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ تحمینہ نے اسکو
محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے، اس کا صدقہ اتارا تھا۔۔

آج لگ رہے ہونا میرے بیٹے۔۔“ انہوں نے فرط جذبات میں بڑی ہی ”
کوئی انوکھی بات کہی تھی۔۔
نہیں تو بیگم ورنہ کیا یہ صرف میرا بیٹا لگتا ہے؟“ انہوں نے عادتاً بیوی کو ”
چھیڑا تھا۔

جی ویسے تو یہ صرف اپنے باپ کا بیٹا لگتا ہے۔۔ خیر آپ سے کون بحث ”
کرے۔۔ چلو جلدی سہرہ بندی کی رسم ادا کرنی ہے۔۔“ وہ ذرا عجلت میں
بولتی اہان کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آئیں تھیں۔۔۔

بارات آگئی ہے۔۔۔“ آئزل ڈریسنگ روم میں موجود تھی، جب کسی کم ”
 عمر لڑکی نے وہاں آتے ڈھنڈور اپیٹا تھا۔ آئزل کا ننھا سادل تیزی سے
 دھڑک اٹھا تھا۔

چلو آئزل تیاری پکڑ لو۔۔۔ بارات ایزبجول لیٹ ہے۔۔۔ تو مجتبیٰ بھائی نے ”
 کہا ہے بس تمہیں فوراً اسٹیج پر لے جانا ہے۔۔۔“ اسکی ایک دوست نے آکر
 اطلاع کی۔۔۔ وہ جو بلڈ ریڈ رنگ کے شرارے میں ملبوس بلا کی حسین لگ
 رہی تھی۔۔۔ اب دل مزید دھک دھک کرنے لگا تھا۔۔۔ ویسے تو وہ پہلے ہی
 اہان سے مل چکی تھی۔۔۔ مگر رخصت ہونے کا سوچ کر ہی دل عجیب لے
 میں دھڑکا جا رہا تھا۔۔۔ جبھی سامنے سے مجتبیٰ ڈریسنگ روم میں انٹر ہوا
 تھا۔۔۔

تمہارا شوہر آج بھی اپنے بے غیرتی سے باز نہیں آیا ہے۔۔۔ جب سے آیا ”
 ہے آفیشل سالاکہہ کر دماغ خراب کر رہا ہے۔۔۔ اور لگ بھی بھورا بندر رہا

ہے۔۔۔" بلڈ ریڈ شرارے میں ملبوس آنرل بھائی کی جھنجھلاہٹ پر
 دھیرے سے مسکرائی۔ جبکہ اس نے آگے بڑھ کر پیشانی پر ہونٹ رکھے
 تھے۔ آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔۔۔
 اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔۔۔" کتنی ہی دیر سینے سے لگائے کھڑا رہا تھا
 ۔۔ اس وقت ڈریسنگ روم میں صرف وہ دونوں بہن بھائی ہی
 تھے۔۔۔ جبھی شور اٹھا تھا۔ اور ایک ساتھ لڑکیوں کا ٹولہ انٹر ہوا
 تھا۔۔۔۔

چلو لڑکیوں، دلہن کو باہر لے آؤ۔۔۔" آنرل اپنا شرارہ سنبھالتی اٹھ کر
 لڑکیوں کی ہمراہی میں باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔۔۔ اور اسے اہان کے
 برابر میں اسٹیج پر بیٹھا دیا گیا تھا، جس نے خود اٹھ کر اسکے لئے ہاتھ بڑھا
 مجتبیٰ سے ہاتھ تھام کر اپنی گرفت میں قید کرتے اسکے لئے جگہ بنائی
 تھی۔۔۔۔

فنکش کافی دیر تک چلا تھا اور پھر وہ رخصتی کے وقت اپنے ماں باپ کو یاد کر
آنزل مجتبیٰ کے سینے سے لگتی سسک سسک کر رو پڑی تھی۔۔

وہ تمام رسم و رواج سے فارغ ہونے کے بعد کافی دیر سے اہان کی خواب گاہ
میں موجود اسکی منتظر تھی۔۔ جو نجانے کہاں رہ گیا تھا۔۔

وہ ابھی اپنی سوچوں میں گم تھی جب کھٹکے کی آواز کے ساتھ ہی وہ کمرے
میں داخل ہوا تھا۔۔ آنزل نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر اسکی جانب دیکھتے فوراً
سے نگاہیں جھکالی تھیں۔۔۔ وہ سفید رنگ شیر وانی زیب تن کئے حد سے
زیادہ پیار الگ رہا تھا۔۔

تھک تو نہیں گئیں؟“ شیر وانی اتار کر ریلیکس انداز میں اسکے ساتھ ہی بیڈ“
پر بیٹھتا وہ متوازن لہجے میں سوالیہ بولا تھا۔۔

نہیں۔۔۔“ اس نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا، جبکہ چہرے پر اہان کی“
نظروں کی تپش واضح محسوس ہو رہی تھی۔۔ وہ بہت گہری نظروں سے
اسکے نقوش کا جائزہ لیتا ملکوتی حسن میں کھویا تھا۔۔ گاڑی کی ڈم لائٹ میں

اور پھر اسٹیج پر وہ بھلے ہی اس چہرے کا دیدار کر چکا تھا، مگر اس وقت اسے قریب سے دیکھنا ایک الگ ہی فرط بخش احساس بخش رہا تھا۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو جانم۔۔۔“ اس نے ذرا سا نزدیک ہو کر ”اپنے دہکتے لب اسکی نازک سی جبیں پر رکھے تھے۔۔۔ آنزل کی پلکیں لرز اُٹھی تھی۔۔۔ دل تیزی سے دھڑک اُٹھا تھا۔۔۔ وہ اب آہستہ آہستہ اسکے دوپٹے سے پنیں نکالتا دوپٹے کے بوجھ سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔ آنزل نے ذرا سی نگاہ اُٹھا کر اسکی جانب دیکھتے نگاہیں جھکالی تھیں۔۔۔

تمہیں پتہ ہے آنزل، تم مجھے اس وقت کتنی پیاری لگ رہی ہو۔۔۔“ اہان ”بیڈ سے اٹھ کر الماری سے دو جیولری کیس نکالتا استفسار یہ بولا، جبکہ وہ جو اپنی حالت پر زرا اثر مائی شرمائی سی تھی۔ چونک کر سیدھی ہوئی تھی۔۔۔ اپنے پاؤں سامنے لاؤ۔۔۔“ آنزل اسکے ہاتھ میں پائل دیکھتی پاؤں سامنے ”کر گئی۔ تو اہان نے بہت محبت سے اسکے پاؤں میں پائل پہنائی تھی۔۔۔ اہان کا لمس اپنے پاؤں پر محسوس کرو وہ سمٹ گئی تھی۔۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔ اتنی پیاری کہ میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔۔“ اس کے بال ہٹا کر نیکلس گلے میں پہناتا وہ محبت سے بولتا اسے اپنے حصار میں لے گیا تھا۔۔

میرا بننے کا شکریہ جانم۔۔“ اس کے گلابی رخسار اپنے لمس سے مہکاتا محبت سے بولا تھا۔۔ جبکہ وہ آئینے میں نظر آتا عکس دیکھ ہلکے سے مسکرائی تھی۔۔ میری تعریف ہی کر دو۔۔“ اہان نے اسے خاموش دیکھ بولنے کو اگسایا۔۔

اچھے لگ رہے ہو۔۔“ اس نے گردن ترچھی کر مسکرا کر کہا تھا۔۔“ تعریف کے ساتھ ہنسی کیوں؟“ اس نے ذرا نا سمجھی سے پوچھا۔۔“ بارات آنے سے قبل مجتبیٰ نے ڈریسنگ روم میں آکر خاص الخاص تمہاری تعریف کی تھی۔۔“ وہ لب دبا گئی۔۔ اہان نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔

آنزل آج ہماری زندگی کی نئی شروعات ہے خبردار جو آپ نے اس ”
 سالے کا ذکر بھی کیا تو۔۔۔ اسے تو اسکی نئی بوس ہی ٹھیک کرے گی۔۔۔“ وہ
 دانتے کچکچا کر بولتا خیالوں میں گم خود ہی مسکرایا تھا۔
 ”نئی بوس۔۔۔ اہان تم۔۔۔“

اہاں آپ۔۔۔۔۔ زوجہ آپ کہیں۔۔۔۔۔ یہ تم تم کیا لگا رکھی ہے۔۔۔۔۔ اب ”
 میں مستقل شوہر ہوں آپ کا۔۔۔“ اس نے تصحیح ضروری سمجھی تھی۔۔۔
 کیوں پہلے عارضی تھے کیا۔۔۔۔۔“ اس نے شرارتا کہا تو اہان اسے ریلیکس ”
 ہوتا دیکھ متبسم سا چہرہ جھکا گیا۔۔۔ اسکی الفت بھری نگاہوں میں محبت کا
 جہاں آباد دیکھ وہ بھی مسکرا دی تھی۔۔۔

جاؤ فریش ہو جاؤ۔۔۔۔۔ یہ کپڑے چینج کر لو۔۔۔ میں بھی چینج کر لو۔ پھر دو ”
 نفل شکرانے کے بھی ادا کرنے ہیں امی نے مجھے لازمی تلقین کی
 ہے۔۔۔“ اہان نے یاد آنے پر تیزی سے کہا تو وہ بھی واشروم کی جانب بڑھی
 تھی۔۔۔

آہان!“ وہ کب سے اسے جگانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جو گدھے“
گھوڑے سب بیچ کر سو رہا تھا۔۔

آہان اٹھ جائیں۔۔ صبح کے دس بج رہے ہیں۔۔ سب لوگ ہمارا ناشتہ پر“
انتظار کر رہے ہونگے۔۔“ وہ تیار ہوئی کب سے اسے جگانے کے لئے جتن
کر رہی تھی۔۔ جس کی نیند اتنی پکی تھی۔۔ کہ کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہی
تھی۔۔

آہان۔۔“ اس بار اس نے جھنجھلا کر اسکا کندھا جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔“

جی جانِ آہان۔۔۔“ اس نے خمار سے لبریز آنکھیں کھول کر نکھری ”
نکھری سی آنزل کو دیکھا تھا۔۔۔ جو شاید ابھی شاور لے کر نکلی تھی۔۔۔ بالوں
سے شبنی قطرے ٹپک رہے تھے۔۔۔

صبح ہو گئی ہے۔۔۔ مہربانی ہوگی اگر آپ اٹھ کر واشروم میں تشریف لے ”
جائیں گے تو۔۔۔“ اس نے دانت کچپچپائے تو آہان اس کے انداز پر ہولے
سے مسکراتا، اٹھ کر بیٹھا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔۔ جبکہ وہ اسے بیدار
ہوتا دیکھ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی بال سکھا رہی تھی۔۔۔

یار آپ کو آج سرخ رنگ کا جوڑا پہننا چاہئے تھا۔۔۔“ وہ اس وقت گلابی ”
رنگ کے جوڑے میں ملبوس بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔۔

کل پہن تو لیا سرخ رنگ کا جوڑا۔۔۔ اب کیا روز ایک ہی رنگ پہنتی ”
رہو۔۔۔“ اس نے آئینے سے نظر آتے عکس کو گھور کر دیکھا تھا۔۔۔

کل تو میں نے تمہیں ٹھیک سے دیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔“ وہ جمائی روکتا ”
شرارت سے بولا۔۔۔

اب ساری زندگی دیکھتے رہنا۔۔۔ فی الحال اٹھ جاؤ ہمیں نیچے جانا ہے ناشتے”
 پر مجتبیٰ ہمارا انتظار کر رہا ہو گا۔۔۔“ آہان کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔
 ڈانٹ ٹیل می آئزل تمہارا وہ بھائی یہاں بھی عورتوں والی رسمیں نبھانے
 کے لئے پہنچ چکا ہے۔۔۔“ وہ کمفر ٹر اتار کر سائیڈ پر پھینکتا اس کے نزدیک
 آیا۔

عورتوں والی رسم سے کیا مراد ہے بھئی؟ رسم رسم ہوتی ہے۔۔۔“ اس نے
 ناک سے مکھی اڑائی تھی۔۔۔
 جی جی درست فرمایا آپ نے۔۔۔“ اس نے دانت کچکچائے۔

اچھا جلدی سے شاور لے لو، میں نے تمہارے لئے شلوار قمیض نکال دیا”
 ہے۔۔۔ ٹھیک ہے نا۔۔۔“ اُس نے دائیں جانب اشارہ کیا تو آہان نے ناک
 چڑھائی۔۔۔

کیا شلوار قمیض پہنا ضروری ہے؟“ وہ جانتی تھی اسے عام دنوں میں بھی
 یہ پہنا پسند نہیں تھا۔

ہاں کیوں ہر جگہ پینٹ شرٹ پہننے کے نہیں گھوما جاتا۔۔۔“ اس نے گھور کر ”
دیکھا تو وہ مسکرا کر بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔۔۔
اچھا جی۔۔۔ اب آپ کہتی ہیں تو پہن لیتے ہیں۔“ شرارت سے اسکا گال ”
چھوتا وہ کپڑے اٹھا کر واشروم کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ شام کو ولیمہ تھا اور وہ
اب مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

شرہ۔۔۔“ وہ تیزی سے تیار ہو رہا تھا۔۔۔ آج ایک فارنرڈ لیگیشن آرہا ”
تھا۔۔۔ اور اسے وقت پر آفس پہنچنا تھا۔۔۔ وہ جو اسکی تیاری میں ہیلپ کرا
رہی تھی اسکی آواز پر چونکی۔۔۔

جی۔۔۔“ وہ قدم اٹھاتی نزدیک آئی۔۔۔ ساتھ ہی پاس رکھی گھڑی اٹھا کر اسکی ”
جانب بڑھائی جو کلائی سامنے کر گیا تھا، اور وہ خاموشی سے گھڑی باندھنے لگی
تھی۔۔۔

مجھے ایک دور وز میں میٹنگ کے لئے آوٹ آف کنڑی جانا ہے۔۔۔ آپ ”
اپنی تیاری کر لیں۔۔۔ میرے ساتھ ہی چلیے گا۔۔۔“ ثمرہ جواسے کوٹ پہننے
میں مدد کر رہی تھی۔۔۔ یکدم چونکی۔۔۔

لیکن مصطفیٰ میں وہاں جا کر کیا کرونگی۔۔۔ آپ تو کام میں بڑی ”
ہونگے۔۔۔“ اسنے بہانہ گھڑا۔۔۔

پہلے بھی تو ساتھ جاتی تھیں ناویسے بھی، آپ کچھ روز قبل آفس جوائن ”
کرنے کے لئے بول رہی تھیں۔ بھول گئیں۔۔۔“ اپنے ساتھ ساتھ اس پر
بھی اپنی خوشبو چھڑکتا وہ آئی بڑواٹھا کر بولا تھا۔۔۔

تو پہلے میں کام سے ساتھ جاتی تھی۔۔۔ اب آپ کیا مجھے اپنے ساتھ ساتھ ”
آفس میں لے کر گھومیں گے۔۔۔ اور میں آفس کوئی کام وغیرہ کرنے نہیں
جاؤنگی۔۔۔“ وہ نروٹھے پن سے بولی، مصطفیٰ جواب تیزی سے اسکرین پر
انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔ یکدم چونکا۔۔۔

تو پھر کیوں جانا چاہتی ہیں؟“ اس نے حیرانگی سے استفسار کیا۔۔۔“

ویسے ہی ٹائم پاس کے لئے۔۔۔“ بیڈ پر بیٹھتی وہ شرارت سے بولی، تو ”
مصطفیٰ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

میرا آفس کوئی ٹائم پاس کی جگہ نہیں۔۔۔ اگر ٹائم ہی پاس کرنا ہے تو آپ ”
کچن میں تشریف لے جایا کریں۔ آپ بھی خوش اور میرا معدہ
بھی۔۔۔“ اس بار اس نے چھیڑنے کا کام سرانجام دیا تھا۔
کچن کا کام انتہائی زہر لگتا ہے مجھے۔۔۔ وہ تو میں ویسے ہی کر رہی ”
تھی۔۔۔“ اس نے جھر جھری سی لی۔
تو پھر آپ اپنا وہ پینٹنگ وغیرہ کا شوق پورا کر لیا کریں۔۔۔“ اس نے اسے ”
فوری کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔
ہمم! ” وہ سر ہلا گئی۔

مطلب آپ میرے ساتھ نہیں جا رہی ہیں؟ ” اس نے آئی برو ”
اٹھائے۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

سوچ لیں، میں ایسے موقعے روز روز نہیں دیتا۔۔ پھر میں فارن ٹرپ پر ”
 ہمیشہ اپنی سیکریٹری کو ہی ساتھ لے کر جاؤنگا۔۔“ اس نے ایک بار پھر اسے
 اکسایا تھا۔ تو ثمرہ ذرا پر سوچ ہوئی۔۔

میں آپ کے ساتھ ایک شرط پر جاؤنگی۔۔“ اسے نیم رضا مند دیکھ وہ ”
 ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگائے توجہ سے اسکی جانب متوجہ تھا۔۔

کیسی شرط؟“ اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔“

اگر آپ وہاں کام کے علاوہ مجھے گھمانے کا وعدہ کریں۔۔“ وہ شرارت سے ”
 بولی، کیونکہ اتنا تو وہ جانتی تھی کہ اسے گھومنا پھرنا کتنا برا لگتا تھا۔

چلیں ڈن ہو گیا۔۔۔ پھر فٹافٹ اپنی اور میری پیکنگ کر لیجئے گا۔۔ ابھی ”

چلیں ناشتے کے لیے لیٹ ہو رہا ہے۔۔“ اپنا بریف کیس اٹھا کر اسکی ہمراہی

میں قدم اٹھاتا وہ ناشتے کی میز پر آیا جہاں پہلے ہی عریضہ اور اسکی ماں

براجمان تھے۔۔

گڈ مارنگ بیوٹیفل لیڈیز!“ مصطفیٰ نے ہشاش بشاش لہجے میں وش کرتے ”
چئیر پر بیٹھی ماں کو حصار میں لیتے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔

گڈ مارنگ! کیا بات ہے آج بڑے فریش فریش نظر آرہے ہو؟“ اس ”
نے ثمرہ کو ذومعنی نظروں سے دیکھ استفسار کیا تھا۔ جس پر وہ جھینپ کر
پلیٹ میں سر جھکا گئی۔

خوش تو میں واقعی بہت ہوں۔۔ اینڈ گیس واٹ۔۔ اس کے پیچھے کیا وجہ ”
ہو سکتی ہے؟“ اس نے ماں کی جانب دیکھا۔ انہوں نے مسکرا کر مصطفیٰ کو
دیکھا تھا۔ کیونکہ وہ اسکی بات کو سمجھ گئیں تھیں۔۔

اہم۔۔ اف مجھے گیس کرنا نہیں آتا۔۔ تم ہی بتا دو۔۔“ وہ چند لمحے ”
سوچنے کے بعد ہار مان گئی۔۔ ثمرہ لبوں پر مسکراہٹ سجائے خاموش بیٹھی
تھی۔۔

یار آج میری جنت کا جہنم دن ہے۔۔“ بلا آخر اس نے بھانڈا پھوڑ ہی دیا ”
تھا۔۔ عریشہ اور ثمرہ دونوں ہی حیرت سے مسکرائی تھی۔۔ رات بارہ بجے

وہ زنیہ کے کمرے میں ضرور گیا تھا مگر مصطفیٰ نے اسے اُسکی برتھ ڈے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ بلکہ وہ آتے ہی کمرے کی لائٹس آف کرتا اُسے حصار میں لیتا آنکھیں موند گیا تھا۔

ہیپی برتھ ڈے آنٹی!“ اُس نے آگے بڑھ کر وش کرتے ہاتھوں کو چوما“ تھا، تو وہ اسکی محبت پر مسکرائیں۔

تھینک یو میرا بچہ۔۔“ جواباً انہوں نے بھی محبت سے کہا تھا۔ جبکہ ثمرہ“ خاموش رہی تھی۔ مصطفیٰ نے شدت سے اسکا انداز نوٹس کیا تھا۔ مگر پھر دونوں کے درمیان سرد مہری کی دیوار محسوس کر سر جھٹک گیا۔

عریشہ، تم میرے ساتھ ہی چلو گی یا پھر تھوڑی دیر سے آؤ گی۔۔“ اس“ نے کلائی پر وقت دیکھتے پوچھا۔ ساتھ ہی جو س کا گلاس لبوں سے لگایا تھا۔

نہیں یار، ساتھ ہی چلتی ہوں۔۔ ویسے بھی میری کار میں کچھ مسئلہ ہو گیا“ ہے۔“ وہ منہ بنا کر بولی۔

چلو تم جلدی سے ناشتہ فنش کر لو۔۔ میں باہر تمہارا ویٹ کر رہا”
 ہوں۔۔“ اس نے سمجھ کر سر ہلایا، ساتھ ہی اٹھ کر ثمرہ کو اشارہ کرتا وہ خود
 گھر کے بیرونی حصے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ جبکہ وہ معنی خیزی سے مسکراتی
 عریشہ کو اسمائل پاس کرتی نشست چھوڑ کر مصطفیٰ کی پیروی میں باہر کی
 جانب بڑھی تھی۔۔

وہ دونوں آگے پیچھے ہی کارپورچ تک آئے تھے۔۔ ڈرائیور سے گاڑی کی
 چابیاں لیتا مصطفیٰ کار کے پاس ٹھہر گیا تھا۔۔ جبکہ ثمرہ کو آتا دیکھ گارڈ زرخ
 موڑ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

سیم آپ نے مما کو وش نہیں کیا؟“ ثمرہ جیسے ہی قریب آئی اُس نے ذرا”
 سنجیدگی سے استفسار کیا، تو وہ اسے ایک گہری نگاہ سے دیکھتی تا سنی سانس
 کھینچ گئی۔۔

آئی بہت خوش تھیں اور انکا موڈ بھی اچھا تھا۔ میں انہیں وش کر کہ انکا ”
 موڈ نہیں خراب کرنا چاہتی تھی۔۔ اور میرا نہیں خیال کہ میرا وش کرنا
 بہت ضروری تھا۔ آپ نے اور عریشہ نے کر دیا بہت ہے۔۔“ وہ چاہ کر
 بھی مصطفیٰ سے شکوہ نہیں کر سکی تھی کہ اس نے کونسا اسے رات میں بتا دیا
 تھا۔ مصطفیٰ کچھ لمحے خاموش کھڑا رہا، پھر سامنے سے عریشہ کو آتا دیکھ
 اسے سائیڈ ہگ کرتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔
 پینک آج ہی مکمل کر لیجئے گا۔۔“ اس نے ایک بار پھر یاد دہانی کرائی ”
 تھی۔ اتنے میں عریشہ بھی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتی سیٹ پر بیٹھ گئی
 تھی۔۔

بائے بی بی!“ اس نے بائے کیا تو مصطفیٰ بھی مسکرا کر گاڑی گھوماتا کار گھر ”
 سے باہر لے گیا۔۔۔

آنزل اور آہان کا ولیمہ گزرے آج پورا ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔ آج مجتبیٰ کے آفس میں پہلا دن تھا۔

وہ وقت سے کچھ دیر پہلے ہی آفس پہنچ چکا تھا۔ رسیشنسٹ نے عریشہ کو اسکی آمد سے آگاہ کیا تھا۔ جس نے اسے اپنے آفس میں بلایا تھا۔

شٹ اپ! اپنی بکواس بند کرو۔ اور یہ دھمکی کس کو دے رہے ہو۔ تم

جانتے کیا ہوا بھی۔ تمہیں لگتا ہے کہ اکیلی لڑکی کو ڈرا دھمکا

لوگے۔ مجتبیٰ جو ہلکا سادہ روازہ کھولتا اس سے اندر آنے کی اجازت مانگ

رہا تھا۔ اسے اس قدر غصے میں دیکھ ایک لمحے کو ٹھہرا۔

مے آئی کم ان۔ وہ جو موبائل سائیڈ پر رکھتی غصے سے کھول رہی

تھی۔ سیدھی ہو کر بیٹھی۔

یس کم ان۔ مجتبیٰ کا چہرہ نمودار ہوتا دیکھ وہ ایک لمحے کو ٹھہری۔

مسٹر مجتبیٰ۔ ویلکم ٹو دا آفس۔ اس نے دیکھتے ہی اپنے تاثرات پر

قابو کیا تھا۔

”تھینک یو۔۔“

آپ ریسپشن پر جائیں۔ وہ آپ کو آپ کی جاب اور سیٹ بتادیں ”
گی۔۔“ پہلے تو بالکل بھول ہی چکی تھی کہ مجتبیٰ نے آنا تھا، اور اب جبکہ وہ
واقعی آگیا تھا تو وہ گڑ بڑا گئی تھی۔۔

”بٹ آپ نے کہا تھا کہ کسی دوسری برانچ۔۔۔“
یس بٹ ٹریننگ تو یہیں ہیڈ آفس میں ہوگی، اس کے بعد ٹرانسفر
ہو جائے گا۔۔“ اس نے آگاہ کیا۔۔
اوکے میڈم۔۔“ وہ سر ہلاتا آفس سے باہر نکل آیا تھا۔۔۔“

ایزی۔۔۔“ آہان آفس سے فارغ ہوتا گھر آتا سیدھا آئزل کو پکارتا اپنے
روم میں آیا تھا۔۔

السلام علیکم!“ وہ آسمانی رنگ جوڑے میں ملبوس مسکرا کر قریب آئی
تھی۔۔

و علیکم السلام! کیسی ہیں آپ جانِ جاں۔۔“ اُس نے محبت بھرے لہجے ”
میں کہتے اسے سینے سے لگایا تھا۔۔ آئزل اس کے والہانہ انداز پر اس کی جانب
دیکھتی ہو لے سے مسکرائی۔۔

خیریت ہے۔۔“ اس کا کوٹ اتار کر ایک جانب رکھتی وہ آئی برواٹھا کر ”
شرارت سے بولی۔۔

خیریت تو ہے۔۔ یہ دیکھیں آپ۔۔“ اس نے ایک لفافہ اس کی جانب ”
بڑھایا، اس نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔۔

اس میں کیا ہے؟“ اس نے آئی برواٹھائے۔۔

کھول کر تو دیکھیں۔۔“ اس نے لب دبائے۔۔ آئزل نے لفافہ کھولا تو ”
اس میں دوا ٹلی کے ٹکٹس تھے۔۔

آہان یہ۔۔“ اس نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سمیت سوال ”
کیا تھا۔۔

ہم ہنی مون پر جا رہے ہیں ڈار لنگ۔۔۔“ اس کی کمر کے گرد حصار قائم ”
 کرتا وہ محبت سے بولا تو آنزل نے آگے بڑھ کر اس کے ہلکی داڑھی والے گال
 پر اپنے لب رکھے تھے۔ وہ حیرت سے پوری آنکھیں کھول گیا۔۔
 تھینک یو۔۔۔“ اس کے حیران تاثرات دیکھ وہ جھٹ اپنا چہرہ اس کے سینے ”
 میں چھپا گئی تھی۔۔ جبکہ وہ دلکشی سے قہقہہ لگاتا اسے کمر سے پکڑ کر اونچا کئے
 گول گول چکر دیتا مسلسل قہقہہ لگا رہا تھا۔۔۔۔۔

مصطفیٰ!، مصطفیٰ آسٹریلیا میں اپنی میٹنگز بھگتا تا اب واپسی پر دودن کے ”
 لئے دبئی ٹھہر گیا تھا۔۔۔ وہ اس وقت مصطفیٰ کے ذاتی پینٹ ہاؤس میں
 موجود تھے۔۔ جب ثمرہ اسے پکارتی ہوئی بالکنی میں آئی تھی۔۔
 ہم! ” وہ اس وقت موبائل میں مشغول تھا۔۔۔“
 ہم گھر کب جائیں گے۔۔۔“ وہ رینگ سے ٹیک لگاتی ذرا اداس لہجے میں ”
 استفسار کر رہی تھی۔۔۔

کیوں میرے ساتھ بور ہو رہی ہیں آپ۔۔“ وہ اسکی آواز میں اداسی ”
محسوس کر موبائل جیب میں ڈالتا اپنے حصار میں لے گیا۔۔
میں آپ کے ساتھ کبھی بور نہیں ہو سکتی۔۔“ اس کے حصار میں چہرہ اٹھا کر ”
اس کی بئیر ڈچھوتی وہ نرم خوئی سے بولی تھی۔
ریٹلی تو پھر ہم مزید کچھ دن یہاں ٹھہر جاتے ہیں۔۔“ اب وہ اسے حصار
میں لئے دوسرا ہاتھ ٹراؤز کی جیب میں ڈالتا استفسار یہ گویا ہوا۔۔
ٹھہرنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مگر پھر آپ آفس کا کوئی بھی کام نہیں ”
کریں گے۔“ اس نے گھورا کیونکہ وہ اس کے گھنٹوں لیپ ٹاپ پر مصروف
رہنے سے عاجز آچکی تھی۔۔ وہ ہلکا سا قہقہہ لگا گیا۔۔
تو آپ چاہتی ہیں کہ میں ہر وقت آپ سے رومانس کرتا رہوں۔۔“ وہ ”
لب دبا کر شرارت سے بولا، تو وہ جھینپ کر سٹیٹائی۔
میں نے ایسا کب کہا۔۔“ اس نے خفگی سے گھورا۔۔“

ابھی تو کہا کہ مصطفیٰ آفس کا کام نہ کیا کریں۔۔ تو پھر یہاں کمرے میں ”

ایک ہی کام بچتا ہے۔“ وہ ہنوز شرارت کے موڈ میں تھا۔

ہم باہر گھومنے بھی جاسکتے ہیں۔“ اس نے منہ بنایا۔

تقریباً پورا دبئی تو گھوما ہوا ہے ہم نے۔۔“ وہ پہلے ہی آفس کی طرف سے ”

اسکے ساتھ آچکی تھی۔ اور دبئی بھی کافی بار گھوم چکی تھی۔

پہلے کی بات اور تھی۔۔ اب دوبارہ سے گھومتے ہیں نا۔۔“ وہ لاڈ سے ”

بولی۔۔

چلیں ٹھیک ہیں۔۔ جیسے میری جان میری بیگم کا حکم۔۔“ وہ اس بار اسے ”

سینے میں بھینچتا شرارت سے بولا، تو ثمرہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

جان بھی اچھا ہے ویسے۔۔“ وہ جو اسکے سر پر تھوڑی ٹکائے کھڑا تھا ذرا ”

چہرہ پیچھے کو کیا۔

ریلی! اس نے آبرو اٹھائے، تو اس نے زور زور سے سر اثبات میں ہلایا ”

تھا۔

او کے سوئیٹ ہارٹ۔۔ پھر آج سے میں آپ کو جان کہوں گا۔۔“ اس کے ”
چہرہ پر جھک کر اپنا لمس چھوڑتا شرارت سے بولا تو وہ شرمناک چہرہ اس کی گردن
میں چھپا گئی تھی۔۔۔

آئی لویو۔۔۔“ وہ اکثر یو نہی اپنی محبت کا اظہار کرتا تھا، اور وہ مسکرا دیتی ”
تھی۔

آئی لویو کا جواب آئی لویو ٹو ہوتا ہے۔۔۔“ اس کا اثر مایا شرمناک روپ اپنی ”
نگاہوں میں بسا تا ذرا معنی خیزی سے بولا۔۔۔

اونہوں! آئی لویو کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔۔۔“ وہ چہرہ اٹھاتی شرارت سے ”
بولی۔ تو وہ ذرا گھور کر مسرور سا مسکرا دیا۔ اس بات سے انجان کہ بسا
اوقات خوشیوں کی مدعت بہت مختصر ہوتی ہے۔۔۔

شارق!“ وہ اس وقت اپنے کمرے میں موجود بیڈ پر نیم درازی کی ”
پوزیشن میں لیٹا سوچوں میں گم غصے سے آگے کالائے عمل سوچ رہا
تھا۔ جی فرناز اسے پکارتی ہوئی روم میں داخل ہوئیں تھیں۔
جی!“ وہ اٹھ کر بیٹھا۔“

تمہارے بابا بتا رہے تھے۔۔ اگلے ہفتے پیشی ہے تمہاری۔۔“ انہوں نے
بات کا آغاز کیا۔

ہے تو مگر پریشانی کی کیا بات ہے۔۔ میری ایک بہت اچھے وکیل سے بات
ہو گئی ہے۔۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس وکیل کے جج سے بھی بہت
اچھے مراسم ہیں۔۔ اس کیس کا حل تو کوئی نکلا نہیں ہے جب تک مصطفیٰ
صاحب نہیں چاہیں گے مگر میں ضمانت اور تارتخ پر تارتخ آرام سے لے
سکتا ہوں۔۔ ویسے بھی میں زہنی بیمار شخص ہوں۔ اس لئے پندرہ دن سے
گھر میں بند ہوں۔“ وہ استہزائیہ مسکرایا تھا۔

زہنی بیمار تو تمہارا باپ ہے۔“ انہوں نے نخوت سے سر جھٹکا۔“

کیا ہوا خیریت؟“ اس نے نا سمجھی سے ابرو اٹھائے۔“
 خیریت ہی تو نہیں ہے بس۔“ وہ زچ ہوا۔“
 ہوا کیا ہے؟ آپ کھل کر بتائیں گی؟“ اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے“
 تھے۔

تمہارے باپ کی اپنی اس بیٹی کے لئے محبت جاگ گئی ہے۔“ انہوں نے“
 نخوت بھرے لہجے میں کہا تو شارق کی پیشانی پر پڑے بلوں میں اضافہ ہوا
 تھا۔

تو اس میں غلط کیا ہے؟“ وہ ذرا تند ہی سے بولا تو وہ حیران ہوئی۔“
 اس میں کچھ غلط نہیں ہے؟“ انہوں نے ناگوار لہجے میں دریافت کیا۔“
 بالکل بھی نہیں۔“ اس نے سر جھٹکا۔“
 مطلب تمہارے نزدیک ابھی بھی بہن بے قصور ہے۔“ فرناز کو اپنی“
 سماعت پر شبہ ہوا جبھی وہ حیرانگی سے دریافت کرنے لگیں۔

میری بہن بے قصور ہے۔۔ وہ جو کچھ بھی بول رہی ہے یا پھر کر رہی ہے ”
 وہ سب اس احد مصطفیٰ کی وجہ سے کر رہی ہے۔۔ اور اس سب میں غلطی
 بابا کی ہے وہ اسے مجبور نہ کرتے تو یہ سب بھی نہ ہوتا۔“ شارق کی بات سن
 فرناز کو حیرت انگیز جھٹکا لگا تھا کیونکہ ثمرہ کے انکار کے بعد وہ گھر واپس آتا
 پورا جہاں سر پر اٹھا چکا تھا۔۔ اور اب کتنے آرام سے سب کہہ رہا تھا۔۔
 کمال ہے پہلے باپ اور اب بھائی کی بھی محبت جاگ چکی ہے۔۔“ وہ طنزیہ
 لب و لہجہ اختیار کر گئی۔۔
 تو اس میں غلط ہی کیا ہے؟ وہ بہن ہے میری۔۔ بیٹی ہے ہماری۔۔ ہم ”
 اسے یوں دشمن کے مورچے میں تو نہیں چھوڑ سکتے نا۔۔“ فرناز نے ذرا
 مشکوک نظروں سے گھورا تھا۔۔ کیونکہ وہ ثمرہ کو لے کر فکر مند رہتا
 تھا۔۔ اس سے محبت بھی کرتا تھا مگر اب بہن کے لئے محبت کی انتہا اور
 جذباتیت کھٹکار ہی تھی۔۔

تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔۔ ذرا بتانا پسند کرو گے۔۔۔“ وہ طنزیہ ”
لہجے میں گویا ہوئیں تھیں۔

ویسا تو کچھ بھی نہیں چل رہا، جیسا آپ سوچ رہی ہیں۔“ وہ نے استہزائیہ ”
سر جھٹکا۔

اوہ یعنی میں ہی پاگل ہوں۔۔۔“ وہ گہرا سانس بھر گئیں۔“
معلوم نہیں۔ مگر پلیز ابھی میرے روم سے چلی جائیں۔۔۔ میرے سر میں ”
درد ہے اور یہ قصویٰ کہاں ہے؟ ہر وقت دوستوں سے ساتھ کہیں نہ کہیں
نکلی رہتی ہے۔۔۔ اس سے کہیں گھر رہا کریں، شریف گھروں کی لڑکیاں
یوں آدھی آدھی راتوں کو مٹر گشتی نہیں کرتی پھرتیں۔۔۔“ اس بار وہ الٹا
برہم ہوا تھا۔

وہ جہاں جاتی ہے مجھے اور تمہارے بابا کو بتا کر جاتی ہے۔۔۔ میری بیٹی پر ”
شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ اس بار وہ سختی سے بولیں۔

ایک بات یاد کر لیں۔۔ عورت ذات اعتبار کے قابل نہیں ہوتیں۔۔“ وہ یکدم سنجیدگی کا لبادہ اوڑھتا درشتگی سے بولا، ساتھ ہی بیڈ پر کروٹ بدل گیا۔۔

مگر میں میری بیٹی پر مکمل اعتبار کرتی ہوں۔“ انہوں نے جتنا ضروری سمجھا” تھا۔

مرضی ہے آپ کی۔۔ مگر ایک بات یاد کر لیں کہ میں قصویٰ سے شمرہ“ سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔۔ کیونکہ وہ ہمیشہ میرے لئے ایک ڈول جیسی رہی ہے۔۔ میری اولاد کی طرح ہے۔۔ مگر کبھی اس نے کوئی ایسا عمل کیا جو اس گھر کے مردوں کے لئے شرمندگی یا زلت کا باعث بنا تو قاتل تو میں پہلے ہی ہوں باقی آپ خود سمجھدار ہیں۔۔“ فرناز کا فق پڑتا چہرہ دیکھ وہ اپنے پتھر یلے تاثرات پر بمشکل قابو پاتا انتہا کے کھر درے لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔

لگتا ہے تمہارا تو دماغ ہی خراب ہو گیا ہے۔۔“ انہوں نے نخوت سے سر ”
جھٹکا۔۔

جی ہو گیا ہے۔۔ اور آگر بار بار اس گھر کی عورت ہمارا سر شرم سے ”
جھکائے گی تو پھر اس گھر کے مردوں پر فرض ہے کہ وہ اس وجہ کو ہی زمین
میں دفن کر دیں۔۔“ وہ سفاکیت سے گویا ہوا تھا۔

تو سب سے پہلے جا کر اپنی اس سگی لاڈلی بہن کا سرتن سے جدا کر دیا ”
تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے دشمن کی باہوں میں تھی۔۔“ وہ
ہمیشہ کی طرح ثمرہ کے لئے تضحیک آمیز لفظوں کا چناؤ کر گئیں تھیں۔۔
احد مصطفیٰ بھلے میرا دشمن ہے مگر میری بہن کا شوہر ہے وہ کسی غیر ”
شخص کے حصار میں نہیں تھی۔۔ یہاں میری غیرت کا جوش مارنا بالکل
بیکار سی بات ہے۔۔“ فرناز نے آنکھیں پھٹی پھٹی۔۔

واہ واہ۔۔۔ پھر تو وہ جو تمہاری آوارہ ماں تھی اسے بھی گلے لگا لو کیونکہ ”
تمہارے باپ سے طلاق لے کر اس نے اپنے عاشق سے نکاح کیا تھا کچھ
غلط تھوڑی تھا۔۔۔“ فرناز نے ناگواری سے غرا کر جتایا تھا۔

بالکل کچھ غلط تھوڑی تھا۔۔۔ مگر میرے باپ سے بے وفائی کی تھی۔۔۔ اور ”
ان کے لئے یہ سزا کافی ہے کہ انہیں اپنی اولاد کے چہرے دیکھے سالوں
گزر چکے ہیں۔“ فرناز کی بات کجا کہ اس کے دل پر جا کر لگی تھی۔۔۔ مگر پھر
بھی وہ ضبط کر گیا۔۔۔

دوسری بات میری ماں اور بہن کا کوئی مقابلہ نہیں۔۔۔ مگر میں بس آپ کو ”
اتنا کہہ رہا ہوں کہ ان لڑکیوں پر اندھا اعتبار نہ کریں پھر چاہے وہ ثمرہ ہو یا
قصویٰ کیونکہ عورت ذات پر اندھا اعتبار معاشرے میں مرد کی عزت دو
کوڑی کی کر کے رکھ دیتا ہے۔۔۔“ وہ زہرا گلنے لگا تھا۔

اور اگر مرد عورت کو گھر کی چار دیواری میں عزت تحفظ اور محبت فراہم ”
کرے تو وہ کبھی باہر کے لوگوں میں سکون تلاش نہیں کرتی۔۔۔ مگر یہ بات

تم جیسے مردوں کو سمجھائے کون۔۔۔“ فرناز پہلی بار کوئی ڈھنگ کی بات کر کہ گئیں تھیں وہ بھی اس لئے کیونکہ اب بات ثمرہ تک محدود نہیں رہی تھی۔۔۔ بلکہ اس غلاظت کے چھینٹے انکی اپنی بیٹی تک بھی پہنچنے لگے تھے۔۔۔

وہ دونوں باپ بیٹے اس وقت اسٹڈی میں موجود تھے۔۔۔ جہاں مقابل بیٹھا انکا بیٹا انتہا کے غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

بابا دادا ابو ہمارے ساتھ یہ زیادتی کیسے کر سکتے ہیں وہ اپنی جائیداد کا ستر ”

فیصد چچا کے نام کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔“ چہرہ ضبط کے باعث سُرخ پڑ گیا تھا۔۔۔

حوصلہ رکھو۔۔۔ یہ ساری جائیداد ہر حال میں آنی تو یہیں ”

ہے۔۔۔ تمہارے اور عریشہ کے نکاح کے کاغذات تو ہیں نا تمہارے پاس۔۔۔“ انہوں نے ہمیشہ والا ترپ کا پتہ پھینکا تھا۔۔۔

بالکل ہیں۔“ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

بس اب ہم اس نکاح کو کیش کریں گے۔“ وہ ہولے سے مسکرائے۔۔

اور میری فیملی؟“ مقابل کو اپنی بیوی کی فکر ہوئی تھی۔۔

تمہاری بیوی تمہاری پر اپرٹی ہے کہیں بھاگی نہیں جا رہی۔۔ لیکن ابھی ہم

بس اسی طریقے سے اس لڑکی کو لگا میں ڈال سکتے ہیں۔۔“ وہ آگے کی

منصوبہ بندی کر بیٹھے تھے۔۔

میں آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں مگر اس تمام قصے میں میری فیملی

پر کوئی اثر نہیں پڑنا چاہئے۔۔“ وہ ناگوار لہجے میں بولا۔۔

حوصلہ رکھو کچھ نہیں ہو رہا تمہاری بیوی کے ساتھ۔۔“ انہوں نے بیٹے کو

ڈپٹا۔۔

ٹھیک ہے پھر کل میں ملاقات کر لیتا ہوں اس کے بعد باقی کی تمام

معاملات آپ دیکھ لیجئے گا۔۔“ وہ ناک پر سے مکھی اڑا گیا۔۔

ہاں جاؤ تم۔۔“ وہ اب پر سوچ دکھائی دے رہے تھے۔۔

ہائے مجتبیٰ کیا قسمت پائی ہے۔۔۔ صبح آفس جانے سے پہلے ناشتہ بھی خود ”
 بناؤ بھئی واہ۔۔۔“ وہ اپنے لئے چائے بنانا عادت بڑا بڑا بھی رہا تھا۔۔۔ جبھی اسکا
 موبائل رینگ ہوا تھا۔۔۔ وہ اسکرین پر نظر ڈال مسکرایا کیونکہ اس کی آفس
 ٹائمنگ میں وہ لازمی صبح اور لنچ ٹائم میں کال کرتی تھی۔۔۔

السلام علیکم! کیا تمہارا شوہر کوئی کام دھندا نہیں کرتا ہے جو تم اس پر توجہ ”
 دینے کے بجائے ہر وقت مجھے ہی کال کرتی رہتی ہو۔۔۔“ اس نے ہمیشہ کی
 طرح مخصوص جملہ دہرایا تھا۔۔۔ وہ جواہان کی تیاری میں مدد کرانے کے
 ساتھ ساتھ فون اسپیکر کر گئی تھی اب مسکرا کر اسکی جانب دیکھ رہی
 تھی۔۔۔ جس نے اتنی برواٹھائے تھے۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ بس مجھے تمہاری فکر ہوتی ہے۔ کتنی بار کہا ہے ”
 ناشتہ یہیں کر لیا کرو۔“ وہ اس وقت اہان کی شرٹ کا بٹن ٹانک رہی تھی جو
 اچانک ہی ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

تو پھر کہاں ہے وہ تمہارا نکما شوہر۔۔۔“ اس نے جان کر کہا تھا۔۔۔“
 بیوی کا آگر بھائی نکما ہو تو اسے خوش رکھنے کی خاطر اس کے نکلے بھائی کی ”
 بھی خوشی کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔۔۔“ اس بار وہ خود کو کہنے سے باز نہیں رکھ
 سکا تھا۔۔۔ ساتھ ہی مسکراتی ہوئی آنرل کو آنکھیں دکھائی تھیں۔۔۔
 اچھا تم جاسوس کی طرح یہیں کھڑے ہوا بھی تک۔۔۔“ اس نے مسکرا ”
 چھیڑا تھا۔۔۔

ہاں تو میری بیوی ہر وقت تمہاری فکر میں گھلتی رہتی ہے۔۔۔“ وہ جتاتے ”
 لہجے میں بولا۔

میں تو آفس جا رہا ہوں یا یہ بلا وجہ پریشان ہو رہی ہے۔۔۔“ اس بار وہ ”
 نرمی سے بولا۔۔۔

اسی لئے بولتا ہوں شادی کر لے تاکہ میں سکون سے اپنی بیوی کے ساتھ ”
 ہنی مون پر جاسکوں۔۔۔“ وہ ازلی بے باکی سے بولا آنرل نے پوری آنکھیں
 کھول کر گھورا تھا۔۔۔

ماما کہہ رہی تھیں کہ آپ سارا سارا دن روم میں بند رہتی ہیں۔۔۔ جان ”
 سکتا ہوں کیوں؟“ وہ کافی دن سے باز پرس کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔ مگر ہر بار اسکا
 خوشگوار موڈ دیکھ کر سر جھٹک جاتا۔۔۔

میں جب روم سے باہر جاتی ہوں تو وہ ملازمین کے سامنے میری کسی نہ ”
 کسی بات پر بے عزتی کر دیتی ہیں۔۔۔ پھر سینکندز بعد صحیح سے بات کرنے
 لگتی ہیں۔۔۔ آگرا نہیں یہ لگتا کہ وہ یوں میری بے عزتی کریں گی اور میں
 انکے ساتھ نارمل رہونگی تو سوری اہان یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔۔۔“ اس بار وہ
 بھی سنجیدگی سے بولی تو اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔۔
 تو یہ بات تمہیں مجھے بتانی چاہئے تھی نا۔۔۔“ اس بار وہ نرمی سے ”
 بولا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسکی ماں اس شادی سے زیادہ خوش تو نہیں
 تھیں۔۔۔

تاکہ تمہیں لگتا کہ میں ٹیپیکل عورتوں کی طرح بیٹے سے اسکی ماں کی ”
 شکایت کر رہی ہوں۔۔۔ دوسری بات یہ بات میرے نزدیک اتنی بڑی

نہیں ہے۔۔ دنیا میں ہم سب کی پسند نہیں بن سکتے۔۔ آگرا نٹی کو میں بہو کی صورت نہیں پسند تو اس اوکے۔۔ مگر اب میں انکے بیٹے کی بیوی تو ہوں نابات ختم۔۔“ اس بار وہ ذرا ناراض لہجے میں بولی۔۔

میں ایسا کیوں سوچو نگا آ نزل۔۔ گھر میں کوئی بھی مسئلہ ہو آپ سب سے ” پہلے مجھے بتائیں گی تاکہ میں اپنے طریقے سے ہینڈل کر سکوں۔۔“ وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا اپنے ہونے کا مان بخش رہا تھا۔۔

”اوکے۔۔۔“

پلیز سارا دن کمرے میں نہ رہا کریں۔۔ تھوڑا دن غصہ کریں گی پھر ٹھیک ” ہو جائیں گی ویسے بھی ایک دو روز میں ہم ہنی مون پر چلیں گے۔۔ پھر۔۔۔“ وہ کچھ کہتے کہتے یکدم سے رُکا تھا۔۔

پھر؟“ اُس نے آئی برو اٹھائے، تو وہ شرارت سے کان کے نزدیک جھکتا ” سرگوشیانہ بولا تھا۔۔ جبکہ اُس کا چہرہ لمحوں میں سُرخ پڑ گیا تھا۔۔

انتہا کے بد تمیز انسان ہو تم۔۔۔“ وہ اس قدر سنجیدہ گفتگو میں اسکی انتہائی ”
غیر سنجیدہ اور بے باک معنی خیز سرگوشی پر کان کی لوتک سرخ پڑ گئی
تھی۔۔۔ جبکہ وہ قہقہہ لگا گیا۔۔۔

تو اس میں اتنا اثر مانے والی کونسی بات ہے۔۔۔ ہر شادی شدہ کیل ”
ہی۔۔۔۔۔“ وہ ایک بار پھر کچھ بولنے لگا تھا جبھی آئزل تیزی سے اس کے
چہرہ ہاتھ رکھتی منہ بند کر گئی۔۔۔

شش! خاموش ہو جاؤ تم۔۔۔ بہت فضول بولتے ہو۔۔۔ اور آفس جاؤ۔۔۔“
تمہیں لیٹ ہو رہا ہے۔۔۔“ وہ اس کا رخ پھیر گئی جبکہ وہ قہقہہ لگاتا سے اپنے
حصار میں لے کر ہگ کرتا ماتھے پر بوسہ دیتا روم سے انکی ہمراہی میں ہی نکلا
تھا۔۔۔ جس کا رخ اب نیچے ناشتے کی ٹیبل کی جانب تھا۔۔۔

وہ دونوں ناشتے کی میز پر آئے تو وہاں تھمینہ بیگم اور مہروز صاحب پہلے سے ہی ٹیبل پر موجود تھے۔ ان دونوں کو دیکھ وہ اپنی باتوں سے چونکے۔

السلام علیکم!“ پہل آ نزل نے کی، جبکہ آہان بھی ماں کا ماتھا چومتا اپنی ”

کر سی گھسیٹ کر بیٹھ گیا تھا اسکے عین برابر میں آ نزل نے نشست سنبھال لی تھی۔

وعلیکم السلام! آج دیر ہو گئی آپ لوگوں کو؟“ انہوں نے محبت بھرے ”

لہجے میں استفسار کیا تھا۔

آہم بس ویسے ہی آنکھ دیر سے کھلی تھی۔“ اس نے بہانہ گھڑا جبکہ آ نزل ”

نے اسکے اشارے پر کرو سنوٹس کی پلیٹ اٹھا کر پاس کی تھی۔

اچھا اچھا! آپ دونوں کی فلائٹ کب کی ہے؟“ انہوں نے سوال کیا۔

دو دن بعد کی ہے۔۔۔“ وہ جو س کا گلاس لبوں سے لگتا مصروف سے انداز ”
 میں بولا۔ جبکہ تھمینہ ایک نظر آئزل کے کھلے سے چہرے پر ڈال سر جھٹک
 گئیں۔۔۔ جو انکے بیٹے کے ساتھ بیٹھی مکمل اور پیاری لگ رہی تھی۔۔۔
 چلیں پھر آپ خیر سے جائیں۔۔۔“ آہان کلائی میں بندھی گھڑی پر وقت ”
 دیکھتا فوراً سے بیشتر اٹھ کر بیٹھا تھا۔۔۔

چلیں میں نکلتا ہوں۔۔۔ آپ میرے ساتھ ہی چلیں گے یا لیٹ آئیں ”
 گے؟“ وہ اب اپنی طبیعت خرابی کی وجہ سے بہت کم آفس آنے لگے تھے۔
 تم جاؤ میں آج کا سارا وقت اپنی بیوی کے ساتھ گزاروں گا۔“ وہ تھمینہ کو ”
 دیکھ شرارتی لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

واہ نئی شادی میری ہوئی ہے اور کوالٹی ٹائم آپ لوگ اسپینڈ کر رہے ”
 ہیں۔“ وہ شرارتی لب و لہجے میں گویا ہوا تھا۔
 شادی نئی ہو یا پرانی، بیوی کے وقت پر نو کمپر و مائز۔۔۔“ آئزل مسکرا دی ”
 تھی۔

اور کام کون کرے گا؟“ انہوں نے گھورا۔

بھئی کام دن کے لئے ہوتے ہیں اور شادی شدہ لوگوں کی رات ”
 ---“ اس سے قبل کے وہ سدا کا بے باک انسان کوئی زو معنی جملہ پاس کرتا
 آنزل نے سٹپا کر اُسکا ہاتھ دبایا تھا۔

چلیں مجھے دیر ہو رہی ہے میں نکلتا ہوں۔“ آنزل کو اپنے ماں باپ کے ”
 سامنے خواہ مخواہ شرمندہ ہوتا دیکھ وہ اللہ حافظ کرتا باہر کی جانب بڑھا
 تھا۔ جبکہ وہ دونوں میاں بیوی اسے خوش دیکھ اسکی مسکراہٹ یو نہی
 سلامت رہنے کی دعا کرتے سر جھٹک گئے۔ آنزل بھی اس کے اشارے
 پر ساتھ ہی گئی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا ڈار لنگ اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہو؟“ وہ کار کا دروازہ کھولتا ذرا اٹھہر ”
 کر شرارت سے گویا ہوا۔

حد ہوتی ہے بد تمیزی کی۔۔۔ یہ باتیں انکل آنٹی کے سامنے کرنے والی ”
ہیں؟“ وہ خفا ہوئی۔

تو پھر کس کے سامنے کرنے والی ہیں؟“ وہ پھر سے شرارت کے موڈ میں ”
تھا۔۔

اف! آپ سے کوئی نہیں جیت سکتا۔۔ صحیح کہتا ہے مجتبیٰ آپ کے ”
بارے میں۔۔ کہ ایک نمبر کے بے ہودہ انسان ہیں آپ۔۔“ وہ دانت کچکچا
کر بولی تھی جبکہ وہ قہقہہ لگا گیا۔۔

ویسے میرے رومانس میں ہر وقت اس سارے کو نہ گھسیرا ”
کریں۔۔“ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا ذرا چڑ کر بولا تو وہ مسکراہٹ دبا گئی۔۔
فی امان اللہ!“ وہ ہولے سے مسکرایا اور فلائنگ کس دیتا گاڑی بھگالے ”
گیا۔۔ جبکہ وہ مسکراتی ہوئی واپس روم میں آئی تھی۔۔

مصطفیٰ! ان دونوں کی آج شام کی پاکستان کی فلائٹ تھی۔۔ اور ثمرہ کب ”
 سے اسے جگانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جو رات دیر سے سونے کے
 باعث اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔

جی جانِ مصطفیٰ!“ وہ خمار آلود لہجے میں ذرا سی آنکھیں کھول کر بولا، جبکہ ”
 ثمرہ کانکھرا نکھرا سا روپ دیکھ اسکا موڈ مزید خوشگوار ہو گیا تھا۔
 شاید ہماری آج شام کی فلائٹ ہے پاکستان کی۔“ اس نے خفگی سے ”
 بتایا۔۔

جانتا ہوں، کوئی نئی بات کریں۔۔“ وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچ ”
 گیا۔

نئی بات یہ ہے کہ پلینز جلدی سے اٹھ جائیں مجھے بہت شدت کی بھوک ”
 لگی ہے۔۔“ اس بار اسنے معصوم سامنہ بنایا تھا۔۔

اوہ! مجھے لگا آپ کوئی رومینٹک بات کرنا چاہ رہی تھیں۔۔“ ثمرہ نے ”
 کینہ توڑ نگاہوں سے گھور کر دیکھا تھا۔

ویسے حد ہوتی ہے بے شرمی کی بھی میں تو آپ کا یہ روپ دیکھ کر بے ”
 ہوش ہونے والی ہو گئی ہوں مصطفیٰ۔۔۔ سچ سچ بتائیں آپ اسٹریلیا میں کسی
 الٹی سیدھی ایکٹیویٹی میں تو نہیں پڑ گئے تھے؟ مطلب ایسے تو آپ کبھی
 نہیں تھے؟“ اس نے ہمیشہ کی طرح اپنی بڑی بڑی آنکھیں مزید پھیلا کر
 حیرانگی کا اظہار کیا تھا جبکہ وہ قہقہہ لگا گیا۔۔۔

آپ شاید بھول رہی ہیں کہ میں پہلے بھی کافی رومینٹک تھا۔۔۔ بس اس ”
 وقت آپ میری بیوی نہیں تھیں تو اسٹائل ذرا ڈفرنٹ تھا ورنہ آپ خود ہی
 انتہا کی بورنگ لڑکی ہیں۔۔۔“ اسے اپنے حصار میں لیتے اسکے بال سنوارتا
 وہ ذرا جتنا تے لہجے میں بولا۔۔۔

آپ پہلے صرف رومینٹک ہونگے مگر اب آپ رومینٹک پرومیکس ”
 ہو گئے ہیں۔۔۔“ اس نے گھور کر کہتے اسکا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔ جو ایک بار پھر
 پٹری سے اتر اٹھا۔۔۔

افف! کسی نے دیکھی ہے ایسی آدم بیزار لڑکی نہیں مطلب شوہر کی ”
محبت سے اکتائی ہوئی لڑکی۔۔“ وہ ذرا شاعرانہ انداز میں بولا تو وہ پورے
دل سے مسکرائی تھی۔۔

نہیں شوہر کی محبت سے بالکل بھی نہیں اکتائی۔۔ مگر یہ جوہر وقت کا آپ ”
کارومانس ہے نایہ مجھے چڑولا دیتا ہے۔۔ خیر جلدی اٹھیں۔۔ مجھے بھوک
لگ رہی ہے۔۔ آج ناشتہ باہر کریں گے۔۔“ وہ اس کا کفرٹر پھینکتی
زبردستی اٹھا کر بیٹھا گئی۔۔ جو بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسکا گال نرمی سے چھوتا
اٹھ بیٹھا تھا ساتھ ہی شرٹ کھینچ کر درست کرتے قدم و اشروم کی جانب
بڑھائے تھے۔۔۔

افف مصطفیٰ کیا ہو گیا ہے آپ کو؟“ وہ دونوں اس وقت پلین میں تھے ”
جب مصطفیٰ نے دھیرے سے جھک کر اس کے کان میں معنی خیز سرگوشی کی
تھی۔۔

کیا ہوا؟“ اس نے ذرا اپنی بیوی کو گھورا، جو کچھ زیادہ ہی اور ریکٹ کر رہی تھی۔

بھئی ہم پلین میں ہیں۔۔“ وہ اس وقت فرسٹ کلاس میں تھے۔ مگر ”اس کے باوجود اس نے احساس کرانا ضروری سمجھا تھا۔

تویار چل کریں میں کونسا یہاں رومانس جھاڑ رہا ہوں۔ آپ سے ایک ”سمپل سا سوال کر رہا ہوں مگر آپ کی تو شرم ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی۔“ اس بار وہ سچ میں چڑ گیا تھا۔

کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ مجھے یہ سب یوں پبلک میں پسند نہیں ”ہے۔“ اس بار وہ نروٹھے پن سے بولی تو مصطفیٰ سیدھا ہوا اور گھور کر اسکی جانب دیکھا تھا۔

ذرا بتائیے گا میں نے کب آپ کو پبلک میں شرمندہ کیا ہے؟“ وہ سختی ”سے باز پرس پر اتر ا تھا۔ کیونکہ یہ حقیقت تھی کہ وہ خود اچھا خاصہ ریزرو نیچر کا بندہ تھا۔ اور جس حالات میں انکی شادی ہوئی تھی وہ یہ وقت ثمرہ

کے ساتھ اسپیشل بنانا چاہتا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے مزاج سے ہٹ کر رویہ اختیار کر گیا تھا مگر اسے بھی شاید کوئی ایکسٹرا ریزور نیچر بیوی مل گئی تھی۔

پبلک میں نہیں کیا مگر میں یہاں بھی کمفرٹبل نہیں ہوں۔“ اس نے ”پبلک پلیس کا احساس کرایا تھا۔

مطلب اب بندہ زبانی کلامی بھی رومانس نہیں کر سکتا۔“ اس نے منہ ”بنایا تو اس بار ثمرہ مسکراہٹ چھپاتی اسکے خفا تاثرات دیکھ چہرے سے نزدیک ہوئی تھی۔

اب کیا ہے؟“ اسکی گرم جھلستی سانسوں کی حدت اپنے گال پر محسوس کر ”وہ کھر درے سے لہجے میں چڑ کر سوالیہ بولا۔

کچھ نہیں بس اب میرا رومانس کرنے کا دل کر رہا ہے۔“ وہ شرارتی لہجے ”میں بولتی اسکے رخساروں پر ہونٹ رکھ گئی مصطفیٰ کو خوش گوار حیرت نے

اپنی لپیٹ میں لیا تھا جبکہ وہ شرما کر تیزی سے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئی۔۔

ہاں پہلے بندے بشر کو اپنی ادائیں دکھا کر بہکانے کا سامان کریں جب ہم ”
الفت لٹانے پر آئیں تو آپ ان کمفر ٹیبل ہو جائیں۔۔“ وہ خفگی سے منہ بنا کر
بولا جبکہ اس کے سینے سے لگی بیٹھی وہ دل کھول کر کھلکھلائی تھی۔۔
دیکھیں میرا رومانس قیمتی ہے میں کبھی کبھی کرتی ہوں نا۔۔“ اس کی ”
اس لاجک پر وہ عیش عیش کراٹھا تھا۔۔
ویری فنی۔۔“ اس نے منہ بنایا۔۔“

اچھا اب موڈ تو ٹھیک کر لیں۔۔ نہیں کہتی کچھ۔۔ مجھے پتہ ہے گھر جا کر ”
تو ویسے بھی آپ نے آفس میں ایسا گم ہونا ہے پھر یاد ہی نہیں رکھنا کہ آپ
کی ایک عدد بیوی بھی ہے۔۔“ وہ خفا ہوئی۔

اگر آپ کو ایک عدد بیوی ہونے پر اعتراض ہے تو دو عدد کر لوں؟“ وہ ”
شرارت سے ہنسی دانتوں تلے دبا گیا۔۔

یہ آپ مردوں کو شادی کا اتنا شوق کیوں ہوتا ہے؟“ اسکا کالر پکڑ کر رخ
اپنی جانب کرتی وہ ذرا سختی سے بولی تھی۔۔۔

وہ بڑے کہتے ہیں ناکہ مرد کے دل میں دوسری عورت کی اور عورت کی
الماری میں نئے سوٹ کی جگہ ہمیشہ برقرار رہتی ہے۔۔۔“ وہ ثمرہ کو تپانے
کی غرض سے ذرا شرارت سے بولا، جبکہ وہ چڑنے کے بجائے یکدم سنجیدہ
ہوتی خاموش رہ گئی تھی۔۔۔ اسکا بدلتا رویہ نوٹس کر مصطفیٰ یکدم سیدھا ہوا
تھا۔۔۔

مزاق کر رہا ہوں ثمرہ۔۔۔“ اس کے گرد اپنا حصار تنگ کرتا وہ نرمی سے
بولاتا کہ وہ بات دل پر نہ لے جائے۔۔۔

میں کبھی کبھی سوچتی ہوں بابا نے دوسری شادی کیوں کی تھی۔۔۔ جبکہ
ان کے پاس تو اولاد بھی تھی۔۔۔ شاید یہی بات ہے کہ مرد کے دل میں
ہمیشہ دوسری عورت کی جگہ رہتی ہے۔۔۔“ وہ نجانے کس سوچ میں غرق

ہو گئی تھی۔۔ مصطفیٰ نے اس کے لہجے میں نمی محسوس کر خود میں بھیج لیا تھا۔۔

ثمرہ شادی کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے اگر آپ کی ماما کے بعد آپ ”
 کے فادر نے دوسری شادی کر لی تو کوئی گناہ نہیں کیا۔۔ نکاح کرنا غلط نہیں
 ہے غلط جب ہو تا جب وہ کسی غلط راہ پر چل پڑتے۔۔ اور یہ سب کہنے کی
 باتیں ہیں اگر عورت بیوہ یا طلاق یافتہ ہو تو دوسری شادی تو اسے بھی ہر حال
 میں کرنی ہوتی ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔۔ مگر یہ ہمارے
 معاشرے کا قصور ہے کہ کچھ چیزیں جو ہمارے لئے حلال کر دی گئی انہیں
 ہم نے اپنی فرسودہ ہنداؤ نہ سوچ کے زیر نظر خود کے لئے مشکل بنا
 لیا۔۔ مثال کے طور پر ہمارے مذہب میں عورت کا طلاق یافتہ ہونا کوئی
 عیب نہیں ہے، ہو گئی سو ہو گئی ہمارے معاشرے کے مطابق یہ بہت بڑا
 عیب ہے، ہم خود ہی سوچ لیتے ہیں کہ شاید عورت میں یہ برائی ہو، وہ برائی
 ہو گی یہ وہ۔۔ اسی طرح مرد کی دوسری شادی بھی کوئی گناہ یا غلط کام نہیں

ہے مگر بات پھر وہی سوچ کی ہے۔۔ کہ ہمارے مرد زانی، شرابی اور چالیس سال کا کنوارہ شخص تو قبول ہے مگر ایسا مرد نہیں جو دوسرے نکاح کا خواہش مند ہو۔۔ جبکہ آپ لے والد نے ایک کی موجودگی میں دوسری نہیں کی تھی۔۔ انہوں نے دوسرا نکاح آپ کی ماما کے جانے کے بعد کیا تھا۔۔ کیونکہ انسان کو ہر عمر میں جذباتی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔۔ "ثمرہ نے سر جھٹکا۔۔

مگر دوسری شادی کا یہ مطلب تو نہیں ہے ناکہ انسان اولاد کو بھول جائے۔۔ "وہ نفرت سے بولی تھی

آپ کے بابا نے غلط کیا ہے۔۔ اور وہ ہمیشہ سے غلط ہیں۔۔ مگر جو گزر گیا"

اب اسے بھول جائیں۔۔ آپ کا آج تو اچھا ہے نابلس آج میں جینیے۔۔ "اس نے نرمی سے اسکا سر سہلایا۔۔

مصطفیٰ کبھی آپ تو دوسری شادی نہیں کریں گے نا۔ "اس کے دل میں"

خدشے پنچے گاڑ کر بیٹھے تھے۔ کیونکہ زائرہ ہزار مرتبہ کہہ چکی تھیں کہ وہ

مصطفیٰ کی دوسری شادی کرا کر ہی دم لیں گی۔۔۔۔۔

سیم میری جان!! آپ میری طرف سے بے فکر رہیں کیونکہ میں ان"

مردوں میں سے نہیں ہوں جو دو بیویوں کے ساتھ انصاف کر

سکیں۔۔۔۔۔ میری پہلی بیوی میری محبت ہے اور تاحیات رہے گی کیونکہ نکاح

کے بعد محبت بڑھتی ہے گھٹتی نہیں ہے۔۔۔۔۔ اور دوسری کے ساتھ میں

کبھی انصاف نہیں کر سکو نگا تو میں اتنا بڑا گناہ اپنے سر کیوں لوں۔۔۔۔۔ چار کی

اجازت کا ناجائزہ فائدہ کیوں اٹھاؤں۔ جب کوئی مرد اپنی مرضی یا خواہش

کے تحت ایک سے زائد نکاح کرتا ہے تو پھر وہ اللہ کے سامنے جواب دہ بھی

ہے۔۔۔۔۔ مگر ہمارے یہاں بس ہر وقت اجازت سر پر سوار رہتی ہے باقی

حقوق کی بات کی جائے تو ہمارے معاشرے کے مردوں سے ایک کے

بھی ادا نہیں کئے جاتے۔۔۔ اور اس سب کی سب سے بڑی قصور وار پتہ ہے کون ہے عورت ہے۔۔۔“ وہ نرمی سے بولتا اختتام میں ذرا اٹھہرا تھا۔ عورت کیوں مصطفیٰ؟ یہ تو مرد کی اپنی مرضی ہے۔۔۔“ وہ ذرا اچھنبے سے بولی۔۔

اونہوں۔۔۔ میں یہاں عورت سے مراد بیوی کو نہیں کہہ رہا ہے۔۔۔ ماں کی بات کر رہا ہوں۔۔۔“ وہ ایک بار پھر خاموش ہوا۔۔۔ ماں۔۔۔“ یہ لفظ تو ہمیشہ سے ثمرہ کے دل میں کسی پھانس کی طرح چبھتا تھا۔۔۔

ہاں ماں۔۔۔ کیونکہ ایک مرد جو مستقبل میں کسی کا شوہر بنتا ہے پہلے وہ اپنی ماں کا بیٹا ہوتا ہے۔ اس کی ذہن سازی اور تربیت کی ذمہ داری ماں پر عائد ہے۔۔۔ مگر ہماری ماں کیا کرتی ہے اسے معاشرے کی جھولی میں ڈال دیتی ہے تو جب اسکی بنیاد ہی غلط جگہ پر رکھی جائے تو ایسا کیسے ممکن ہے یا کہ وہ مستقل قریب میں ایک اچھا انسان بنے گا۔ اسکا استاد زمانہ بن جاتا

ہے تو وہ وہی سیکھتا ہے جو دنیا سیکھاتی ہے۔۔ ہمارے یہاں کوئی بھی کسی مرد کو اسکے حقوق اور فرائض کے بارے میں صحیح سے پڑھاتا ہی نہیں ہے۔ ہمارے یہاں مرد کے نام پر بس دھونس جمانا، حکم چلانا، اپنی مرضی کرنا، اپنے کہے کو حرف آخر سمجھنا ہی سمجھا جاتا ہے۔۔۔ یہ نہ تو مردانگی ہے اور نہ ہی مرد ہونے کی اصل ڈیفینیشن۔۔۔ ہماری مائیں صدیوں سے مرد کی جاہلوں والی تربیت کر رہی ہیں پھر یہ امید کرتی ہیں کہ وہ جوان ہو کر انسان بن جائے۔۔۔ انسان کی پہلی درس گاہ ماں کی گود ہے۔۔۔ مگر جب وہ ماں کی گود میں ہوتا ہے اسے تب ہی سیکھا دیا جاتا ہے کہ وہ مرد ہے یعنی بہت ہی کوئی توپ چیز۔۔۔۔۔ اور یہ سب اسے اسکی ماں سیکھاتی ہے کیونکہ چھوٹی سی عمر میں وہ بیٹیوں کو بھائی سے ڈر دے کر رہنا سیکھاتی ہے، پھر وہی بھائی، ذرا جوان ہوتا ہے تو اسی ماں پر رعب ڈالتا ہے پھر بیوی پر اور آخر میں بچتی ہے بیٹی۔۔ محبت انتہا کی کرتا ہے مگر اپنی خصلت سے باز نہیں آتا۔۔ کیونکہ خود کو حاکم سمجھنا اسکی گھٹی میں شامل کر دیا جاتا

ہے۔۔ اس لئے چار کرنا وہ حق سمجھتا ہے مگر فرائض کی ذمہ داری کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتا ہے تو قصور کس کا ہوا؟؟ ماں کا، اگر ماں اولاد کو معاشرے کی گود میں ڈالنے کے بجائے اٹھتے بیٹھتے خود بیٹے کی تربیت کرے جیسے وہ بیٹی کو سسرال میں رہنے کی تربیت بچپن سے شروع کر دیتی ہے تو ہمارے معاشرے کا آدھا بگاڑ تو خود ہی سدھر جائے گا۔۔۔ ہمارے یہاں تربیت صرف لڑکیوں کی کی جاتی ہے وہ بھی اسلامی طریقے کی نہیں بلکہ ہندوانہ سوچ کے زیر اثر۔۔۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ ہماری مائیں مرد کی تربیت کب کریں گی؟؟؟“ وہ ایک سانس میں بولتا ہی چلا گیا تھا۔۔

شاید آپ صحیح بھی ہیں اور نہیں بھی۔“ وہ ابھی تک کشمکش میں گھری ”تھئی۔ مصطفیٰ مسکرایا تھا۔۔

ہاں کیونکہ ہماری عورت اپنی غلطیاں ذرا کم ہی مانتی ہے۔“ اس بار اس نے جان کر ثمرہ کو چھیڑا تھا۔ جس نے گھور کر دیکھا۔۔

بابا نے میرے ساتھ جو زیادتیاں کیں تو کیا یہ سب انہیں میری دادی نے ”سیکھایا تھا۔ جبکہ قصویٰ کو وہ انتہا کی محبت کرتے ہیں۔ جبکہ بیٹی وہ بھی اور میں بھی۔“ اسکی آواز رندھ گئی تھی۔

ثمرہ آپ کا مسئلہ ذرا دوسرا ہے۔۔۔ ہمارے یہاں کہا جاتا ہے کہ مرد بے وفا ہوتا ہے۔ جبکہ تلخ حقیقت یہ ہے کہ مرد بے وفا نہیں ہوتا اگرچہ وہ ایک سے زائد بھی نکاح کر لے کیونکہ اسنے ایک جائز کام کیا۔ ہاں وہ بے وفا اس صورت میں ہوتا ہے جب وہ نکاح ایک سے کرے اور افسیر چار سے چلائے، وہ مرد بے وفا، زانی اور بے غیرت سب ہوتا ہے۔۔۔ مگر عورت کا معاملہ بڑا نازک ہے۔۔۔ کیونکہ اللہ نے عورت کو وفا کا پتلا بنایا ہے۔۔۔ اصل بے وفائی عورت کرتی ہے اگر وہ اپنے مرد کے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی جانب راغب ہونے لگے کیونکہ ایک سے زائد کی اجازت اسے اللہ نے نہیں دی۔۔۔ وہ نہ صرف بے وفا ہوتی ہے بلکہ بد کردار بھی ہوتی ہے۔۔۔ اور یہاں معاملہ مرد کی غیرت کا آ جاتا ہے۔۔۔ غیرت مرد اور

عورت دونوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ اکثر مرد غیرت میں جہالت پر اتر آتے ہیں اور عورت غیرت کو مظلومیت کا لبادہ اوڑھ کر سب سے ہمدردی وصول کرنے میں لگ جاتی ہے، جبکہ اگر بات غیرت پر آجائے کسی ایسی نہج پر آجائے جہاں اللہ اور اس کا رسول آپ کو فیصلے کی اجازت دیتا ہے تو پھر آپ معاشرے سے نہ ڈرو بلکہ کر گزرو۔ ہمارے یہاں کیا ہوتا ہے، مرد نے دو تین شادیاں کر لیں، اب اس بے غیرت سے نبھائی نہیں جا رہی، مگر ہماری عورت جس کے پاس کڑا فیصلہ یعنی خلع کا آپشن موجود ہے وہ مظلومیت کی تصویر بنی سب سے ہمدردی تو وصول رہی، مگر اپنا حق نہیں استعمال کر رہی صرف اس لئے کہ معاشرہ کیا کہے گا۔ میں جاؤنگی کہاں؟؟ مجھے گالیوں والی ہی صحیح مگر روٹی کون کھلائے گا؟ کیونکہ اس نے خود کو اس سانچے میں ڈھالا ہی نہیں جس میں ڈھلنے کا حکم دیا گیا۔ ہمارے یہاں ہر چیز انگریز کے پیر کے نیچے کی لی جا رہی ہے تو پھر جو کچھ ہو رہا ہے ایسا ہی ہو گا۔ اگر آپ مرد ہو کر اپنے گھر

باغی بھی کی عورت کے ساتھ حسن سلوک نہیں رکھتے تو آپ کی عورت ہوگی، بد کردار، زانی، بے غیرت سب بنے گی، اور اگر آپ عورت ہو کر اپنے گھر کے محرم مردوں کی وفا شعار نہیں ہو تو پھر وہ مرد بھی پھر آپ پر ظلم ہی ڈھائے گا۔۔ بس فرق اتنا ہے کہ کرتا کوئی ہے اور بھرتا کوئی ہے۔۔ آپ کی ماں کے کئے کی سزا آپ کے والد نے ہمیشہ آپ کو دی ہے۔۔ آپ کے لئے انہوں نے زندگی اجیرن کر دی۔۔ وہ سب کیا جو وہ کہیں نہ کہیں آپ کی ماں کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔۔“ وہ بول کر خاموش ہو گیا۔۔

مگر مصطفیٰ غلطی کسی کی بھی ہو سزا صرف عورت کو کیوں ملتی ” ہے۔۔“ اس بار وہ آنسوؤں سے روئی تھی۔ نگاہوں کے سامنے محرومیوں بھرا بچپن گھوم گیا تھا۔۔

کیونکہ ہمارا معاشرہ مردوں کا معاشرہ ہے اور عورت کمزور ہے ” صدیوں سے ریت چلی آرہی ہے۔۔ ظلم ہمیشہ کمزور پر ہوتا ہے۔۔ ہم

پلہ پر ظلم ڈھانے سے پہلے ہزار بار سوچا جاتا ہے۔۔ مگر ہماری عورت نجانے اپنا حق استعمال کریں گی۔۔ نجانے وہ کب ایک مضبوط عورت بنے گی۔۔۔ بس فرق اتنا ہے کہ غلطی کرتی ایک عورت ہے اور سزا دوسری عورت کو ملتی ہے۔ کبھی ماں کی سزا بیٹی کو، تو کبھی بہن کی سزا دوسری بہن کو، تو کبھی بیٹی کی سزا ماں کو۔۔۔۔۔“ وہ طنزیہ مسکرایا تھا۔۔۔ کیونکہ تلخ تھی مگر حقیقت یہی تھی۔۔

کیونکہ مرد تو حاکم ہے نا۔۔ اسے کون سزا دے گا۔۔“ وہ طنزیہ بولی۔“ اس کی ذہن سازی کی کس نے؟“ اس بار وہ مکمل طور پر ثمرہ کی جانب گھوما تھا۔۔

اب آپ کہیں گے ماں کی ذمہ داری تھی تو کیا باپ کی کوئی ذمہ داری“ نہیں ہوتی۔“ وہ ناگوار لہجے میں بولی۔

میں نے کب کہا کہ باپ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟“ اس نے آئی بر“ واٹھائے۔۔۔

باپ کی جو تربیت ہوتی ہے نا وہ لفظوں کی محتاج نہیں ہوتی۔۔ اس کاہر " اچھا برا عمل اولاد کی تربیت کرتا ہے۔ مثال کے طور پر آگر گھر کا مرد اپنی بہن بیوی بیٹی پر ہاتھ اٹھاتا ہے مغالطات بکتا ہے تو کل کو اسکی اولاد بھی یہی کرے گی۔۔ مگر ہاں یہاں آگر ماں بار بار تنبیہ کرے تو وہ ٹھہر سکتا ہے۔۔ آگر ماں اسکی ذہن سازی میں اہم کردار ادا کرے تو وہ ضروری نہیں کہ باپ جیسا ہی بنے۔ لیکن آگر دادی اور ماں بھی یہی کہے کہ یہ تو مرد ہے۔۔ مار سکتا ہے۔۔ تو پھر ثمرہ معاشرے میں اچھے مردوں کا فقدان ہی آنگا جو دن بادن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔۔۔ "اس نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔۔

آپ جانتی ہیں ثمرہ اللہ نے عورت کے ذمہ تخلیق کی ذمہ داری لگائی " ہے۔۔ جبکہ اگر دیکھا جائے تو مرد کی بانسبت عورت کمزور ہوتی ہے مگر اس کے باوجود اللہ نے یہ کام عورت کے ذمہ لگایا۔۔ پتہ ہے کیوں؟ کیونکہ عورت کا بڑا مقام ہے۔۔ مگر انگریزوں کی تہذیب کی غلام ہماری عورت

اپنے مقام سے غافل ہوئی بیٹھی ہے۔۔ ماں کے قدموں تلے جنت رکھی ہے۔۔ جس کو حاصل کرنے کے لئے انسان کو کیا کیا جتن کرنے پڑتے ہیں۔۔ اللہ نے وہ ماں کے قدموں میں رکھ دی۔۔ ماں جیسی محبت سب سے افضل اور بے لوث محبت ہوتی ہے۔ عورت کے ذمہ اگر کچھ ذمہ داریاں ہیں تو یہ بھی تو دیکھیں کہ اللہ نے عورت کو مقام کتنا بلند رکھا ہے۔۔ مرد کو آپ کا محافظ بنایا ہے۔۔ کیا تھا اگر اللہ پاک یہ کہہ دیتا تھا کہ عورت بھی مرد کی طرح رزق کی تلاش میں درد کی ٹھوکریں کھائے اپنا بوجھ خود اٹھائے، اولاد پیدا بھی کرے اور پالے بھی، نہیں اللہ نے عورت کے ذمہ صرف ایک کام لگایا انسان کی پرورش کا۔۔ اسکی وجہ سے اسے شوہر کے حکم کے علاوہ ہر غیر ضروری چیز سے چھوٹ دی گئی۔۔ مرد کے ذمہ نان و نفقہ کی ذمہ داری لگائی گئی ہے۔ وہ سارا دن گھر سے باہر جلتی دھوپ میں پیتا ہے۔۔ آپ عورت کا رڈ کھیلنے کے چکر میں مرد کی قربانیوں اور اسکی محبت کو نظر انداز نہیں کر سکتیں۔۔ بات بہت مختصر سی ہے مگر

ہمارے یہاں کی خواتین سمجھ لیں تو مسئلہ خود بخود حل ہو جائیں گے۔۔ کہ ایک اچھا شوہر پہلے ماں کا اچھا بیٹا ہوتا ہے وہ اچھا بیٹا جس طرح کی دینی تعلیمات اللہ اور اس کے رسول نے دی اسکے مطابق پرورش تلے پروان چڑھے تو وہ مرد ہر رشتہ میں بہترین ہو گا۔۔۔ یہ جو چار شادیاں، ایک شادی، فرائض اور حقوق کی جو جنگ چل پڑی ہے اسکی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہوئے بیٹھے ہیں۔۔۔ مرد اپنی غلطی عورت پر ڈال دیتا ہے۔۔ اور عورت مرد کے ظالم ہونے کا رونا رہتی ہے۔۔ ارے یار آپ خواتین مرد سے اپنے حقوق کب لینا سیکھیں گی؟۔۔۔“ بات پھر ادھوری رہ گئی۔۔۔

مطلب آپ یہ کہنا چاہتے ہیں بابا نے میرے ساتھ جو کیا وہ مہمان کی وجہ ”سے میں ڈیزر و کرتی تھی؟“ اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔۔ میں نے ایسا کب کہا میری جان۔۔۔ کوئی کسی کے گناہ کی سزا کا مستحق ”نہیں ہوتا بس یہ ہم انسان ہیں جو نا سمجھ ہیں۔۔ اگر ہم تھوڑی سی عقل

استعمال کر لیں تو اتنے مسئلے نہ ہوں۔۔ اگر میں کہوں کہ آپ کا باپ ایک اچھا باپ نہیں تھا تو یہ بھی آپ سے برداشت نہیں ہوگا۔۔ کیونکہ ایسی ہی ہے ہماری عورت۔۔ ہر حال میں اپنے مرد سے با وفار ہتی ہے اور اگر غلطی سے کوئی بری عورت نکل آئے تو زمانہ اسے جینے نہیں دیتا کیونکہ وہ عورت کی وفا کا عادی ہو چکا ہے۔“ اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا وہ نرم لہجے میں بولا تھا۔۔

”مگر۔۔۔۔۔“

شش ٹمرہ۔۔ زیادہ نہ سوچیں۔ جانتا ہوں جو کچھ بچپن سے آپ نے ”برداشت کیا اسکا ازالہ ممکن نہیں۔۔ مگر ہم کوشش کریں گے کہ ہماری اولاد ایسی نہ ہو۔۔ ہم دونوں مل کر انکی بہت اچھی تربیت کریں گے۔۔“ اس کے چہرے کو نرمی اور محبت سے چھوتا وہ پیار سے بولا تھا وہ شرمانے کے بجائے ہولے سے مسکائی تھی۔۔

ہم اپنی اولاد کی تربیت آنٹی سے کروائیں گے مصطفیٰ۔۔۔“ وہ اچانک ”
پر جوش سی بولی۔۔۔ وہ جو اس کی شرمائی شرمائی سی صورت دیکھنے کا منتظر
تھا۔۔۔ اسکی بات پر چونکا۔۔۔

مطلب۔۔۔۔۔“ وہ نا سمجھی سے بولا۔۔۔“

مطلب آپ صحیح کہہ رہے ہیں مصطفیٰ۔۔۔ ایک ماں ہی بہترین اولاد کو ”
پروان چڑھاتی ہے۔۔۔۔۔ آج آپ میرے ساتھ ہیں۔۔۔ آپ نے ہر موڑ پر
آنٹی کی مخالفت لینے کے باوجود مجھے کبھی میرا حق دینے سے منہ نہیں
موڑا۔۔۔ آج میرے نصیب میں اگر ایک بہترین شوہر آیا تو اس کی وجہ
آنٹی کی تربیت ہے۔۔۔ اور مجھے آنٹی کی تربیت پر فخر ہے۔۔۔ میں چاہتی
ہوں ہماری اولاد انہیں کے سائے تلے پرورش پائے۔۔۔“ مصطفیٰ کو یکدم
اس پر پیار آیا تھا۔۔۔

ان شاء اللہ میری جان۔۔۔۔۔“ وہ اسے سینے سے لگا گیا۔۔۔ جبکہ اب وہ ہلکی ”
پھلکی باتوں میں مشغول ہو گئی تھی۔۔۔

ویسے پھر یہ بتائیں میں بابا کب بنوں گا۔۔۔“ وہ ثمرہ کو ہنوز افسردہ دیکھ ”
اچانک شرارت سے بولا، جبکہ وہ گھور کر اسکے سینے پر مکار گئی۔۔ وہ ہنستا
ہوا سینے میں بھینچ گیا۔۔۔

میمے آئی کم ان؟“ وہ شام میں چھٹی کرتا کسی کام سے ہیڈ آفس آیا ”
تھا۔۔

یس کم ان۔۔۔“ وہ مصروف سے انداز میں بولی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو ”
سامنے ہی مجتبیٰ کھڑا تھا۔۔۔ اسے آفس میں کام کرتے پندرہ دن ہو چکے
تھے۔۔

خیریت مسٹر مجتبیٰ!“ وہ سوالیہ گویا ہوئی۔۔۔“
۔۔ ایکچو نیلی میں نے یہ پوچھنا تھا کہ کیا آپ میرے کام سے مطمئن ”
ہیں۔۔“ وہ کہیں نہ کہیں اس جاب کو لے کر تذبذب کا شکار تھا۔۔

جی بالکل۔۔۔ آپ کو اس جاب سے کوئی مسئلہ ہے؟“ وہ ذرا حیرانگی سے ”
گویا ہوئی۔۔

نہیں۔۔ مگر مجھے ایسا لگتا کہ اس پوسٹ پر میری ضرورت ہر گز نہیں ”
تھی۔۔ آپ نے ایڈ جسٹ کیا ہے۔“ اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا
تھا۔۔

ایڈ جسٹ تو کیا ہے۔۔ مگر آپ کے لئے جگہ تو بن گئی ناب آپ بے فکر ”
ہو کر یہ جاب کریں ڈیٹس اٹ۔۔“ اس نے لا پر واہی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔
اوکے۔۔۔۔“ وہ سر ہلا گیا۔۔“

”اور کچھ کہنا ہے آپ نے؟“

نہیں۔“ وہ پلٹنے لگا۔“

ویٹ۔۔۔“ وہ ٹھہرا۔۔“

ر سیپشن سے جا کر آپ اپنی ایڈوانس سیلری ریسو کر لیں۔۔“ وہ ذرا ”

حیران ہوا۔۔

”ایڈوانس سیلری؟ مگر کیوں۔۔ میں نے تو نہیں مانگی۔۔“

بالکل آپ نے نہیں مانگی بٹ کافی دنوں سے میں نوٹس کر رہی ہوں کہ ”آپ آفس کے حساب سے ڈریسنگ نہیں کرتے۔۔ آئی نو کہ آپ فنا نشلی اسٹیبل نہیں ہیں۔۔ سو یہ ایڈوانس سیلری اسی لئے ہے، کہ آپ پلیز خود کو آفس کے حساب سے تھوڑا سا گروم کر لیں۔۔ اب تک مینجمنٹ نے آپ کو صرف میری وجہ سے فری ہینڈ دیا ہوا تھا۔۔ بٹ مصطفیٰ صاحب واپس آ گئے ہیں۔۔ سو وہ ضرور انجیکشن کریں گے۔۔“ اس نے نرم لفظوں میں باوار کرایا تو وہ یکدم سنجیدہ ہوا۔۔

آئی ایم ریٹلی سوری۔۔ ایکچوئیٹی۔۔۔۔۔ یس یو آر رائٹ۔۔ میں آئیندہ ”خیال رکھونگا۔۔“ وہ ذرا اثر مندہ سا بے ربط جملہ ادا کرتا سمجھنے والے لہجے میں بولا۔۔

اٹس اوکے مسٹر مجتبیٰ! کوئی بھی ایشو ہو آپ مجھ سے ڈائریکٹ ڈسکس ”کر لیا کیجئے۔۔“ وہ خوش دلی سے بولی۔۔

ہیلو!“ وہ مجتبیٰ کو بھگتا کر بیٹھی تو دوسری طرف سے اسکی ماں کی کال“
ریسیو ہو گئی تھی۔۔

جی فرمائیے؟“ وہ بیزاری سے بولی۔

میں پاکستان آرہی ہوں۔۔“ وہ اچانک سے بولیں تو عریشہ ذرا حیران“
ہوئی۔۔

مگر کیوں؟“ اس کی پیشانی پر بلوں کا اضافہ ہوا۔۔

کیوں سے کیا مراد ہے، بس آرہی ہوں۔۔“ وہ ذرا چڑ کر بولیں۔۔

اور آپ کا بوائی فرینڈ۔۔“ اس نے ناگوار لہجے میں استفسار کیا۔۔

مرگیا منحوس۔۔“ وہ چڑ گئیں تھیں۔۔

بہت اچھے۔۔“ وہ ناگوار لہجے میں گویا ہوئی۔۔

تو پھر اب میں کیا کروں۔۔ میں خود اپنے دوست کے گھر پر اسٹے کر رہی ”
ہوں۔۔ آپ کو کہاں رکھوں گی۔۔“ عریشہ کا غصہ ساتویں آسمان کو چھو رہا
تھا۔

کرنا کیا ہے بھئی۔۔ میں بھی تمہارے دوست کے گھر ہی رہ ”
لوں گی۔۔ ویسے بھی تم اب اس کے بزنس میں پارٹنر ہو۔۔“ وہ معنی خیزی
سے بولیں۔

لیکن اس گھر میں، مہمان کی حیثیت سے رہ رہی ہوں۔“ اس نے جتنا ”
ضروری سمجھا،

تو میں کب مالکن بننے کا تقاضہ کر رہی ہوں۔“ وہ چڑ گئیں۔“
آپ اپنا انتظام کہیں اور کر لیں۔“ وہ ناگواری سے کہتی رابطہ منقطع کر ”
گئی۔۔

میری دودن بعد کی فلائٹ ہے تم انفارم کر دینا۔ اور فکر نہ کرو زیادہ ”
 دن نہیں ٹھہرونگی۔۔۔ کچھ دن بعد اپنا کوئی اور ٹھکانہ ڈھونڈ لونگی۔۔۔“ وہ
 نزاکت سے کہتیں رابطہ منقطع کر گئیں۔۔۔

وہ دونوں اس وقت ایئر پورٹ سے واپسی کے راستے کی جانب گامزن
 تھے۔۔۔ انہیں ایئر پورٹ سے پک کرنے ڈرائیور آیا تھا۔ مصطفیٰ اور وہ
 دونوں ہی پیچھے سیٹس پر ریلکس انداز میں بیٹھے تھے۔۔۔

عارف گھر میں سب ٹھیک رہا۔۔۔“ وہ ڈرائیور سے باز پرس کر رہا تھا۔ ”
 جی سر سب ٹھیک تھا۔۔۔“ وہ سر ہلا گیا۔ جبکہ ثمرہ اسکے کندھے پر سر
 رکھتی شاید نیند میں اتر گئی تھی۔ اس نے دھیرے سے اسے جگایا تھا۔
 ثمرہ سیدھی ہو کر بیٹھیں پلیز۔۔۔ ہمارے ساتھ ڈرائیور بھی ہے۔۔۔ اس ”
 طرح اچھا نہیں لگتا۔“ ثمرہ نیند سے بوجھل ہوئیں آنکھیں کھولتی فوری
 سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔

وہ ڈرائیور سے مزید باتیں کر رہا تھا جبھی یوٹرن سے پہلے گاڑی کی اسپید ذرا
 سلو ہوئی تھی اور دو موٹر سائیکل سوار اسلحہ سے لیس قریب آئے تھے، اور
 انہوں نے ثمرہ اور مصطفیٰ پر اندھا دھند فائر کھول دیے تھے۔۔۔۔۔ دونوں
 کی ہی چخیں بے ساختہ تھیں۔۔۔ آخری دو گولیاں ڈرائیور پر چلاتے وہ تیزی
 سے فرار ہو گئے تھے۔۔۔ جبکہ گاڑی ڈس بیلنس ہوتی فٹ پاتھ میں جا گھسی
 تھی۔۔۔ لہو لہان مصطفیٰ نے بند ہوتی آنکھوں سے ثمرہ کو اپنے ہاتھوں میں
 بے جان ہوتا محسوس کیا تھا۔۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

ہیلو!“ دوسری جانب سے رابطہ بحال ہوتے ہی عریشہ کے اوسان خطا
 ہو گئے تھے۔۔۔

وہاٹ؟“ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟“ وہ کچھ لمحے قبل ہی آفس سے آئی ”
تھی۔۔ کچھ دیر میں مصطفیٰ نے واپس آنا تھا مگر یہ خبر اسکے پاؤں تلے زمین
کھینچ گئی تھی۔۔

کس ہسپتال میں؟؟ آپ مجھے بتائیں پلیز۔۔ میں میں آرہی ہوں۔۔“ وہ ”
ایک ان نان نمبر کی کال تھی۔۔ عریشہ کا پورا جسم لرز اٹھا تھا۔ ہاتھ
کپکپانے لگے تھے۔ مصطفیٰ اور ثمرہ پر جان لیوا حملہ ہوا تھا۔ اور وہ دونوں اس
وقت تفتیش ناک حالت میں ہسپتال میں تھے۔۔ اس میں اتنی ہمت نہیں
تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے انتظار میں بیٹھی ماں کو یہ خبر سنا سکتی کہ وہ شدت
سے جس بیٹے کی منتظر تھیں وہ اس وقت ہسپتال میں زندگی اور موت کی
جنگ لڑ رہا ہے۔۔

وہ آندھا دھند بھاگتی ہوئی ڈرائیوار کی ہمراہی میں ہسپتال کے لئے نکلی
تھی۔۔

آنزل یار کیا ہو گیا ہے۔۔ میں بچہ تھوڑی ہوں جو تم اتنی پریشان ہو رہی ”
 ہو۔۔ میں اپنا خیال رکھ سکتا ہوں چندہ۔۔“ وہ آنزل کو خواہ مخواہ پریشان ہوتا
 دیکھ اس بار ذرا چڑ کر بولا تھا۔۔ جبکہ اہان ان دونوں بھائی بہن کی محبتوں
 میں بالکل غافل ہوا بیٹھا تھا۔۔

خیال ہی تو نہیں رکھتے ہو اپنا۔۔ یہ حلیہ دیکھو کیا بنایا ہوا ہے۔۔ ایسا لگ رہا ”
 ہے۔۔ دو دن سے کپڑے بدلنے کی زحمت ہی نہیں کی ہے۔۔“ اس نے
 خفگی سے کہا۔۔ انکی پرسو صبح کی فلائٹ تھی اور وہ اس وقت مجتبیٰ سے ملنے
 کے لئے اپنے گھر آئی تھی۔۔

اہان لے کر جا اس کو یہاں سے۔۔ ورنہ یہ میری ماں، نئی نئی باتوں کی ”
 ٹینشن لیتی رہے گی۔۔“ اس بار اس نے سنجیدہ سے بیٹھے اہان کو مخاطب
 کیا۔۔ جس کا مزاج آج ذرا سنجیدہ سا تھا۔۔

بہن ہے تمہاری۔۔ پریشان ہوتی ہے تمہاری وجہ ہے۔۔ مگر تمہیں اس”
کی کوئی فکر ہی نہیں ہے۔۔“ اہان کے سنجیدہ لب و لہجے پر وہ دونوں ہی
چونک گئے تھے۔

کیا ہوا بھائی؟ خیریت تو ہے؟؟ آج تو بھی بھاشن دے گا۔۔ یہ ذمہ داری”
تیری بیوی نے لے رکھی ہے بس کافی ہے بوس۔۔“ وہ ماحول میں چھایا تناؤ
ختم کرنے کی غرض سے بولا تھا۔

جو بھی ہے مگر پھر بھی اپنے بارے میں بھی کچھ سوچ اب۔۔۔ ویسے بھی”
ہم دو دن بعد ہنی مون پر جا رہے ہیں۔۔ مہینے سے پہلے تو ہر گز بھی واپس
نہیں آنے والے۔۔ اس عرصے میں تم بھی اپنے لئے کوئی لڑکی ڈھونڈ
لو۔۔ ویسے وہ تمہاری بوس کیسی رہے گی۔۔“ وہ سر جھٹکتا سر پر سوار ٹینشن
کو کم کرنے کی غرض سے آخر میں ذرا شرارت سے بولا تھا۔۔ آنزل نے
نا سمجھی سے مجتبیٰ کو دیکھا، جو دانت پیس کر اہان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ وہ

اسے عریشہ سے ٹکراؤ اور پھر اسکی کمپنی میں جاب کے بابت بتا کر پچھتا رہا تھا۔

شٹ اپ۔۔۔ باس ہے وہ میری۔۔۔ ہر وقت بکو اس نہ کیا کر۔۔۔ “وہ جھاڑ”
پلانے والے لہجے میں بولا تو وہ قہقہہ لگا گیا۔

یہ کیا چکر ہے جو آپ دونوں اتنی معنی خیز گفتگو اور قہقہے لگا رہے ہیں۔۔۔
ذرا مجھے بھی بتائیے۔ “وہ سوالیہ لہجے میں بولی تھی۔۔۔

ہا ہا ہا! تم کیوں اتنی ایکسائیٹڈ ہو رہی ہو بیوی۔۔۔ تمہارے کنگلے بھائی سے “
وہ بلیئنسیر لڑکی ہر گز بھی، شادی نہیں کرنے والی۔۔۔ “مجتبیٰ نے افسوس
سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

تو کیا کمی ہے میرے بھائی میں۔۔۔ اور وہ کونسی حسن پری ہے۔۔۔ آگر “
امیر ہے تو ہم کیا کریں۔۔۔ ہمارا اسکے پیسے سے کیا لینا دینا۔۔۔ “وہ نخوت سے
بولی اہان نے گھور کر دیکھا اور اس بار مجتبیٰ نے مسکراہٹ چھپائی تھی۔

تمہیں معلوم ہے آئزل یہ کچھ روز قبل مجھ سے میری باس کا نمبر مانگ رہا تھا۔“ مجتبیٰ نے مسکراہٹ چھپائی تھی جبکہ اس بار اہان بری طرح سے سٹپٹا یا تھا۔ کیونکہ اسکا منحوس سالہا اسکی بیوی کے سامنے پول کھولنے کے در پر تھا۔

کیوں؟ انہیں کیا ضرورت پڑ گئی تمہاری بوس کے نمبر کی؟“ اس نے ”مشکوٰۃ نظروں سے اپنے ہینڈ سم سے شوہر کی جانب دیکھا تھا۔ جو صبح شام اس سے محبت کے راگ الاپتا تھا اور اسکے ہی بھائی سے لڑکیوں کے نمبر مانگ رہا تھا۔

ایک نمبر کا کمینہ ہے تمہارا بھائی۔۔۔ جھوٹ بول رہا ہے۔“ اس نے ”دانت پیس کر صفائی پیش کی۔

جھوٹا میں نہیں۔۔۔ جھوٹا یہ خود ہے۔۔۔ آئزل اس کو ذرا لگامیں ڈال کر ”رکھو۔۔۔“ مجتبیٰ نے بھی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھنا اپنا فرض سمجھا تھا۔

”بکو اس بند کر۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے یہ جھوٹ بول رہا ہے می آئزل۔۔۔“

میرا بھائی ایسا واہیات جھوٹ کیوں بولے گا؟“ مجتبیٰ نے چڑانے والے ”
آنداز میں مسکراہٹ پاس کی تھی۔

واہ مطلب شوہر پر کوئی اعتبار نہیں ہے۔۔ اور جھوٹے بھائی کی بات پر بغیر ”
ثبوت کے ایمان لے آئیں۔ کیا بات ہے آپ کی زوجہ۔۔“ وہ آنرل کے
یوں پارٹی بدلنے پر عیش عیش کراٹھا تھا۔

ظاہر ہے وہ میرا بھائی ہے۔۔ وہ جھوٹ تھوڑی کہے گا۔۔“ اس بار اسنے ”
مجتبیٰ کی جانب رخ کیا۔۔ جو فوری مسکراہٹ چھپا گیا۔

نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے۔۔ ٹھیک ہے پھر کرو اپنے اس بھائی پر ”
یقین۔۔“ وہ ناراضی سے بولا۔۔

آنرل اس فراڈی شخص کی باتوں میں نہ آنا۔ گھر جا کر اچھے سے پوچھنا یہ ”
کیوں نمبر مانگ رہا تھا۔ ابھی یہ ایکٹنگ کر رہا ہے تاکہ تمہاری توجہ ڈیورٹ
ہو سکے۔۔“ مجتبیٰ نے بھی اپنے جھوٹ پر مہر لگانے میں کوئی کسر نہیں
چھوڑی تھی۔

تم فکر ہی نہیں کرو۔۔“ اس نے گھور کر اہان کو دیکھا جو منہ کھولے اپنی ”
بیوی کو سُرخ چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

رات بہت ہو گئی ہے میرے خیال سے اب تم دونوں کو چلنا ”
چاہئے۔۔“ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا جہاں رات کے بارہ بجنے والے
تھے وہ لوگ پہلے ہی شاپنگ کی وجہ سے لیٹ ہو گئے تھے۔۔

ہاں تو گھر ہی جا رہے ہیں مجتبیٰ پھپھو۔۔ آگ تو آپ نے لگادی باقی راستہ ”
پانی ڈالتے گزرے گا۔۔“ وہ صوفے پر سے اٹھتا دانت کچکچا کر گویا ہوا
تھا۔۔ مجتبیٰ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے آئزل کو سینے سے لگایا
تھا۔۔ ساتھ ہی اسکے کان میں سرگوشی بھی کی تھی۔۔ اہان نے کان لگانے
کی بھرپور کوشش کی تھی مگر ناکام رہا تھا۔۔

دور رہے ہم دونوں بہن بھائیوں کی پرسنل گفتگو میں کان نہ لگا۔۔“ اس ”
نے جھڑکنا ضروری سمجھا آئزل نے بھی ساتھ ہی گھوری سے نوازہ تھا۔۔

اچھا بھئی تم دونوں بہن بھائی لگے رہو۔۔ میں کار میں ویٹ کر رہا”
 ہوں۔۔“ وہ منہ چڑا کر بولتا وہاں سے واک آوٹ ہو گیا۔۔
 مجتبیٰ نہ چھیڑا کرو میرے بچارے شوہر کو۔۔ اس بار اس نے بھائی کو تنبیہ
 کرنا ضروری سمجھا تھا۔

ارے مذاق کر رہا تھا۔۔ پیچھلے ایک ماہ سے اس نے میرا دماغ خراب کر
 رکھا ہے۔۔ اب ذرا میری باری۔“ آنزل نے مسکراہٹ چھپائی۔
 خیر۔۔ صحیح کہہ رہا ہے اہان۔۔ اب تم خود ہی اپنے لئے کوئی لڑکی دیکھ
 لو۔۔ گھر کی حالت دیکھو ذرا بالکل ویران سالگ رہا ہے۔۔ میں اس گھر کو
 ہمیشہ آباد دیکھنا چاہتی ہوں۔ تمہاری بیوی آجائے گی تو گھر سنبھال لے
 گی۔۔“ مجتبیٰ نے فی الحال مسکرا نے پر اکتفا کیا تھا،۔ اب وہ اسے کیا کہتے کہ
 وہ جس گھر کو آباد کرنے کی باتیں کر رہی تھی وہ اسے گروی رکھ چکا تھا۔۔
 چلو خیر سے جاؤ۔۔ اور ہاں وہاں جا کر اہان کو پریشان کرنے کی ضرورت
 نہیں ہے۔۔ شوہر ہے تمہارا اب مجھ پر نہیں تھوڑا اس پر بھی دھیان

دو۔۔“ وہ بہن کا ماتھا چومتا محبت بھرے لہجے میں گویا ہوا تھا۔ جبھی وہ مسکراتی ہوئی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔

بس سکون آگیا بھائی سے مل کر۔۔“ وہ لوگ اس وقت سکندر ولا کے راستے کی جانب گامزن تھے۔

بالکل۔۔ آفٹر آل میرا اکلوتا بھائی ہے۔۔“ اس نے مزے سے کہا۔۔“
 ویسے مجھے جلدی سے بتائیں اہان کہ آپ نے اس لڑکی کا نمبر کیوں مانگا تھا۔“ اس نے تنگ کرنا اپنا فرض سمجھا تھا۔
 یار تم ابھی بھی اسی بات میں آٹکی ہوئی ہو۔ ایک نمبر کا جھوٹا ہے تمہارا بھائی۔“ وہ ناگواری سے گویا ہوا تھا۔

کوئی جھوٹا نہیں ہے۔۔ بلکہ آپ جھوٹ سے کام آپ لے رہے ہیں“
 جناب۔“ وہ کڑے تیوروں سمیت گویا ہوئی۔
 شک کر رہی ہو مجھ پر۔“ وہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔“

سوال کر رہی ہوں۔۔۔“ اس نے درستگی کی۔

جواب یہ ہے کہ وہ صرف مزاق کر رہا تھا۔۔“ اس بار اہان نے نرم لہجے میں کہا۔

اچھی بات ہے یہ صرف مذاق ہی ہونا چاہئے۔ میرے علاوہ تمہاری نگاہیں ”ادھر ادھر گئیں نا پھر دیکھنا تم۔۔“ وہ سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود سرخ چہرے سمیت تنبیہ کرنا نہیں بھولی تھی۔ ڈرائیو کرتے اہان نے ذرا حیرانگی کے عالم میں آئی برواٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا۔

بھائی پر اتنا ٹرسٹ؟ اور شوہر کی محبت پر ذرا بھی نہیں۔۔“ اُس نے یو نہی ”بیٹھے بیٹھے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا۔

تو ظاہر سی بات ہے۔۔ میرا بھائی۔۔“ ابھی وہ اپنے الفاظ مکمل کرتی کہ وہ ”اسکے ماتھے پر لب رکھتا خاموش کرا گیا۔

میری زندگی میں تمہارے سوا کسی کی جگہ نہیں ہے ایزی۔۔ یہ بات ہمیشہ ”
یاد رکھنا۔۔“ وہ اُسے سینے سے لگاتا گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تھا۔ آئزل اس بار
خاموشی سے اسکا لمس محسوس کرنے لگی تھی۔۔

آئی لویو۔۔“ وہ محبت سے بولا تو آئزل سینے پر تھوڑی ٹکائے بیٹھی چہرہ اٹھا ”
کر مسکرا کر اسکی جانب دیکھنے لگی۔ ہاتھ اسکی ہلکی داڑھی میں الجھے ہوئے
تھے۔۔

آئی لویو ٹو بولنا چاہ رہی ہو۔“ وہ اسکی آنکھوں میں پناہ محبت کا اپنا مطلب ”
نکالتا شرارتی انداز میں سوالیہ گویا ہوا۔۔
تمہیں کیا لگتا ہے؟“ وہ آئی برواٹھاتی بات کو طول دینے لگی۔ ”
مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ میری متاعِ جان مجھ سے بہت محبت کرتی ”
ہے۔“ اسکے لہجے میں ایک مان تھا۔

اور میں تم سے محبت سے زیادہ یقین کرتی ہوں۔۔ مجھے کبھی دھوکا نہ دینا۔۔
 اہان ورنہ میں برداشت نہیں کر سکونگی۔۔“ وہ کسی احساس کے تحت اس
 بار سنجیدہ لہجے میں بولی تھی۔ وہ گاڑی کی اسپیڈ سلو کر گیا تھا۔
 یار کیا ہو گیا ہے جان۔۔ میں ایسا کیوں کرونگا۔۔ تم تو میری جان۔۔
 ہو۔۔“ وہ اسے سینے سے لگا گیا، تو وہ ذرا مطمئن ہوئی تھی۔۔ جبکہ باقی کا تمام
 سفر ہلکی پھلکی باتوں کے درمیان گزر گیا تھا۔۔

مصطفیٰ! کس وارڈ میں ہے۔۔“ وہ بھاگتی ہوئی رسیپشنسٹ سے پتہ پوچھتی۔۔
 سیدھی ایمر جنسی وارڈ میں آئی تھی۔۔
 ڈاکٹر۔۔ مصطفیٰ، اور ثمرہ کیسے ہیں؟“ وہ گھبراہٹ میں سوالیہ گویا۔
 ہوئی۔۔

ان کا اپریشن چل رہا ہے۔ پیٹ میں دو گولیاں لگی ہیں۔ دعا کریں اور۔۔
 ہمیں بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ انکے ساتھ موجود فیمل کو بھی

ایک گولی لگی تھی مگر یہاں پہنچنے سے قبل ہی پوری باڈی برن ہو چکی تھی۔۔ وہ ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی دم توڑ گئیں تھیں۔ ڈرائیور کی حالت بھی تفشیش ناک ہے۔“ عریشہ نے دیوار کا سہارا لیتے خود کو گرنے سے بے مشکل بچایا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہاں پولیس بھی آگئی تھی۔۔ مصطفیٰ اور ثمرہ کے پر جان لیو حملے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔۔ عریشہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ اچانک سے ہو کیا گیا تھا۔۔ ملازمہ سے کہہ کر اسنے گھر کے سارے موبائل فون آف کر دیئے تھے اور لینڈ لائن کا کنکشن کٹ کر دیا گیا تھا۔۔ زبیرہ بیگم کو نیند کی گولی دے کر سلا دیا تھا۔۔ جبکہ وہ اب تک مصطفیٰ کی فکر میں ہلکان ہو گئی تھی۔۔ جبکہ ثمرہ کو لے کر اسکا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔۔ پولیس اپنی انوسٹیگیشن کر رہی تھی۔۔ مگر وہ مصطفیٰ کے ہوش میں آنے کی منتظر تھی۔۔ جس کا آپریشن کامیاب رہا تھا۔۔

مصطفیٰ کو اڑتا لیس گھنٹے بعد ہوش آگیا تھا۔ اور اس نے ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے ثمرہ کے متعلق پوچھا تھا۔۔۔

عریشہ میں کب سے پوچھ رہا ہوں یار۔ ثمرہ ٹھیک ہیں نا۔ انہیں زیادہ ”چوٹ تو نہیں لگی۔۔“ وہ بمشکل بول پایا تھا۔ ڈرائیور آپریشن کے دوران ہی دم توڑ گیا تھا۔۔

وہ ٹھیک ہے مصطفیٰ۔۔ مگر ابھی اس قابل نہیں ہے کہ تم سے ملنے ”آسکے۔۔“ عریشہ نے کڑے دل سے یہ جھوٹ بولا تھا۔ مگر وہ جانتی تھی کہ وہ زیادہ دیر اس جھوٹ کو چھپا نہیں سکے گی۔۔

پلیز مجھے ثمرہ کے پاس لے چلو۔۔“ وہ نیم غنودگی میں مسلسل ضد کرتا ”ہوش کھو گیا تھا۔۔

دودن بعد۔۔۔۔

مصطفیٰ پر یہ خبر کسی قیامت کی طرح ٹوٹی تھی۔۔ ثمرہ اس دنیا سے جا چکی تھی اور سب نے اسے لا علم رکھا تھا۔۔

ثمرہ کی تدفین ہو گئی تھی۔ مصطفیٰ شاکد میں تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا ”کہ یہ ہوا کیا تھا۔۔ اچانک سے دو روز میں سب بدل گیا تھا۔۔

مصطفیٰ یہ تھوڑا سا سوپ پی لو۔۔“ زائرہ بیگم تو اپنے دوسرے بیٹے کی بھی ”اس حالت پر لرز کر رہ گئیں تھیں۔۔

مجھ کچھ نہیں پینا ماں۔۔ پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔۔“ وہ بستر پر چت لیٹا ”تھا۔۔ نظریں ہسپتال کی چھت پر مرکوز تھیں۔۔

مصطفیٰ اپنی ماں پر تھوڑا سا ترس ہی کھا لو۔۔“ وہ پھپھک پھپھک کر ”بولتی روپڑی تھیں۔ جبکہ وہ خود میں اتنی بھی ہمت نہی مجتمع کر سک رہا تھا کہ اپنی ماں کو دلا سہ ہی دے دیتا۔۔۔۔۔

آہان پلیز نہیں کریں یار۔۔“ وہ اس وقت ہوٹل کے کمرے میں موجود ”
تھے۔ جبکہ آئزل اس سے خفگی ظاہر کرتی فاصلے پر جا بیٹھی تھی، جبکہ وہ
مسلسل منانے میں کوشاں تھا۔۔

کیا کر رہا ہوں میں۔۔“ وہ سمجھ کر بھی انجان بنا۔۔ آئزل نے خفگی سے ”
گھورا۔۔

ہمیں ہنی مون پر آئے پورا ایک ماہ ہونے کو آیا ہے اور تمہارا واپس جانے ”
کو دل ہی نہیں کر رہا۔۔ جبکہ اب میں بور ہونے لگی ہوں۔۔“ وہ یورپ کی
کافی ساری کنٹریز گھومتے گھماتے اب واپسی کے راستہ مالدیپ میں تھے۔۔
تو تم کیا چاہتی ہو؟“ وہ اس وقت اپنے بک کرائے گئے ریزورٹ میں ”
موجود تھے۔

بس اب گھر چلتے ہیں۔“ اس نے منہ بنایا تو آہان ہولے سے مسکرایا۔۔“

یار یہ ہمارا گولڈن پیریڈ ہے۔۔ یقین کرو تم بعد میں بہت مس کرنے والی ہو۔۔“ وہ اسے سمجھانے کی غرض سے بولا۔۔

جانتی ہوں مگر تم یہ بھی تو دیکھو آئی روز مجھے واپس آنے کو بولتی ہیں وہ” تمہیں یاد کر رہی ہیں آہان۔۔ اس طرح اچھا نہیں لگتا۔۔“ وہ سمجھانے کی غرض سے بولی۔

مطلب تمہیں سب کی فکر ہے بس اگر کسی کی فکر نہیں ہے تو وہ تمہارا” شوہر ہے رائٹ؟“ وہ ناگوار لہجے میں گویا ہوا، جبکہ اسے ناراض ہوتا محسوس کرو وہ یکدم سیدھی ہوئی تھی۔۔

میں نے ایسا کب آہان۔۔“ وہ اسکا ہاتھ تھام گئی۔۔ جس کے چہرے پر” اب خفگی سی تھی۔۔

آنزل تمہیں میری محبت کی ذرا قدر نہیں ہے۔ جب دیکھو بس شکوے” ہی کرتی رہتی ہو۔۔“ وہ غصے سے شرٹ کے اُپری بٹن کھولتا، بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹا تھا۔۔

”

اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا میں تو بس اس لئے کہہ رہی تھی کہ کہیں " آنٹی بُرانہ مان جائے۔۔ " وہ لاڈ سے بولتی اس کا ہاتھ کھینچ کر خود بھی سر رکھ گئی تھی۔۔

ہاں بس آپ ہر معاملے میں ٹھیک ہیں۔۔ " وہ منہ بسور کر گویا ہوا تھا۔۔ " سو تو ہے۔۔ " وہ شرارتاً گویا ہوئی تو آہان نے گردن موڑ کر اسکی جانب " دیکھتے آئی برواٹھائے۔۔۔ " چلو آؤ بیچ پر چلتے ہیں۔۔۔ " وہ ایک بار پھر موڈ میں آیا آنزل بری طرح " سٹیٹائی۔۔

یعنی آپ جناب کا ابھی بھی پاکستان جانے کا دل نہیں ہے۔۔ " اُس نے " تاسفی لہجے میں پوچھا تو وہ مسکراتی آنکھوں سے نفی میں سر ہلا گیا۔۔۔ بے بی ہم ہنی مون پر ہیں تو بہتر یہی ہے کہ آپ میرا موڈ خراب نہ کریں۔۔ " وہ ایک لمحے میں اسے حصار میں لئے باہر کی جانب بڑھا تھا جبکہ

وہ پیچھے سے چیختی رہ گئی تھی۔۔۔۔ جبکہ وہ قہقہہ لگاتا مسلسل اسے ٹیز کر رہا تھا۔۔

مصطفیٰ! “زیرہ بیگم تاریکی میں ڈوبے کمرے میں داخل ہوئیں تو انکا دل ” منہ کو آگیا تھا۔ وہ زخمی ہاتھ لئے دوسرے ہاتھ میں سگار تھامے، اپنی سوچوں میں محو بیٹھا تھا۔۔

مصطفیٰ! اتنا ناراض ہو مجھ سے کہ اپنی ماں سے بات بھی نہیں ” کرو گے۔۔ “وہ دکھ سے بولتی کمرے کی لائٹس جلاتیں اسکے نزدیک آئی تھیں۔۔ جبکہ وہ ان کی آواز پر بھی یونہی جامد و صامت ہی بیٹھا رہا تھا۔ میں کیوں ناراض ہوں گا آپ سے۔۔۔ آخر میرا ناراض ہونے کا جواز کیا ” بنتا ہے۔۔ “وہ تلخ ہوا تو زیرہ اسکے قریب آ کر بیٹھی تھیں۔۔

ایسے نہ کہو مصطفیٰ! میں جانتی ہوں تم ثمرہ کی وجہ سے اداس ہو۔۔۔ بیٹا”
اسکی زندگی بس اتنی ہی تھی۔۔۔“ وہ حد سے زیادہ رنجیدگی سے بولیں تو
مصطفیٰ نے دکھ سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔

نہیں ماں، زندگی تو بہت لمبی تھی مگر شاید انکے نصیب میں خوشیوں کی ”
مدت بڑی مختصر سی تھی۔۔۔“ زنیہ کی آنکھ سے آنسو جھرنے کی مانند بہنے
لگے تھے۔ اور یہ دکھ درد ثمرہ کے لئے بلکہ اپنے بیٹے کے لیا تھا۔۔۔ جس کا
جسم اس وقت زخموں سے چور تھا۔ مگر اصل تکلیف تو دل پر لگا گھاؤ پہنچا رہا
تھا۔۔۔

مصطفیٰ! صبر کرو بیٹا۔۔۔“ وہ زیادہ نہیں بول سکی تھیں۔۔۔“
ماں صبر ہی تو نہیں آ رہا مجھے۔۔۔ آپ کو معلوم ہے آسٹریلیا میں گزرے ”
پانچ سالوں میں سے کوئی ایسا دن نہیں تھا جب میں نے سیم کو یاد نہ کیا
ہو۔۔۔ وہ بہت خوبصورت لڑکی ہر گز نہیں تھیں مگر مجھے ان سے محبت
تھی، بلکہ محبت نہیں پتہ نہیں یہ کونسا جذبہ تھا جو اتنا سب کچھ ہو جانے کے

باوجود بھی کبھی مجھے انکے خلاف ہونے ہی نہیں دیا۔۔ وہ صرف میری محبت نہیں تھیں، وہ میری بیوی تھیں ماں، آپ کے بیٹے کی خوشی تھیں، کیا کروں اگر بد قسمتی سے شارق ثمرہ کا بھائی تھا۔۔ کیا کروں میں۔۔۔ میں نے۔۔۔ آپ سے کتنی بار کہا۔۔۔ کہ ثمرہ کی طرف سے اپنا دل صاف کر لیں نہ میں آپ کو چھوڑ سکتا ہوں اور نہ ہی انہیں محبت کرنا چھوڑ سکتا ہوں، وہ میری خوشی ہیں آپ کے بیٹے کے جینے کی وجہ ہیں لیکن نہیں۔۔۔ آپ بس کسی بھی طرح انہیں مصطفیٰ کی زندگی سے نکالنا چاہتی تھیں، اب آپ خوش ہو جائیں کیونکہ نہ ثمرہ رہی اور نہ ہی مصطفیٰ زندہ رہا۔۔۔“ وہ کڑیل جوان سال مرد انتہائی رنج کے عالم میں بولتا زنیہ کا دل ہلا گیا تھا۔۔۔

ماں مجھے بس ایک بار ثمرہ سے ملو ادیں۔۔ میں نہیں رہ سکتا انکے " بغیر۔۔ پلیز دعا کریں کہ کوئی معجزہ ہو جائے اور ثمرہ میرے پاس واپس آجائیں۔۔۔ میں جی نہیں سکو نگاں۔۔ مجھے لگ رہا ہے میری سانسیں بھی

ثمرہ کی موجودگی سے جڑی تھیں۔ اس کمرے میں میرا دم گھٹ رہا ہے
جہاں ہر جگہ انکا احساس موجود ہے۔۔۔ "وہ اس قدر جذباتی ہوتا زنیرہ کی
سانس روک چکا تھا۔۔۔

مصطفیٰ ایسا مت کہو تم میرے جینے کا واحد سہارا ہو۔ ایسا مت کہو تمہاری
ماں مر جائے گی۔۔ "وہ اچانک روتی ہوئی بیٹے کو سینے سے لگا گئیں، جوالٹا
انہیں اپنے حصار میں لے گیا تھا۔

فکر نہ کریں جب تک میری سانسیں میرے ساتھ ہیں میں ہمیشہ آپ
کے پاس رہوں گا، آپ سے آپ کے جینے کی آخری وجہ نہیں چھینوں گا
ماں، مگر میرے جینے کی وجہ تو آپ نے مجھ سے چھین لی۔۔۔ "زنیرہ کو لگا
مصطفیٰ نے یہ لفظ خود پر انتہا کا ضبط کر کے بولے تھے۔ وہ ماں کو حصار میں
لئے بیٹھا اس وقت خود حد سے زیادہ بکھرا ہوا تھا۔۔۔

کیا۔۔ کیا تمہاری نظر میں ماں کی کوئی ویلیو نہیں ہے مصطفیٰ۔۔ "وہ اسکا
چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر گئیں۔۔

آپ سے بہت محبت کرتا ہوں میں۔۔ کہہ تو رہا ہوں کہ میں کبھی آپ ”
 سے آپ کے جینے کی واحد وجہ نہیں چھینوں گا۔“ وہ دکھ بھرے لہجے
 میں بولا تو زنیہ کو لگا آج انہوں نے اپنے دوسرے بیٹے کو بھی کھو دیا تھا اور
 اس نقصان پر وہ دھاڑے مار کر رو رہی تھیں۔۔

،، مصطفیٰ میرے بچے ایسا نہ کہو۔۔ تمہاری ماں مر جائے گی۔۔“
 آپ مائیں اتنی ظالم کیوں بن جاتیں ہیں، آپ نے بچپن سے مجھے اور ”
 منزل کو دنیا کی ہر خوشی دی منہ سے نکلنے سے پہلے ہماری ہر خواہش پوری
 کی، آپ دنیا کی بہت اچھی ماں ہیں، مگر جب میں نے آپ سے اپنے منہ سے
 اپنی خوشی مانگی تو آپ نے دینے سے انکار کر دیا، ماں کیا چلا جاتا اگر آپ ثمرہ
 کو اپنا لیتیں انکے ساتھ وہ سب نہ کرتیں جس کی وہ مستحق نہیں
 تھیں۔۔“ وہ انتہائی دکھ بھرے لہجے میں بولتا زنیہ کو پانی پانی کر گیا۔۔
 مجھے معاف کر دو مصطفیٰ! میں نہیں کر سکی اپنا ظرف اتنا بڑا۔۔ جس ”
 لڑکی کے بھائی نے میرے جوان بیٹے کو موت کے گھاٹ اتار دیا تم خود بتاؤ

میں کیسے اس لڑکی کے لئے اپنے دل میں جگہ بناتی، مجھ سے نہیں ہوا یہ
 مصطفیٰ۔۔ اپنی ماں کو معاف کر دو۔۔ مگر میں نے ایسا کبھی نہیں چاہا
 تھا۔“ وہ پھپھک پھپھک کر رو پڑی تھیں۔۔ مصطفیٰ خاموش بیٹھا
 تھا۔۔ سگار وہ پہلے ہی بجھا چکا تھا۔ لیکن وہ خود ٹوٹا ہوا تھا۔۔ ثمرہ کی موت کا
 صدمہ اس قدر تھا کہ وہ ابھی تک اس حقیقت کو قبول نہیں کر سکا تھا۔۔۔

مجتبیٰ کو یہ جاب کرتے ہوئے ایک ماہ سے زائد ہونے کا آیا تھا، مگر اب تک
 اس کا سامنا اپنے بوس سے نہیں ہوا تھا، مگر وہ اتنا ضرور جانتا تھا کہ اس پر جان
 لیوا حملہ ہوا تھا جس کے بعد وہ شدید زخمی تھا اور بیڈریسٹ پر تھا۔۔ نیوز
 کے مطابق اس حادثے میں انکی بیوی کی موت ہو چکی تھی۔۔۔
 ”مے آئی کم ان میم!“ وہ آج پہلی سیلری کے بعد سیدھا عریشہ کے آفس ”
 آیا تھا۔۔

یس کم ان۔۔۔“ اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا تھا۔۔۔ مصطفیٰ ”
 کے ایکسیڈینٹ کے بعد سے وہ زیادہ تر آفس میں ہی رہتی تھی۔۔۔ احد کی
 فیملی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے فی الحال اس نے اپنی سوتیلی ماں کو ہوٹل میں
 ٹھہرایا ہوا تھا۔ جو باضد تھیں کہ وہ اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے مگر فی الحال وہ
 اس مشکل وقت میں احد کو مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

یس مسٹر مجتبیٰ! کہیے۔۔۔“ وہ سوالیہ لہجے میں بولی۔ جو ذرا تذبذب کا شکار ”
 دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

وہ میں نے آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا۔۔۔“ وہ بولتے ہوئے مسلسل جھجک کا ”
 شکار تھا۔ جبکہ وہ کتنی ہی دیر خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتی رہی
 تھی، مجتبیٰ کو اس کی نظروں سے الجھن سی ہوئی تھی۔۔۔

میرے خیال سے آپ کو کام پر توجہ دینی چاہیئے۔“ وہ یکدم ہی خاصی ”
 سنجیدگی سے بولی تھی۔

سوری میڈم۔۔“ وہ گڑ بڑا ہٹ میں بس اتنا ہی بول کر آفس کے کمرے ”
 سے نکل آیا تھا۔۔ دل میں ہزار بار خود کو ملامت کی تھی۔۔ پیچھے عریشہ جو
 پہلے ہی اچھی خاصی پریشان تھی، زہنی ازیت سے دوچار اپنا سر ہاتھ میں گرا
 گئی۔۔

آہان اور آئزل کل رات کی فلائٹ سے ہی پاکستان واپس آئے تھے۔ آہان
 اس وقت اپنے نیندیں پوری کر رہا تھا، جبکہ وہ اچھے سے تیار ہونے کے بعد
 نیچے تحمینہ اور مہروز سے ملنے کی غرض سے نیچے کی جانب بڑھی تھی۔۔
 السلام علیکم آنٹی۔۔“ وہ صبح صبح معمول کے مطابق ناشتے کی میز پر موجود ”
 تھے۔۔ آئزل دھیرے سے سلام کرتی اپنا سر جھکا گئی۔ مہروز نے آگے بڑھ
 کر اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا تھا۔۔
 وعلیکم السلام نیند پوری ہو گئی میری بیٹی کی۔۔“ وہ محبت بھرے لہجے میں ”
 سوالیہ گویا ہوئے تو آہستگی سے اثبات میں سر ہلاتی انہیں مطمئن کر گئی۔۔

آپ دونوں کیسے ہیں۔۔۔“ وہ ایک چسّر گھسیٹ کر ساتھ ہی بیٹھ گئی ”
تھی۔۔۔

بھئی ہم تو بہت اچھے ہیں اور یہ وقت اپنی بیوی کے ساتھ گزار کر مزید ”
نکھر گئے ہیں۔“ انہوں نے ہمیشہ کی طرح لا تعلق بنی بیٹھی تھمینہ کو چھیڑنا
اپنا فرض سمجھا تھا۔ وہ دھیرے سے مسکرائی۔۔۔

پھر یہ تو بہت اچھی بات ہے انکل۔۔۔“ وہ نرم خوئی سے بولی تو تھمینہ نے ”
سر جھٹکا۔

تمہارا مزاجی خدا کہاں غائب ہے؟“ اس بار انہوں نے اپنے لاڈلے کے ”
بابت استفسار کیا۔۔۔

وہ تو سو رہے ہیں بابا۔۔۔“ وہ ازلی دھیمے انداز میں بولی تھی۔ ”
ایک تو میرا یہ نالائق بیٹا۔ اس کی نیند ہی پوری نہیں ہوتی۔۔۔“ انہوں نے ”
سر جھٹکا۔۔۔

چلو آپ ناشتہ شروع کرو۔۔ بھئی بیگم آج اتنے دن بعد بہو بیٹا ہنی مون ”
 ٹرپ سے واپس لوٹے ہیں کچھ خاطر مدارت تو کیجئے ہمارے بچوں
 کی۔۔“ انہوں نے اس بار بیگم کو متوجہ کیا جو ہوں ہاں میں جواب دیتیں
 سیدھی ہوئیں۔

کیا لوگی ناشتے میں کلک کو بتادو وہ بنادیں گا۔“ وہ بادل نحواستہ بولیں۔
 جی میں دیکھتی ہوں آنٹی۔۔ آپ فکر نہ کریں۔۔“ وہ نرمی سے مسکراتی ”
 نشست چھوڑ کر چکن کی جانب بڑھی تھی، جبکہ مہروز نے اپنی بیوی کو گھور
 کر دیکھا جو کندھے اچکا گئیں۔۔

تمہارے بیٹے کو تمہارا یہ رویہ ایک آنکھ نہیں بھاتا ہے بہتر ہے کہ تم اپنا ”
 قبلہ درست کر لو۔۔“ اخبار کھولنے سے قبل انہوں نے اپنی بیوی کو تنبیہ
 کرنا ضروری سمجھا تھا جو ہمیشہ کی طرح سنی ان سنی کر گئیں تھیں۔۔

مصطفیٰ! ”وہ دروازے پر ہولے سے دستک دیتی روم میں آئی جو بیڈ پر نیم ”
 دراز موبائل میں ثمرہ کی تصویر دیکھ رہا تھا۔ عریضہ کی آواز پر چونکا جو
 مسکراتی ہوئی اسکی جانب قدم اٹھا رہی تھی۔
 کیسے ہو؟“ وہ صوفے پر جا بیٹھی تھی۔“

زندہ ہوں۔۔“ وہ پاؤں پر بندھی سفید پٹی کو ایک نظر دیکھ مایوس لہجے ”
 میں بولا تھا۔

ایسے تو نہ بولو مصطفیٰ۔۔ اللہ نے تمہیں نئی زندگی دی ہے ورنہ یقین کرو ”
 میرے ہاتھوں سے تو سب نکل گیا تھا۔“ وہ یکدم جذباتی ہوئی تھی۔
 اس دنیا میں باپ کے بعد مصطفیٰ جیسا دوست کسی نعمت سے کم ہر گز نہیں
 تھا، اگر اسے کچھ ہو جاتا تو وہ یقیناً ٹوٹ جاتی۔

کیا تم نے ثمرہ کو دیکھا تھا۔ ان سے ملاقات ہوئی تھی۔۔ تم مجھے کچھ ”
 بتاتی کیوں نہیں ہو یا۔۔“ اس نے ہمیشہ والا سوال دہرایا تھا۔

مصطفیٰ تم سن نہیں سکو گے اور میں تمہیں تکلیف نہیں دینا”

چاہتی۔۔“ بولتے ہوئے اسکی اپنی آواز رندھ سی گئی تھی۔۔

سب سن لو نگا میں۔۔ جب ثمرہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھو کر زندہ ہوں تو”

باقی کوئی افیت میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔۔“ وہ انتہائی رنج کے عالم میں بولا

تھا۔۔ عریشہ نے دکھ سے اسکی جانب دیکھ تھا۔۔

جس روز ہماری پاکستان کی فلائٹ تھی وہ بہت خوش تھیں عریشہ۔۔ میں”

نے اپنی زندگی میں پہلی بار سیم کو اتنا خوش اور مطمئن دیکھا تھا، مگر اچانک

ان سے ساری خوشیاں چھن گئیں۔۔ وہ اچانک مجھ سے اتنی دور چلی جائیں

گی مجھے یقین نہیں آتا۔۔“ وہ آج پھر اپنے زخم کریدنے لگا تھا۔۔

مصطفیٰ! یوں خود کو افیت نہیں دو۔۔ ثمرہ کی شاید بس اتنی ہی زندگی”

تھی۔۔“ عریشہ تو اسے آگے بڑھ کر دلا سہ بھی نہیں دیتی تھی کیوں ثمرہ

کے جانے کے بعد سے اسے ہر شخص سے چڑھونے لگی تھی، جو اسکے قریب

جاتا تھا وہ اسے جھڑک دیتا تھا۔۔

یہ افیت تو اب شاید زندگی بھر کے لئے ہے۔۔۔“ وہ مایوس کن لہجے میں ””
 بولا تو عریشہ کو اس پر ترس آیا تھا۔۔

ثمرہ کی باڈی پوری طرح سے برن ہو چکی تھی۔۔ یہاں تک کے شناخت ”
 بھی ناممکن تھی۔۔“، مصطفیٰ یکدم چونکا دماغ نے کام کرنا شروع کیا تھا۔
 کیا ہماری گاڑی میں آگ لگ گئی تھی؟“ وہ سوالیہ بولا کیونکہ اگر ایسا تھا تو ”
 پھر باڈی تو اسکی بھی جلنی چاہیئے تھی۔۔

نہیں۔۔۔ مگر۔۔۔“ وہ سوچتی خود بھی ایک لمحے کو ٹھہری۔۔۔“
 جن لوگوں نے ہم پر جان لیوا حملہ کیا تھا کیا وہ لوگ پکڑے گئے ”
 ہیں۔۔۔“ عریشہ نے مایوسی سے نفی میں سر ہلایا۔۔

ایس اتچ او سے بولو کہ وہ کل شام میں آکر مجھ سے ملاقات ”
 کریں۔۔۔“ وہ بولتا ایک بار پھر آنکھیں موندتا ثمرہ کی یادوں میں کھو گیا
 تھا۔۔

آپ کو کسی پر شک ہے مصطفیٰ صاحب!، ایس پی صاحب سوالیہ لہجے میں ”
بولے تھے۔۔

نہیں۔۔“ وہ یقین ہونے کے باوجود انکار کر چکا تھا۔۔“
”تو پھر آپ کو کیوں لگتا ہے کہ آپ کی وائف کا قتل ہوا ہے۔۔“
آپ معاملے کی تفتیش کریں۔۔“ وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔۔“
ویسے معاملے کی تفتیش صرف آپ کی طبیعت کی وجہ سے، آپ کی والدہ“
کے کہنے پر روک دی گئی تھی۔۔“ مصطفیٰ نے غصے سے اسکی جانب دیکھا
تھا۔۔

میں زخمی تھا۔ مرا نہیں تھا ایس ایس پی صاحب! بہتر ہے کہ آپ“
معاملے کی پراپر انویسٹیشن کریں۔ اور جتنی جلدی ہو سکے مجرموں کو
حوالات کے پیچھے کریں۔۔ مجھے یقین نہیں آرہا کہ ثمرہ کی باڈی برن ہو گئی

تھی، جبکہ مجھے اچھی طریقے سے یاد ہے انہیں بولٹ لگی تھی، وہ زخمی تھیں، معاملے کی تفتیش کریں آپ۔۔۔ اور مجھے ریزلٹس چاہئے جلد ہی۔۔۔“ وہ اس بار درشتگی سے بولا تھا۔۔۔

آپ بے فکر رہیں مصطفیٰ صاحب، ہم معاملے کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ اور رہی بات ان پیشہ وار مجرموں کی تو وہ پرو فیشنل قبائلی لوگ تھے۔ ایسے جرم یوں بڑے شہروں میں جرم کر کے اپنے آبائی علاقوں میں پہاڑوں میں جا کر گم ہو جاتے ہیں، آپ کو تو معلوم ہے کہ یہ وڈیروں اور سرداروں کے علاقوں میں تو پولیس کی بھی نہیں چلتی۔۔۔ ایسے میں انکی تلاش کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔۔۔ مگر آپ فکر نہ کریں وہ دو چار ماہ بعد دوبارہ شہر میں ضرور آئیں گے۔ اور جب وہ اس شہر میں قدم رکھیں گے ہم انہیں اپنی تحویل میں لے لیں گے۔۔۔“ ایس ایس پی کی بات پر وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔۔۔

اللہ پاک آپ کو جلد از جلد صحت یاب کرے اب مجھے اجازت ”
 دیجئے۔۔“ ایس ایس پی صاحب مصطفیٰ پیلس سے نکل آئے تھے۔۔ جبکہ
 وہ گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ ساتھ ہی دماغ میں ایک سوچ سی کوندی
 تھی جس کے پیش نظر وہ تیزی سے ایک نمبر ڈائل کرتا موبائل کان سے لگا
 گیا۔۔

ہیلو کون؟“ دوسری جانب سے مصروف سی آواز ابھری تھی۔۔“
 ثمرہ کہاں ہے؟“ دوسری جانب موجود شارق حواس باختہ ہو گیا تھا۔۔“
 کیا بکو اس ہے یہ۔۔ میری بہن کی جان لے لی تم نے، اب بھی سکون ”
 نہیں پڑا تمہیں۔۔“ وہ بوکھلا کر الٹا اسی پر چڑھ دوڑا تھا۔۔
 اگر اس سارے قصے میں تمہارا کوئی ہاتھ ہوا تو یاد رکھنا شارق علوی اس ”
 بار تمہیں اپنے ہاتھوں سے زندہ درگور کرونگا۔۔“ وہ درشت لہجے میں کہتا
 کھٹ سے موبائل آف کر گیا تھا۔

مصطفیٰ! ” وہ جب سے ہوش میں آئی تھی چیخ چیخ کر صرف مصطفیٰ کو ہی ”
 پکار رہی تھی۔۔۔ گولی مصطفیٰ کے سامنے ہونے کے باعث اس کے کندھے
 سے چھو کر گزر گئی تھی۔۔۔ اور وہ اس وقت اپنے ہی گھر میں، اپنے کمرے
 میں بستر پر موجود تھی۔۔۔

کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ ثمرہ۔۔۔ کیوں چلا چلا کر پورا گھر سر پر اٹھار کھا ”
 ہے۔۔۔ ” شارق مصطفیٰ کی کال سننے کے بعد ثمرہ کے روم میں آیا تھا۔
 بھائی آپ کو اللہ کا واسطہ ہے مجھے جانے دیں۔۔۔ مصطفیٰ کو گولی لگی تھی ”
 انکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ ” وہ بھائی کو دیکھ ایک بار التجا کرنے لگی، جس
 نے اسکی ضد کرنے پر بیڈ سے ہاتھ باندھ دیا تھا۔

ثمرہ میری بات کو سمجھو، وہ صرف مجھے ہار انے کے لیے تمہارا استعمال کر ”
 رہا ہے۔۔۔ میں اپنی کوئی بھی کمزوری اُس کے ہاتھ میں نہیں دینا چاہتا۔۔۔ ” وہ
 درشتگی سے بولا تو ثمرہ استہزائیہ مسکرائی۔۔۔ ہاتھ مسلسل مزاحمت کے
 باعث سرخ پڑ گیا تھا۔

کتنے خود غرض ہیں نا آپ لوگ۔۔ آپ کو اور بابا کو صرف اپنی پڑی ”
ہے۔۔ آپ لوگوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ دونوں کی اس خود غرضی
کی وجہ سے آپ کی بہن کی زندگی برباد ہو رہی ہے۔۔“ وہ روہا نسو ہو گئی
تھی۔۔

ثمرہ میری بات کو سمجھو، احد مصطفیٰ صرف تمہارا استعمال کر رہا ہے اور ”
کچھ نہیں۔۔“ اس بار شارق نرم پڑا تھا۔۔

آپ کو اللہ کا واسطہ ہے مجھے میرے شوہر کے گھر چھوڑ دیں پلیز۔۔“ وہ ”
ایک بار پھر رونے لگی تھی۔۔ شارق لب بھینچ گیا۔۔

میں تمہیں تمہارے شوہر کے گھر چھوڑ دوں، تاکہ وہ مجھے ہمیشہ کے لئے ”
جیل میں ڈلوادے۔۔“ وہ غصے سے بولا تو ثمرہ نے نڈھال انداز میں اپنا سر
بیڈ کی پشت سے لگا لیا تھا۔۔

تو پھر مجھے سچ میں مار دیں کیونکہ میں نہیں رہ سکتی مصطفیٰ کے بغیر مجھے ”
میرے شوہر کے پاس جانا ہے۔۔“ وہ ہڈ دھرمی سے بولی۔

اپنی زبان بند رکھو سمجھیں۔ اور خاموشی سے یہاں رہو۔ اور اگر اب تم”
 نے کوئی بھی بکو اس کی تو میں تمہیں پھپھو کے گھر پنڈی بھیجوا دوں گا۔ اور
 پھر تم جانتی ہو وہاں کا ماحول۔۔“ اس نے تنبیہ کرنی ضروری سمجھی،
 آپ کو جو کرنا ہے کریں مگر ایک بات یاد رکھیے گا میں آپ کو کبھی معاف”
 نہیں کروں گی۔۔“ وہ رخ پھیر گئی تو شارق سر جھٹکتا کمرے سے باہر نکل آیا
 تھا۔۔ کیونکہ وہ مزید اپنی بہن کی باتیں سننے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔

بابا ہو کیا گیا ہے آپ لوگوں کو؟ آپ دونوں نے پچھلے ایک ماہ سے ثمرہ”
 کو یوں کمرے میں قید کر رکھا ہے۔ اور آپ سب نے جو لوگوں کے
 بہکاوے میں احد مصطفیٰ کے خلاف جو پلاننگ کی ہے نایاد رکھیے گا جس دن
 وہ شخص، اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا سب سے پہلے آپ دونوں کا گریبان
 پکڑے گا۔۔“ قصویٰ نے باپ کو احساس کرانا چاہا۔۔

تم خاموش رہو، تم کیا چاہتی ہو کہ میں زندگی بھر کے لئے جیل میں ”
سڑوں یا پھر مجھے عمر قید ہو جائے۔“ شارق جوا بھی ثمرہ کو بھگتا کر آ رہا تھا
قصویٰ کی بات سن کر غصے سے چلا یا تھا۔

یہ کس انداز میں بات کر رہے ہو تم میری بیٹی سے۔۔ یہ ثمرہ نہیں ”
ہے، تمیز سے بات کرو۔“ فرناز کے سر پر لگی تھی اور تالو پر جا بھی
تھی۔۔

تو کچھ سمجھائیں اسے کہ ثمرہ کو ورغلا نا بند کرے۔۔“ شارق غصے میں بولا ”
جبکہ وہ لب بھینچ گئی۔۔

پچھتائیں گے آپ لوگ اور بابا آپ سب سے زیادہ پچھتائیں گے۔۔۔ یہ ”
سب آپ جس اولاد کی خاطر کر رہے ہیں نا ایک دن آپ کو اکیلا کر جائے
گی اور آپ کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔۔“ وہ تاسفنی لہجے میں گویا ہوئی تو وہ
جبران صاحب نے خالی خالی نگاہوں سے بیٹی کی جانب دیکھا تھا۔

بہت پچھتائیں گے آپ بابا۔۔۔“ وہ زیر لب ایک ہی لفظ بڑبڑاتی ہوئی ”
وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔

ان دونوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔ ان دونوں کے لئے کوئی اچھا سا ”
رشتہ دیکھیں اور جلد از جلد رخصت کریں۔۔“ وہ ناگواری سے بولا تو فرناز
نے ناگواری سے شارق کو دیکھا۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ نکاح پر نکاح نہیں ہوتا۔۔“ فرناز نے جتنا ”
ضروری سمجھا۔۔

سب ہو جاتا ہے۔۔ فضول باتیں نہ کریں۔۔“ وہ اُنکی سنی ان سنی کرتا ”
وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ وہ منہ کھولے ہوئے بنی رہ گئیں تھیں۔۔

یہ پاگل تو نہیں ہو گیا ہے۔۔ کیا نکاح کو مزاق سمجھ لیا، اگر بہن کی جان ”
چھڑانی ہی تھی تو دوسرا قتل بھی کر ڈالتا۔۔“ وہ نخوت بھرے لہجے میں
بولتیں شوہر پر ایک نگاہ ڈال کچن میں چل دی تھیں۔۔ جبکہ جبران صاحب
چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے بیٹی کے کمرے کی جانب بڑھے تھے۔۔

وہ ہولے سے دستک دیتے کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے ہی اُنہیں ثمرہ بے سُدہ لیٹی دیکھائی دی تھی، جو اُنہیں دیکھ دُوپٹہ سیدھا کرتی اُٹھ بیٹھی تھی۔ ہاتھ ہنوز بندھا ہوا تھا۔

ثمرہ! کیسی ہو۔۔۔“ انہوں نے بغیر کچھ کہے اسکا ہاتھ کھول دیا تھا۔ جو ” ناراضی سے رخ پھیر گئی۔

اب بات بھی نہیں کرو گی باپ سے۔۔۔“ وہ ذرا فاصلے سے ساتھ ہی بیٹھ گئے تھے۔

باپ آپ جیسا نہیں ہوتا۔۔۔“ زندگی میں پہلی بار اس نے تلخ لفظوں میں ” شکوہ کیا تھا۔ جو ایک لمحے کو خاموش رہ گئے۔

”ناراض ہو؟“

نہیں! آپ کا اور میرا ایسا کوئی رشتہ نہیں جو میں آپ سے ناراض ہوتی ”

پھروں۔۔۔“ وہ تلخی سے بولی۔

کیا چاہتی ہو؟”

اپنے شوہر کے گھر واپس جانا چاہتی ہوں۔۔ مجھے نہیں رہنا آپ جیسے مطلبی”
اور قاتل لوگوں کے ساتھ۔۔“ جبران نے خاموشی سے اسکی پشت کو دیکھا
تھا۔

باپ کا گھر تمہیں قید خانہ لگ رہا ہے؟”

باپ کا گھر؟ وہی گھر نا جس میں رہنے کے لئے آپ نے میرے سامنے یہ”
شرط رکھ دی تھی کہ اگر یہاں رہنا چاہتی ہوں تو اپنا آپ احد مصطفیٰ کو جا کر
پیش کر دوں۔۔“ انکا چہرہ شدید تذلیل کے باعث سرخ پڑ گیا تھا۔

ثمرہ۔۔“ انہوں نے ٹوکا۔۔“

اتنا غصہ نہ کریں آپ کی صحت کے لئے اچھا نہیں ہے۔۔ آپ جائیں”
آپ کی کم عمر بیوی آپ کی راہ تک رہی ہوگی،، آپ اپنا سارا وقت ان پر ہی
لوٹائیں تو بہتر ہے۔۔“ جبران کو لگا کہ اسنے بہت زوردار تھپڑ دے مارا
تھا۔

”کیا میرا شادی کرنا اتنا بڑا گناہ تھا؟“

”نہیں گناہ تو میرا آپ کی بیٹی ہونا تھا۔“ جبران نے دکھ سے دیکھا تھا۔
 ”اتنا برا باپ ہوں میں۔۔۔“

ہاں جو باپ بیٹی کا محافظ ہوتا ہے، اگر وہی اسے در بدر کر دے، اس کے کردار کشتی کر دے، کم از کم پھر وہ اولاد کی نظر میں کبھی باپ کے جیسی عزت نہیں پاسکتا۔ اور سچ پوچھیں تو مجھے، آپ سے اور بھائی سے نفرت سی ہونے لگی ہے۔“ اس نے نفرت کا اظہار کرنے سے پرہیز نہیں کیا تھا۔
 یعنی تمہاری نظر میں تمہارا شوہر بہت اچھا ہے؟“ اس بار انہیں غصہ آیا
 تھا۔

جی! کیونکہ وہ اس وقت میری ڈھال بنا تھا جب آپ نے میرے سر سے
 چھت چھین لی تھی۔ عزت کی چادر تک نوچ لی تھی، مجھے بے مول کر دیا
 تھا۔ مجھے زمانے کی ٹھوکریں کھانے کے لئے تنہا کر دیا تھا۔ اس شخص
 نے اس وقت میرا ہاتھ تھاما تھا۔ مجھے سہارا دیا تھا، میں آپ کی بیٹی ضرور

ہوں مگر آپ کی طرح احسان فراموش نہیں ہوں، اور نہ ہی اپنی ماں کی طرح بد کردار جو شوہر سے بے وفائی کروں۔۔۔“ ثمرہ کے لفظ تھے یا چابک جو انہیں سینے میں گھستے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

میں اپنے شوہر سے وفادار ہوں اور آخری سانس تک رہو گی،، میں آپ کی سابقہ بیوی کبھی نہیں بنو گی۔۔ میں اپنی ماں کی پر چھائی نہیں ہوں۔۔۔“ وہ مسلسل روتی ہوئی بڑبڑا رہی تھی۔۔۔

“تم احد مصطفیٰ کے گھر واپس جانا چاہتی ہو؟“

“جی بالکل“

“اپنے بھائی سے بات کر لو، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔“

ایک بات یاد رکھئے گا آپ کے بیٹے کو اب کوئی نہیں بچا سکتا۔۔۔ کیونکہ اب تک مصطفیٰ نے صرف میرا لحاظ رکھا ہوا تھا مگر یہ گھٹیا حرکت کرنے کے بعد آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ کسی قسم کی نرمی کے مستحق نہیں ہیں۔۔۔“

وہ درشتگی سے بولتی اٹھ کر واشروم میں جا کر بند ہوئی تھی۔۔۔

بہتر ہو گا کہ تم اپنی شکل لے کر یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔۔۔“ عریشہ غصے“
سے غرائی تھی۔۔

کیوں دفعہ ہو جاؤ وائف! “وہ شرارت سے بولا۔۔“
بکو اس نہ کرنا میرے سامنے،، اور تمہیں کیا لگتا ہے میرے سامنے یہ “
جھوٹے کاغذ لا کر رکھو گے اور میں تمہاری بات مان جاؤنگی۔۔۔“ وہ
استہزائیہ ہنسی۔۔

اس خوش فہمی سے باہر آ جاؤ کیونکہ میں کبھی بھی تمہاری باتوں میں نہیں “
آؤنگی۔۔ بہتر ہے کہ اپنی شکل لے کر دفعہ ہو جاؤ۔۔“ عریشہ غصے سے
غرائی۔۔

اوہ ریلی! تو پھر بتاؤ جائیداد کا کتنا حصہ میرے نام کر رہی ہو؟“ وہ مدعے“
پر آیا۔۔

“ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔“

او کے فائن تو پھر رخصتی کے لئے تیار رہو۔۔۔“ عریشہ نے ہونقوں کی ”مانند دیکھا تھا۔۔

میں مصطفیٰ سے تمہاری شکایت کرونگی۔۔ مجھے اکیلا سمجھنے کی کوشش نہ کرنا۔“ اس بار وہ تیز لہجے میں غرائی تھی۔

تم میری بیوی ہو، اور اپنی بیوی کو میں یوں کسی دوسرے کے سہارے ”نہیں چھوڑ سکتا۔“ وہ اب تک اپنی ہی بات پر ڈٹا ہوا تھا۔

”حد کردی مطلب بے غیرتی کی۔۔۔“

رخصتی تو تمہاری لازمی ہوگی۔۔ کل تیار رہنا، اور نکاح نہیں ہوا تو کیا ہوا ”دوبارہ ہو جائیے گا۔“ وہ باور کراتا اپنا موبائل فون اٹھا کر اٹھ کر آفس سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

مجتبیٰ کو عریشہ سے ایک ڈیل پر کچھ ڈسکس کرنا تھا۔ اس لئے وہ سیدھا ہیڈ آفس اتار سپشن سے پوچھ کر عریشہ کے آفس کی جانب بڑھا۔

”مے آئی کم ان؟“ عریشہ چونکی۔

یس کم ان۔۔“ اس نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر دیکھا تھا۔

”میڈم مجھے آپ سے کچھ ڈسکس کرنا تھا۔۔“

بیٹھیں مجتبیٰ، جی بولیں۔ وہ گہری سوجھو میں ڈوبی سوالیہ گویا ہوئی۔

”وہ دراصل۔۔“

کیا آپ میری ایک ہیلپ کر سکتے ہیں؟“ وہ زہن میں آتی سوچ کو فوری عملی جامہ پہنا چکی تھی۔

جی کہئے۔“ وہ سوالیہ بولا۔

کیا آپ مجھ سے شادی کریں گے؟“ وہ بول کر یکدم خاموش سی

ہو گئی۔ جبکہ مجتبیٰ حیرت سے گنگ کچھ بول ہی نہیں سکا تھا۔

وہاٹ؟ میم یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟“ وہ حواس باختہ ہی تورہ گیا تھا، اور

فوری نشست چھوڑ کر کھڑا ہوا تھا۔

بیٹھ جائیں مجتبیٰ۔ اور میری بات سنیں۔“ وہ ہنر و نقارہ گویا تھا۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں میڈم۔۔۔“ وہ ہنوز بے یقینی کا شکار تھا۔۔۔“

بیٹھ جائیں پلیز۔۔۔“ اس نے اسے تحمل رکھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔“

دیکھیں۔ مجھے میرا کزن فیک نکاح نامہ بنا کر بلیک میل کر رہا ہے۔۔۔ اس

وقت مجھے ایک مضبوط سپورٹ چاہئے۔۔۔ سارا جائیداد کا مسئلہ ہے۔۔۔ اور

پیسے کا مسئلہ نہیں ہے مگر مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں زبردستی مجھ سے نکاح نہ

کر لے۔۔۔ مصطفیٰ یعنی اس کمپنی کا اوپر اس وقت اس پوزیشن میں نہیں ہے

کہ میری کوئی بھی ہیلپ کر سکے۔۔۔ مجھے صرف نکاح کرنا ہے اور کچھ

نہیں۔۔۔ بعد میں ہم یہ مسئلہ سورٹ آؤٹ ہونے کے بعد کورٹ سے

ڈائیورس لے لیں گے۔۔۔“ مجتبیٰ نے اس بار مزید حیرانی سے اس لڑکی کو

دیکھا جو بہت آس سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے میم۔۔۔ نکاح کوئی مزاق نہیں ہوتا۔۔۔“

اگر آپ کو کسی قسم کی مدد درکار ہے تو میں کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔۔ ہم

ان پر کیس کر سکتے ہیں۔ اور بہت سے راستے ہیں۔۔۔“ مجتبیٰ نے سمجھانا چاہا۔

آپ میری مدد کس حق سے کریں گے؟ اور یہ پاکستان ہے ان کے لئے ”
فیک نکاح کو اور یجنل ثابت کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ میں اس وقت بالکل اکیلی ہوں کچھ نہیں کر سکتی، دوسری بات اگر میرے کزن نے مجھے کڈنیپ کر کہ زبردستی مجھ سے نکاح کر لیا تو پھر میں کیا کرونگی؟ وہ پہلے بھی ایک بار ایسا کر چکا ہے۔۔۔“ مجتبیٰ کو سمجھ نہ آیا وہ کیا کہے۔

مگر آپ کو کیوں لگتا ہے کہ مجھ سے نکاح کر کے آپ ایک اچھا فیصلہ کر رہی ہیں۔۔۔“ اس بار وہ کافی دیر بعد کچھ بولا تھا۔

میں یو نہی کسی پر بھروسہ نہیں کر لیتی۔۔۔ آپ کو میں کافی مہینوں سے ”
جانتی ہوں، اور آپ کی ہر ایک ٹیوٹی پر میری نظر ہے۔۔۔ مجھے آپ اس قابل لگ رہے ہیں کہ میری مدد کر سکیں، صرف اس لئے میں آپ سے مدد مانگ رہی ہوں۔۔۔“ وہ نرم لہجے میں بولی تو مجتبیٰ سوچ میں پڑ گیا۔۔۔

آپ کو ایک مرد کی ضرورت صرف اس لئے ہے تاکہ آپ، اپنی فیملی ”
سے لڑائی لڑ سکیں؟“ اس نے بھنویں اٹھائیں۔

ہاں بھی اور نہیں بھی۔۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں انہوں نے مجھے مجبور ”
کر دیا یا زبردستی کی تو میں منع نہیں کر سکو نگی۔۔ مصطفیٰ بیڈ سے پاؤں نیچے
رکھنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔۔ اور ہاں آج مجھے یہ بات ماننے میں کوئی
عار نہیں ہے کہ مجھے ایک مرد کی اشد ضرورت ہے خاص کر محرم مرد
کی۔۔ جو ہر جگہ میری ڈھال بن جائے۔۔“ وہ ایک ٹرانس میں بولی تھی۔۔
ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ صرف پیپر میرج ہوگی۔ تو اب آپ کو یہ امید ”
کیوں ہے میں آپ کو پروٹیکٹ بھی کرونگا۔“ عریشہ سر جھکا کر مسکرائی
تھی۔۔

جو شخص رات کے پہر ایک انجان لڑکی کو، اکیلے دیکھنے کے باوجود اسکی ”
طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا، اتنا تو مجھے بھی تجربہ ہے وہ شخص اپنی محرم

عورت کو کسی کے سامنے رسوا نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی مشکل وقت میں تنہا چھوڑ سکتا ہے۔۔۔“ وہ بولی تو مجتبیٰ ایک لمحے کو خاموش رہ گیا۔۔۔
نکاح کب کرنا ہے؟“ مجتبیٰ سوالیہ بولا۔۔۔

بس ابھی۔۔۔“ اس بار اس کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔۔۔“

مگر میری ایک بہن ہے میں اس نکاح کے بارے میں اسے ضرور بتانا چاہتا۔۔۔“
ہوں۔ مجھے ایک دو دن کا وقت تو دین۔

نہیں مجتبیٰ! میں یہ نکاح خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری میں کر رہی ہوں۔۔۔“
اور میرے پاس وقت نہیں کیونکہ وہ دھمکا کر گیا ہے۔ اور مجھے اس سے پہلے ہی کچھ کرنا ہے۔۔۔“ مجتبیٰ نے ایک گہری سانس لی۔۔۔

آسان لفظوں میں بات کیجئے ناعریشہ جی۔۔۔ آپ کو ایک عدد باڈی گارڈ۔۔۔“
چاہئے۔۔۔“ اس بار عریشہ خاموش ہوئی پھر ایک سانس لیتی بولی۔

اگر آپ کو لگتا ہے کہ مجھے آپ کی صورت ایک باڈی گارڈ کی ضرورت۔۔۔“
ہے تو جی بالکل ایسا ہی ہے۔۔۔ کیونکہ اب لیلگی جنگ کرنے لئے بھی مجھے ہر

لمحہ ایک محرم باڈی گارڈ کی ضرورت ہے جو پو لیس اور وکیلوں کے فضول سے سوالات کے جوابات دے سکے، اب تک میری طرف سے یہ جوابات مصطفیٰ دیتا تھا مگر اب میں ہمیشہ اس پر تو ڈیپنڈ نہیں کر سکتی نا۔“ مجتبیٰ سر ہلا گیا۔

ویسے آپ یہ نکاح باس سے بھی تو کر سکتی ہیں۔“ عریشہ نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

وہ اپنی مرحومہ بیوی سے بہت محبت کرتا تھا۔ وہ کبھی دوسری شادی نہیں کرے گا۔ میں مصطفیٰ کو پسند ضرور کرتی تھی مگر اب میری ایسی کوئی خواہش نہیں۔۔ اگر آپ واقعی میری مدد کرنے میں انٹر سٹڈ ہیں تو ابھی میرے ساتھ کورٹ چلیں۔۔“ وہ مزید بولی۔

آہم! ہم مسجد میں نکاح کریں گے۔ دوسری بات نکاح کے بعد آپ میرے ساتھ، میرے گھر میں رہیں گی۔۔ میرا مطلب ہے میں آپ کو اسی

وقت پر وٹیکٹ کر سکتا ہوں ناجب آپ میرے گھر میں رہیں۔“ وہ بول کر یکدم خود بھی گڑبڑایا تھا۔

تم میرے ساتھ مصطفیٰ کے گھر میں بھی رہ سکتے ہو، میں تمہارا تعارف ”

اپنے باڈی گارڈ کے طور پر ہی کراؤنگی۔۔“ اس بار عریشہ کا لہجہ قسیت لیے ہوئے تھا۔

سوری مگر میری خوداری مجھے اس چیز کی اجازت نہیں دیتی کہ میں اپنی ”

بیوی کے گھر میں رہوں۔۔ معاملات جو بھی ہوں مگر مجھے گوارہ

نہیں۔۔“ عریشہ ایک لمحے کو خاموش ہوئی۔

تمہارا گھر تو گروی رکھا ہوا ہے۔ مجھے کہاں رکھو گے؟“ اس نے آئی برو

اٹھائے۔ یہ بات اس نے کچھ دن قبل ہی عریشہ کو بتائی تھی۔ لان کا اپلائی

کرنے کے لئے، جس کی اپلیکیشن بینک ریجیکٹ کر چکا تھا، اور اس نے

عریشہ کی سفارش لگوائی تھی۔

ابھی قبضہ میرے پاس ہی ہے۔“ عریشہ ہولے سے مسکرائی۔“

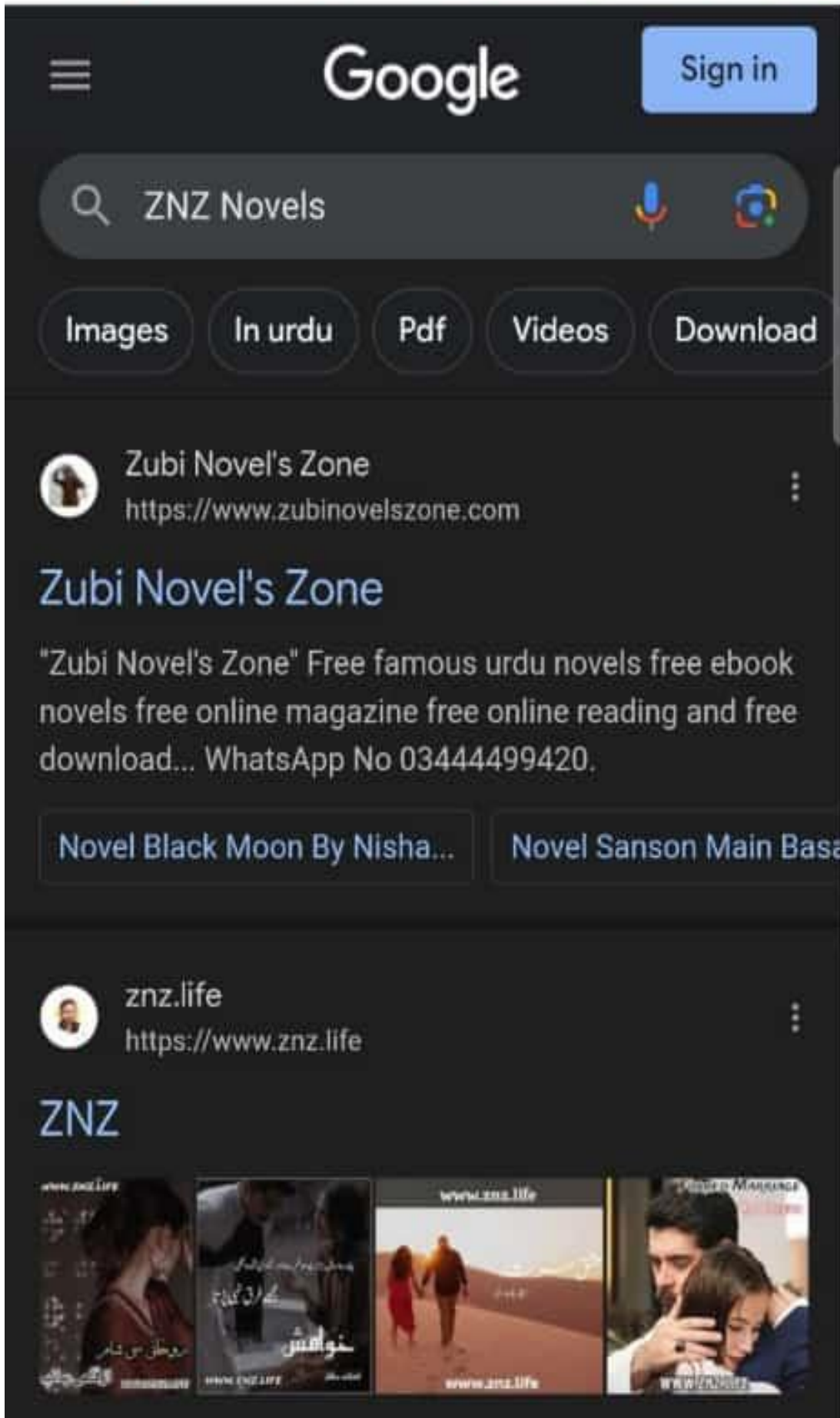
زندگی میں بہت کچھ نیا، اور ایڈ ونچرس کیا ہے میں نے۔ اس بار ایک نیا ”
ایڈ ونچر کرتے ہیں۔“ وہ مسکراتی ہوئی، لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتی اسکی
ہمراہی میں باہر تک آئی تھی۔۔۔۔

پارٹ ٹو کا انتظار کریں ۱ سال ہوا ہے اب تک نہیں آیا اس لیے بتاتا چلو کہ
یا خود سے سٹوری سوچ کرینڈ کر لیں یا انتظار کریں شکریہ



اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپ کے لئے لائے ہیں دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں جو ناولز آپ کو کبھی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM  **ZNZ.LIFE**



تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہیں کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
باسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مزید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelzone.com>

<https://www.znzlibrary.com/>

<https://www.znz.today>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>